تعلیمات اسلام

(حصہ دوئم)

جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

مؤلف
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خانصاحبؒ
خلیفہ مجاز
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ

تصحیح ونظرثانی: مفتی عبدالواحد

ناشر
واحدی کتب خانہ
بلاک نمبر۳، ۳۶/ جی لانڈھی کراچی نمبر۳۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انّ الدین عند اللّٰہ الاسلام

جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

تعلیماتِ اسلام

حصّہ دوم

تالیف

مسیح الامت حضرت مولانا "شاہ محمد مسیح اللّٰہ" خان صاحبؒ

خلیفہ ارشد

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا "محمد اشرف علی" تھانویؒ

تصحیح ونظر ثانی : مفتی عبدالواحد

ناشر

واحدی کتب خانہ

بلاک نمبر ۳ ، ۳۶ / جی لانڈھی کراچی ۳۰

فہرست مضامین (حصّہ دوم)

عبادات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبادات

جس طرح بعض بنیادی عقائد کو دوسرے عقائد کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے، اسی طرح شریعت کے دوسرے شعبوں کے مقابلے میں عبادت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ خدا اور بندے کا تعلق دوسری سب چیزوں کے بہ نسبت عبادات سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے، اور زندگی کے دوسرے شعبوں کی اصلاح اور درستی میں بھی عبادت کو خاص دخل ہے۔

عبادت سے کیا مراد ہے؟

س : عبادت سے کیا مراد ہے؟

ج : عبادت سے مراد خاص وہ اعمال ہیں جو بندہ اللہ تعالی کی عظمت وکبریائی اور اس کے سامنے اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کیلئے کرتا ہے، جس سے اسکا مقصد رضاء اور اس کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، ذکر وتلاوت اور قربانی جیسے اعمال؟ جوصرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور اپنی روحانی ترقی کیلئے کئے جاتے ہیں۔

عبادت کی قسمیں

س : عبادات کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج : عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) وہ جن کا تعلق اعضاء ظاہرہ سے ہے، جیسے نماز ،روزہ، تلاوت قرآن پاک، ذکر، درود شریف اور دعا وغیرہ۔ (۲) وہ جنکا تعلق مال سے ہے جیسے زکوٰۃ، فطرانہ، قربانی، عشر، وقف، تعمیر مسجد، مدرسہ، خانقاہ، مسافر خانہ، کنواں، پل وغیرہ۔ (۳) وہ جنکا تعلق جسم و مال دونوں سے ہے جیسے حج، جہاد ان تینوں قسموں کا نام عبادت ہے ہم اس حصہ میں ان ہی تینوں قسموں کی عبادت کو بیان کریں گے اور چونکہ عبادت میں پاکیزگی کو خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے سب سے پہلے مسائل طہارت کے متعلق بیان کرتے ہیں، پھر اس کے بعد نماز و دیگر عبادات روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور حج کو بیان کریں گے۔

طہارت

طہارت کا درجہ

س : اسلام میں طہارت کا کیا درجہ ہے؟

ج : طہارت کا دین اسلام میں بڑا مقام ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

''بلاشبہ اللہ تعالی پسند کرتے ہیں بہت توبہ کرنے والوں کو، اور خوب پاک رہنے والوں کو بھی''

نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

''پاکیزگی، طہارت ایمان کا حصہ ہے''

غرض طہارت کو دین اسلام مین بہت ہی زیادہ اہتمام حاصل ہے، خصوصاً نماز تو بغیر طہارت حاصل کئے ادا ہی نہیں ہوتی، جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ بھی ہے لَاتُقْبَلُ صَلوٰةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ یعنی کوئی نماز طہارت کے بغیر قبول نہیں ہوتی اس لئے نماز سے پہلے اس بات کا پورا پورا اطمینان کرلیا چاہئے کہ کپڑوں پر یا بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو، اور اگر لگی ہو تو اسے پانی سے دھوکر خوب صاف کر کے پاک کرلیا جائے تا کہ بدن ہر قسم کے میل کچیل، بدبو، اور گندگی سے پاک ہو پاس بیٹھنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے، اور ان کے دلوں میں نفرت وحقارت کے جذبات پیدا نہ ہوں، اور ساتھ ہی پاکی وصفاء کے اثرات جسم سے قلب تک پہنچیں، اور انسان دلی طور پر انبساط وخوشی حاصل کر سکے، دنیاوی کاموں اور دینی عبادات وامور کو پورے ذوق وشوق اور انہماک انجام دے سکے، کیونکہ کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، جسم میں جتنی پاکیزگی ہوگی طبعیت میں اتنا ہی سرور ونشاط ہوگا، پھر اگر انسان عبادت الہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو شوق وانہماک خاص طور پر بڑھ جاتا ہے، اس لیے نماز کے احکام ومسائل سے قبل

شرائط نماز کا بیان کرتے ہیں۔

شرائط نماز

س : نماز پڑھنے سے پہلے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ انکو بیان کیجئے۔

ج : نماز پڑھنے سے پہلے سات چیزوں کی ضرورت ہے جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی ان چیزوں کو شرائط نماز اور فرض کہتے ہیں، وہ یہ ہیں۔

(١) بدن کا پاک ہونا (٢) کپڑوں کا پاک ہونا (٣) جگہ کا پاک ہونا (۴) نماز کا وقت ہونا (۵) نیت کرنا (٦) قبلہ کی طرف منہ کرنا (٧) ستر چھپانا۔

پاک کرنے کا طریقہ

س : کپڑے یا بدن پر ناپاکی لگ جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے؟

ج : کپڑے یا بدن پر اگر گاڑھی نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ یا خون وغیرہ تو پہلے نجاست لگی ہوئی جگہ کو اس قدر دھوئیں کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے، جب تک نجاست دور نہ ہوگی کپڑا ہو یا بدن پاک نہیں ہوگا، نجاست اگر پہلی بار دھونے سے دور ہو جائے تو اس کے بعد بھی دو مرتبہ دھولیں، اگر دو مرتبہ دھونے سے نجاست دور نہ ہو تو پھر ایک مرتبہ اور دھولیں ،غرض ہر حالت میں تین مرتبہ دھونا بہتر ہے، کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی نجاست اگر گاڑھی نہیں بلکہ پتلی ہے جیسے پیشاب یا ناپاک پانی تو بس تین مرتبہ اچھی طرح دھولیں، اور اگر کپڑا ہو تو ہر مرتبہ دھونے کے بعد اسے نچوڑنا بھی ضروری ہے۔

نجاست کی قسمیں

س : نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج : نجاست کی دو قسمیں ہیں، ایک نجاست غلیظہ، دوسرے نجاست خفیفہ، نجاست غلیظہ جیسے خون اور آدمی کا پیشاب، منی، شراب، کتے، بلی کا پاخانہ پیشاب، چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب، ان کا حکم یہ کہ اگر ان میں سے کوئی چیز پتلی یا بہنے والی کپڑے یا بدن پر لگ جائے اگر پھیلاؤ میں روپیہ کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، بغیر دھوئے اگر نماز پڑھ لی گئی تو نماز ہو جائے گی،

لیکن اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر روپیہ سے زیادہ ہو تو معاف نہیں، بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی، اور اگر نجاست غلیظہ گاڑھی چیز لگ جائے یا پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بے دھوئے جائز نہیں۔

دوسری قسم نجاست خفیفہ ہے، جیسے حرام پرندوں کی بیٹ اور جانوروں کا پیشاب تو اس کا حکم یہ کہ اگر ان میں سے کوئی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصے میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اگر کوئی جگہ گوبر سے لپی ہو یا کوئی جگہ ناپاک ہو اور اس پر بھیگا ہوا ہاتھ، پیر یا کپڑا لگ جائے یا وہ جگہ گیلی ہو اور اس ناپاک جگہ کی مٹی چھٹ کر ہاتھ یا کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا اور ہاتھ ناپاک ہو جائے گا اور اگر صرف تری سی معلوم ہو اور مٹی نہ لگے تو ناپاک نہ ہوگا، اسی طرح ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ہو اور اسپر دوسرا پاک کپڑا بچھا دیا، لپیٹ دیا تو اگر اس نجاست کا اثر، رنگ و بو پاک کپڑے پر آجائے یا اتنا تر ہو جائے کہ نچوڑنے سے دو ایک قطرہ ٹپکے یا ہاتھ تر ہو جائے تو وہ پاک کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔

س : نجاست حکمیہ کسے کہتے ہیں؟

ج : جب جسم سے پاخانہ، پیشاب، خون بہنے والا اور منہ بھر کے قے ہو تو اس وقت اس کو نجاست حکمیہ اور حدث اصغر کہتے ہیں اور اگر منی خارج ہوئی ہو یا حیض و نفاس جاری ہو تو اس کو نجاست حکمیہ اور حدث اکبر کہتے ہیں۔

س : نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

ج : نجاست غلیظہ کے ایک روپیہ کے برابر لگ جانے سے نماز نہیں ہوتی اور وزن میں ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

س : نجاست خفیفہ کس قدر لگ جانے سے نماز نہیں ہوتی؟

ج : کسی عضو یا کسی جوڑ کے چوتھائی حصہ پر نجاست خفیفہ لگ جائے تو نماز نہیں ہوتی مثلاً آستین یا دامن یا کلی یا گریبان کے چوتھائی پر نجاست خفیفہ لگ جانے سے نماز نہ ہوگی یا ہاتھ و

ران اور پشت و پیٹ وغیرہ کے ربع پر نجاست لگ جائے نیز یہ بات بھی اچھی طرح ذہن میں رکھیئے نجاست گاڑھی ہو یا پتلی، نچوڑے بغیر دھونے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا خواہ کتنی ہی بار پنی میں ڈبو ڈبو کر کیوں نہ نکالا جائے؟ البتہ نجاست اگر کسی ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑا نہیں جا سکتا جیسے لحاف، توشک یا چٹائی وغیرہ تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو پھر دھوئیں اور پھر پانی ٹپکنے کیلئے چھوڑ دیں، جب پانی ٹپکنا پھر بند ہو جائے تب اسے پھر دھوئیں، اس طرح تین بار دھوئیں، نماز سے پہلے اس بات کا پوری طرح اطمینان کر لینے کے علاوہ کہ کپڑے اور بدن پاک ہیں یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ اگر پیشاب پاخانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو تو اس سے بھی نماز سے پہلے ہی فراغت حاصل کر کے خوب اچھی طرح استنجا کر لینا چاہئے۔

استنجے کا بیان

س : استنجا کرنا سنت ہے یا واجب اور کن کن چیزوں سے استنجا کرنا چاہئے، اور کن کن چیزوں سے نہیں؟

ج : پانی یا مٹی کے پاک ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہے، اگر پاخانہ یا پیشاب اپنے مقام سے بڑھ کر ادھر ادھر نہ لگا ہو تو پانی سے بھی استنجا کرنا مستحب ہے اور اگر نجاست ادھر ادھر لگ گئی ہو تو استنجا کرنا سنت ہے۔

آج کل مثانے چونکہ کمزور ہو چکے ہیں پیشاب کرنے کے بعد قطرے کے آتے رہنے کا خطرہ رہتا ہے، اس لئے مٹی کے ڈھیلے، ٹائلٹ پیپر کے استعمال یا کسی اور صورت سے قطرے کا خطرہ دور کرنا واجب ہے، لیکن ہڈی، لید، گوبر، کوئلے، قیمتی کپڑے اور کاغذ وغیرہ سے استنجا کرنا مکروہ ہے بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہے، قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے استنجا کرنا مکروہ تحریمی ہے، استنجا کرنے میں مرد سردیوں میں ڈھیلا پیچھے سے آگے لائے، اور گرمی میں اس کے برعکس اور عورت ہر موسم میں آگے سے پیچھے لے جائے۔

س : وہ کونسے مقامات ہیں جہاں پر پیشاب و پاخانہ کرنا منع ہے؟

ج : کنوئیں، نہر، حوض، چشمہ، سایہ دار درخت، پھلدار درخت کے نیچے اور عام راستوں میں، مسجد و عید گاہ کے ارد گرد، قبرستان اور جانوروں کے بل و سوراخ میں، اور وضوء کی جگہ اور غسلخانہ میں پیشاب پاخانہ نہ کرنا چاہئے، مکروہ تحریمی ہے۔

س : ننگے سر اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے؟

ج : ننگے سر استنجا ہو جاتا ہے، مگر مکروہ ہے اور جس انگوٹھی پر آیت یا اسم الٰہی لکھا ہو لے جانا مکروہ ہے، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بلا عذر نہ چاہئے البتہ بیٹھنے میں درد کمر وغیرہ کی وجہ سے تکلیف ہو تو جائز ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے کمر کی درد کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا،

س : اگر وضوء کے بعد استنجا کرنا یاد آئے تو کیا پھر دوبارہ وضوء کرنا ہے؟

ج : وضوء کے بعد استنجا کیا تو اگر عضو کو ڈھیلا کر کے استنجا کیا تو وضوء ٹوٹ گیا اور اگر یونہی پانی سے دھو دیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

س : بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھنا ہے؟

ج : یہ پڑھے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ" اور جب استنجے سے فارغ ہو کر باہر آئے تو یہ پڑھے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ".

تنبیہ : اگر کوئی شخص کسی کے کپڑے میں اتنی نجاست دیکھے کہ جس سے نماز نہیں ہوتی تو اگر غالب گمان یہ ہے کہ اس کو کہوں گا تو پانی سے دھولے گا نجاست دور کرلے گا تو بتانا واجب ہے ورنہ بتانا واجب نہیں۔ اسی طرح کسی کو نیک کام کہنا، اس وقت واجب ہے جبکہ غالب گمان ہو کہ وہ شخص عمل کرے گا، ورنہ فرض و واجب نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ ضرر کا خوف نہ ہو ورنہ مختار ہے کہ چاہے کہے، چاہے نہ کہے، اسی طرح گناہ کے کام سے منع کرنے میں بھی یہی تفصیل ہے کہ غالب گمان ہو کہ وہ شخص رک جائے گا اور ضرر نہ پہنچائے گا اور یہ شخص اس سے بڑے گناہ میں خود مبتلا نہ ہو، اسی طرح جو شخص خود فاسق ہو مگر ظن غالب ہو کہ اس کے کہنے سے دوسرا آدمی اس کے کہنے پر عمل کرے گا اور گناہ کے کام سے بچے گا تو اس فاسق پر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔

وضو کا بیان

س : وضو کسے کہتے ہیں؟

ج : وضو اسے کہتے ہیں کہ جب آدمی نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پاک برتن میں پاک پانی لیکر پہلے گٹوں تک ہاتھ دھوئے، پھر مسواک کرے، پھر تین بار کلی کرے، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور ناک صاف کرے، پھر تین بار منہ دھوئے، پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، پھر سر اور کانوں کا مسح کرے، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔

فرائض وضو کا بیان

س : وضو میں کتنی چیزیں فرض ہیں؟

ج : وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) پیشانی کے بالوں سے تھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک منہ دھونا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

سنن وضو کا بیان

س : وضو میں کتنی سنتیں ہیں؟

ج : وضو میں تیرہ سنتیں ہیں۔

(۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے تین تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین بار کلی کرنا (۶) تن بار ناک میں پانی ڈالنا (۷) داڑھی کا خلال کرنا (۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۹) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۰) ایک بار پورے سر کا مسح کرنا (۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) پے در پے وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھو لیا جائے۔

مستحبات وضو کا بیان

س : وضو میں کتنی چیزیں مستحب ہیں؟

ج : وضو میں پانچ چیزیں مستحب ہیں۔

(۱) دائیں طرف سے شروع کرنا، بعض علماء نے اسے سنتوں میں شمار کیا ہے اور یہی قوی ہے (۲) گردن کا مسح کرنا (۳) وضو کے کام کو خود کرنا، دوسرے سے مدد نہ لینا (۴) قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا (۵) پاک اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا۔

آداب وضو کا بیان

س : وضو کے کتنے آداب ہیں؟

ج : وضو کے گیارہ آداب ہیں۔

(۱) چھنگلیاں کا سرا بھگو کر کانوں کے سوراخ میں ڈالنا (۲) نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا (۳) اعضاء کو دھوتے وقت ہاتھ سے ملنا (۴) انگوٹھی یا چھلے کو ہلانا (۵) دنیا کی باتیں نہ کرنا (۶) زور سے پانی منہ پر نہ مارنا (۷) زیادہ پانی نہ بہانا (۸) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا (۹) وضو کے بعد درود شریف پڑھنا (۱۰) وضو کے بعد کلمہ شہادت اور یہ دعا پڑھنا " اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ " اے اللہ تو مجھے زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں بنا دے (۱۱) وضو کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھنا وغیرہ۔

وضو کے مواقع

س : وضو کتنی جگہ مستحب ہے؟

ج : تقریباً اٹھائیس مقامات میں مستحب ہے۔

(۱) جھوٹ (۲) غیبت کے بعد (۳) قہقہہ کے بعد (۴) شعر خوانی جو حکمت و نعت سے خالی ہو، کے بعد (۵) اونٹ کا گوشت کھا کر (۶) گناہ صغیرہ و کبیرہ کے بعد (۷) اختلاف علماء کے نقض وضو کی صورت میں، مثلاً پیشاب گاہ کو چھونے اور عورت کو چھونے میں امام شافعیؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا وضو کر لیا جائے تاکہ بالاتفاق نماز ادا ہو، (۸) باوضو رہنا (۹) وضو پر وضو کرنا (۱۰) سونے کے بعد (۱۱) میت کے غسل دینے کے وقت (۱۲) میت کے اٹھانے کے وقت (۱۳) غسل جنابت

سے قبل (۱۴) کھانے، پینے (۱۵) سونے (۱۶) جماع کے وقت (۱۷) غصہ کے وقت (۱۸) قرآن پاک کی تلاوت کے وقت (۱۹) حدیث شریف پڑھنے کے وقت (۲۰) علم کے درس کے وقت (۲۱) اذان (۲۲) اقامت (۲۳) نکاح کا خطبہ (۲۴) زیارت روضۂ مبارک رسول اللہ ﷺ کے وقت (۲۵) وقوف عرفہ کے وقت (۲۶) صفا ومروہ کے درمیان سعی کے وقت (۲۷) تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں کو چھونے کے وقت (۲۸) ذکر کے وقت۔

فضائل مسواک

س : ذرا مسواک کے فضائل اور اس کا طریقہ بیان فرمادیجئے؟

ج : بہتر ہے سنیے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو انکو مسواک کرنے کا حکم کرتا ہر وضو، نماز کے ساتھ اور فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی گئی وہ ۷۰ درجہ زائد ہے ثواب میں اس نماز سے جو بغیر مسواک کئے ہوئے پڑھی گئی، آنحضرت ﷺ اس قدر مسواک فرماتے تھے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کے مسوڑے نہ چھیل جائیں، سفر کے وقت، سفر سے واپسی کے وقت، کلام کے وقت، کھانے کے بعد کلام کے بعد، ہر نماز وضو کے وقت، سونے کے وقت، سونے سے اٹھنے کے وقت، تلاوت قرآن پاک کے وقت، یہ ایسی سنت ہے کہ تمام انبیاء نے اس کو کیا۔

مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے : اول اوپر دائیں جانب، پھر بائیں جانب کرے اسی طرح نیچے کے جانب کرے اور تین تین بار کرے اور ہر بار دھوئے اور احسن یہ ہے کہ اس قدر کرے کہ دانتوں کی زردی اور بدبو ختم ہوجانے کا قلب کو اطمینان حاصل ہو جائے، مسواک کو دائیں ہاتھ میں پکڑنا مستحب ہے اس طرح کے دائیں ہاتھ کی چھنگلی کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھے کو مسواک کے سرے کے نیچے کرے اور باقی تین انگلیاں مسواک کے اوپر رہیں اور مسواک دانتوں کے عرض میں کرے نہ کہ طول میں مسواک نرم سیدھی ہو، بے گرہ ہو، چھنگلی کے برابر موٹی ہو، ایک بالشت لمبی ہو، انار اور بانس کے علاوہ ہر لکڑی کی مسواک درست ہے، البتہ افضل پیلو اور زیتون کی ہے، عورت کیلئے صنوبر اور بطم کا گوند چبانا قائم مقام مسواک کے ہے مگر گاہے گاہے

مسواک بھی کرے، عورت کو متواتر مسواک کرتے رہنے سے دانتوں کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہے

س : مسواک کرنے میں کچھ فائدے بھی ہیں؟

ج : مسواک میں بہت فائدے ہیں۔

(۱) ہر مرض سے شفاء سوئے موت کے، موت کے وقت کلمہ شہادت کی یاد دلانے والی ہے (۲) منہ کی بدبو دور کرنے والی ہے (۳) مسوڑھوں کو مضبوط کرنے والی ہے (۴) بصارت کو تیز کرنے والی ہے (۵) عمر بڑھانے کا وسیلہ ہے (۶) ہاضم طعام ہے (۷) معدہ کو قوت دینے والی ہے (۸) پل صراط پر چلنے میں آسانی بخشنے والی ہے بفضلہٖ تعالیٰ (۹) دانتوں کو صاف کرتی ہے۔

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

س : وضو اور تیمّم کن چیزوں سے جاتا رہتا ہے؟

ج : پیشاب، پاخانہ یا اور کوئی چیز پیشاب یا پاخانہ کی جگہ سے نکلنا، پیپ خون بہنے والا، منہ بھر کے قے کہ روکے سے نہ رکے، یا تھوڑی تھوڑی جو منہ بھر کے برابر ہو، سجدہ رکوع والی نماز میں عاقل بالغ کا قہقہہ لگا کر ہنسنا، نشہ میں یا بے ہوش و دیوانہ ہو جانا، ٹیک لگا کر اس طرح سو جانا کہ اگر ٹیک ہٹادی جائے تو گر پڑے، سجدہ میں یا قعدہ میں بلا ایڑی پر بیٹھے سو جانا ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ان ہی چیزوں سے اور پانی پر قادر ہونے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر تھوک میں خون معلوم ہو اور تھوک سرخی مائل ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، سفیدی یا زردی مائل ہو تو وضو اور تیمّم نہ ٹوٹے گا، آنکھ دکھتی ہو تو پانی بہے اور آنسو نکلیں یا چھاتی میں درد ہو اور پانی نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

س : اگر پیپ اور خون کسی پھنسی پھوڑے سے نکلے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

ج : ہاں اگر پیپ اور خون نکل کر بہہ جائے ایسی جگہ کی طرف جسکا وضو اور غسل میں دھونا فرض ہے تب وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور اگر تھوڑا تھوڑا نکلے اور پونچھ پونچھ ڈالیں تو اگر وہ اس مقدار کو پہنچ جائے کہ نہ پونچھتے تو بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اور جونک اتنا خون

چوسے کہ اس کو کاٹ دیں تو بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مکروہات وضو کا بیان

س : جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں ان کو بیان فرما دیجئے ؟

ج : بلاضرورت خاص دنیا کی باتیں کرنا، نجس جگہ بیٹھ کر وضو کرنا، مسجد کے اندر بدون برتن سلفچی وغیرہ کے وضو کرنا اور بقدر سلفچی وغیرہ کے مسجد کے اندر وضو درست ہے، عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا، پانی میں تھوکنا یا سنکنا اگر چہ ماء جاری سے وضو کیا جارہا ہو، چہرہ وغیرہ پر زور سے پانی مارنا حاجت سے کم یا زیادہ پانی خرچ کرنا یعنی مثل تیل کے وضو کے اعضا کو چپڑ لینا یا اعضا وضو کو دو مرتبہ دھونا یا پانی کو زیادہ صرف کرنا کہ تین بار سے زیادہ استعمال کرنا بشرطیکہ عضو خشک نہ رہ گیا ہو، اس طرح دھونا کہ زیادہ مقدار پانی زمین پر گرے اور کم حصہ پانی اعضا پر پڑے، پانی صرف کرنے میں وضو وغسل کے اندر بعض لوگ سخت بے احتیاطی کرتے ہیں بلکہ وہم میں بے انتہا پانی خرچ کرتے ہیں ایسے ہی زمانے اور لوگوں کیلئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ ہونگے جو وضو میں زیادتی اور تجاوز کریں گے اور فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے اس کا نام ولہان ہے، اے لوگوں پانی کے وسواس سے پرہیز کیجیو، خیال کرنے کی بات ہے کہ حضور ﷺ ایک مد یعنی تین پاؤ پانی سے وضو فرماتے تھے اور ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر پانی سے غسل فرماتے تھے، یاد رکھو کہ یہ اسراف پانی میں مکروہ تحریمی ہے قریب حرام کے ہے خواہ وہ پانی اپنی ہی ملک ہو یا سمندر و نہر سے وضو کرنا ہو اور جو پانی وقف ہو جیسے کہ مدرسوں اور خانقاہوں میں ہوتا ہے اس کا زیادہ خرچ کرنا تو بالاتفاق حرام ہے۔

﴿عزیز من پانی کے اسراف سے پرہیز کرو﴾

معذور کے احکام

س : معذور کسے کہتے ہیں؟

ج : معذور وہ کہلایا جاتا ہے جسے کسی نجاست کے جاری رہنے کا عذر ہو مثلاً پیشاب کا قطرہ آتے رہنا، ریح کا خارج ہوتے رہنا، پیپ وخون بکثرت نکلتے رہنا، استحاضہ کا ہونا یعنی دس

دن حیض یا چالیس دن نفاس کے گذر کر خون کا آتا رہنا، ان عذروں میں اتنا وقت نہ ملے کہ بدون ان عذروں کے وقتی نماز ادا کرسکے تو اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھے اور فرض و نفل اور قضاء سب اس وقت کے رہنے تک پڑھ سکتا ہے، جب وقت نکل گیا تو پھر تازہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

موزوں پر مسح کا بیان

س : پیروں میں پورے چمڑے کے موزے یا چمڑے کا تلا لگے موزے یا خوب موٹے موزے کہ بلا باندھے ایک میل چل سکتے ہوں پہن لیں کیا تب بھی پیروں کا دھونا فرض ہے؟

ج : غسل میں تو فرض ہے اور وضو میں ہر وقت فرض نہیں بلکہ حدث کے وقت کامل طہارت پر موزوں کو پہنے ہوئے ہو تب مقیم ایک دن رات تک موزوں پر مسح کرسکتا ہے اور مسافر تین دن رات تک مسح کرسکتا ہے، جب مدت ختم ہو جائے یا کوئی ایک موزہ اتر جائے ٹخنوں کے نیچے تک یا چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹ جائے تب دونوں پیروں کا دھونا فرض ہوگا اور اگر وضو ہو تو وضو کرنا فرض نہیں صرف پاؤں دھو کر پہننا کافی ہے اور یہ مدت مقیم اور مسافر پر وضو ٹوٹنے کے وقت سے شروع ہوگی۔

غسل

غسل کی حقیقت

س : غسل کسے کہتے ہیں؟

ج : لغت کے لحاظ سے تو غسل کے معنی نہانے کے ہیں، لیکن شریعت کی اصطلاح میں سر سے پاؤں تک جسم کے ان تمام حصوں کے دھونے کو غسل کہتے ہیں جن تک پانی پہنچانا بغیر کسی تکلیف کے ممکن ہو۔

س : غسل کب فرض ہوتا ہے؟

ج : غسل کرنا یوں تو جسم کے صفائی کے لحاظ سے بہر حال ایک اچھا عمل ہے مگر بعض صورتیں ایسی ہیں جن کی بناء پر شریعت کے نزدیک غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے اور جب تک آدمی غسل

نہ کرلے ناپاک رہتا ہے، وہ صورتیں یہ ہیں۔

عورت سے صحبت کرنے کے بعد۔

سوتے ہوئے احتلام ہونے کے بعد۔

جاگتے ہوئے اگر منی شہوت کے ساتھ کود کر نکل جائے تو اس کے بعد۔

عورت کے حیض بند ہونے کے بعد۔

نفاس کا خون بند ہونے کے بعد۔

غسل کا طریقہ

س : غسل کس طرح کیا جائے؟

ج : غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول دونوں گٹوں تک ہاتھ دھوئیں، اس کے بعد استنجا کریں اور بدن پر جس جگہ ناپاکی لگی ہوئی ہو اس کو صاف کریں، پھر جس طرح نماز کیلئے وضو کرتے ہیں اسی طرح وضو کریں اور وضو کرتے وقت خوب منہ بھر کر کلی کریں، روزہ نہ ہو تو غرارہ بھی کریں اور ناک میں خوب خیال کے ساتھ پانی چڑھائیں، پتھر یا کوئی چوکی یا ایسی پکی زمین پر غسل کر رہے ہیں جہاں سے پانی فوراً بہہ جاتا ہو تو دونوں پاؤں بھی اسی وضو کیساتھ دھولیں، ورنہ پاؤں بلکل آخر میں دھوئیں، پھر وضو کے بعد تمام بدن کو تھوڑا سا پانی ڈال کر ہاتھ سے خوب ملیں، صابن ہو تو صابن بھی استعمال کریں، اس کے بعد تین مرتبہ سارے بدن پر پانی بہادیں، یہ خیال رہے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے، اگر ایک بال کے برابر بھی کوئی جگہ خشک رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔

فرائض غسل

س : غسل میں کتنے فرائض ہیں؟

ج : غسل میں تین فرض ہیں۔ (۱) منہ بھر کے کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

سنن غسل

س : غسل میں کتنی سنتیں ہیں؟

ج : غسل میں پانچ سنتیں ہیں۔ انکے ادا کرنے سے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے، اور وہ یہ ہیں (۱) دونوں ہاتھ ابتداء ہی گٹوں تک دھونا (۲) استنجا کرنا اور جس جگہ ناپاکی لگی ہو غسل سے پہلے اس کو دھونا (۳) ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا (۴) پہلے وضو کرنا (۵) تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔

غسل سے متعلق چند ضروری باتیں

س : غسل کے کچھ آداب بھی ہیں؟

ج : جی ہاں غسل کے کچھ آداب بھی ہیں، وہ یہ ہے کہ :

(۱) غسل کرنے والے کو چاہئے کہ کوئی کپڑا مثلا لنگی یا تہہ بند وغیرہ باندھ کر نہائے، اور اگر برہنہ ہو کر نہائے تو کسی ایسی جگہ نہائے جہاں کسی کی نظر نہ پہنچ سکے، نیز برہنہ ہونے کیصورت میں بیٹھ کر نہائے۔

(۲) عورت کو ہر حالت میں بیٹھ کر ہی نہانا چاہئے۔

(۳) برہنہ نہانے کی صورت میں قبلہ کی طرف رخ کر کے نہانا درست نہیں۔

(۴) غسل کرتے وقت باتیں کرنا یا گنگنانا وغیرہ مکروہ ہے۔

(۵) اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ پانی نہیں پہنچا تھا تو پھر سے پورا غسل کرنا ضروری نہیں، صرف اسی جگہ کو دھولینا کافی ہے، اسی طرح اگر کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو صرف اسی کمی کو پورا کردے، دوبارہ غسل کی حاجت نہیں۔

تنبیہ : ناپاکی کی حالت میں دل اور زبان سے خدا کا ذکر ہوسکتا ہے لیکن قرآن مجید پڑھنا، پڑھانا اور اسکو بغیر جزدان کے ہاتھ لگانا ناجائز ہے، اسی طرح ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔

پانی کے احکام

س : وضو اور غسل ہر قسم کے پانی سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج : وضو اور غسل صرف ایسے پانی سے درست ہے کہ جس کو پانی کہتے ہیں اگر چہ اس

میں کوئی پاک چیز گر کر رنگ و بو و مزہ بدل جائے، البتہ اگر کوئی پاک چیز پانی کو گاڑھا کر دے کہ بہہ نہ سکے یا کوئی پاک چیز ڈال کر پکایا گیا ہو اور اس سے مقصود پانی کا صاف کرنا نہ ہو یا کسی درخت یا پھل سے نچوڑ کر نکالا گیا ہو ان سب پانیوں سے وضو اور غسل درست نہیں اور نہ اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے جو وضو اور غسل میں استعمال ہو کر کسی برتن میں جمع ہو گیا ہو کہ اسے ماء مستعمل کہتے ہیں۔

س : پانی کبھی ناپاک بھی ہو جاتا ہے، اس کے پاک ہونے کی کیا صورت ہے ؟

ج : جو پانی لوٹے، گھڑے، مٹکے، مشک وغیرہ ظرف میں ہو اس میں کسی ناپاکی کے گرنے اور کسی جاندار کے گر کر مر جانے سے پانی ناپاک ہو جائے گا، وہ سب پانی گرادیا جائے اور اس ظرف کو پاک کر لیا جائے اس طرح کہ ہر تین مرتبہ دھو کر چھوڑ دیں کہ ٹپکنا بند ہو جائے۔

س : برتن میں جاندار چیز گر کر مرے نہیں زندہ نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر برتن پر نجاست لگنے کا ظن غالب نہ ہو اور نہ ایسا جانور ہے کہ جسکا لعاب ناپاک ہے تو اس کے زندہ نکل آنے سے پانی پاک رہے گا۔

جانوروں کے جھوٹے کے احکام

س : وہ حیوانات کونسے ہیں جنکا لعاب ناپاک ہے؟

ج : تمام درندے، شیر، چیتا، بھیڑیا، گیدڑ، لومڑی، کتے کا لعاب ناپاک ہے اور بلی، سانپ، چوہا، چھپکلی اور پرند، چیل، کوّا، مرغی کا لعاب مکروہ ہے، لہذا جنکا لعاب ناپاک ہے ان کا جھوٹا پانی بھی اور پسینہ بھی ناپاک ہے اور جن کا لعاب مکروہ ہے ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔

س : گھوڑے، خچر اور گدھے کا لعاب کیسا ہے؟

ج : گدھے اور خچر کا لعاب مشکوک ہے اور گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔

س : خچر اور گدھے کا جھوٹا پانی ہو اور دوسرا پانی نہ ہو تو کیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے اسی طرح اگر ان پر سوار ہوں اور پسینہ جسم اور کپڑوں کو لگ جائے تو کیا کپڑے اور جسم پاک کریں گے؟

ج : جب دوسرا پانی نہ ہو تو خچر اور گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کر لیا جائے اور تیمّم بھی کیا جائے خواہ تیمّم اول ہو اور وضو بعد میں یا اس کے بالعکس، مگر تیمّم بعد میں کرنا بہتر ہے اور اگر ان کا پسینہ بدن اور کپڑے میں لگ جائے تو نماز ہو جائے گی، یہی حکم ہاتھی کے پسینہ کا ہے کہ نماز ہو جائے گی احتیاطا انکے پسینہ سے بہتر ہے۔

کنوئیں کے احکام

س : اگر کنوئیں میں ناپاک چیز گر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج : کنواں ناپاک ہو جائے گا، اگر سب پانی نکالنا ممکن ہو تو سب پانی نکالا جائے اور اگر اس کا سرچشمہ جاری ہے کہ پانی ٹوٹتا ہی نہیں جتنا نکالتے ہیں اتنا ہی آجاتا ہے تو پانچ سو ڈول نکال دینا کافی ہے۔

س : کیا سب پانی نکالنا ہو تو ایک ساتھ نکالیں؟

ج : نہیں، یہ ضروری نہیں بلکہ اندازہ کر لیا جائے کہ کتنے ڈول پانی ہوگا تھوڑا تھوڑا کر کے اتنے ڈول نکال دیں تب بھی پاک ہو جائے گا، مثلاً ہزار ڈول نکالنا ہے تو دوسو ایک مرتبہ نکال دیں پھر شام چار سو نکال دیں کچھ دوسرے دن نکال دیں، اس طرح پاک ہو جائے گا۔

س : کنوئیں میں حیوان گر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج : کتا، خنزیر گر جائے یا ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک ہے خواہ زندہ نکلے یا مردہ، تمام پانی نکالنا ہوگا اور اگر انسان گرے اور اگر زندہ نکل آئے اور جسم پر ناپاکی نہ ہو تو پاک ہے، اور اگر ناپاکی لگی ہو تو کنواں ناپاک ہے، سب پانی نکالا جائے گا اور اگر انسان کنوئیں میں مر گیا تو تمام پانی نکالا جائے گا۔

انکے علاوہ کوئی حیوان ایسا ہو کہ جس میں خون بہنے والا ہوتا ہے گر کر مر جائے تو اگر وہ کتے اور انسان کے برابر ہو تو تمام پانی نکالنا ہوگا جیسے بھینس، بکری وغیرہ اور اگر اس سے چھوٹا ہو جیسے بلی، مرغی، کبوتر وغیرہ تو اگر پھٹ یا پھول جائے سارا پانی نکالنا ہوگا اور نہ پھٹے اور نہ پھولے تو ساٹھ ڈول نکالدیں اور اگر اس سے بھی چھوٹا جانور ہو جیسے چوہا، چڑیا، گلہری، گرگٹ

وغیرہ اور پھٹے یا پھولے نہیں تو تیس ڈول نکال دیں، چوہے یا گرگٹ کی دم کٹ کر گر جائے تو تمام پانی نکالا جائے گا۔

س : جن جانوروں کے اندر خون بہنے والا نہیں اس کا کیا حکم ہے؟

ج : ان کا پانی میں گر کر مر جانا اور ریزے ریزے ہو جانا پانی کو ناپاک نہیں کرتا جیسے ٹڈی، مینڈک، چھپکلی، کچھوا، مچھلی، مکھی، مچھر، کھٹمل، البتہ کھانے پینے میں استعمال نہ کرنا چاہئے، یہ دوسری بات ہے خاص کر چھپکلی کا پانی استعمال نہ کیا جائے کہ مضر ہے گو پانی پاک ہے۔

س : اگر بہتے ہوئے خون والا حیوان تیل، گھی میں گر جائے یا جس کا جھوٹا ناپاک ہے وہ تیل، گھی، دودھ میں منہ ڈال دے اس کا کیا حکم ہے؟

ج : بہتے ہوئے خون والا حیوان تیل، گھی میں مر جاوے اس کا یہ حکم ہے کہ تیل گھی میں اس کے برابر پانی ڈالیں اور جوش دیں پھر اتار لیں ٹھنڈا ہونے کے بعد پانی میں سے تیل، گھی کو نتھار لیں، پانی پھینک دیں پھر اسی طرح کریں، تین مرتبہ ایسا ہی کریں گھی، تیل پاک ہو جائے گا، البتہ دودھ میں کتا منہ ڈال دے تو وہ ناپاک ہو جائے گا، اس کے پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ اس کا مکھن گھی نکالا جائے اور اسکو مثل تیل، گھی کے تین بار پانی ڈال کر پاک کر لیا جائے۔

س : اگر جوتا، گیند کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج : کھال علاوہ خنزیر اور آدمی کی کھال کے دباغت یعنی نمک وغیرہ سے خشک کر لی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے، اس کا جوتا بھی پاک ہے، لہٰذا اگر جوتا اور گیند پر نجاست لگنے کا گمان غالب نہ ہو تو اس کے گرنے سے پانی پاک رہے گا اور اگر اس پر نجاست کا گمان غالب ہو تو کنواں ناپاک ہو جائے گا، تمام پانی نکالنا ہو گا۔

س : جو چیز کنوئیں میں گر جائے کیا اس کا نکالنا ضروری ہے؟

ج : جی ہاں: پانی نکالنے سے پہلے اس چیز کو نکالا جائے، البتہ اگر کوشش کے باوجود نہ نکل سکے تو اگر وہ چیز ایسی ہے کہ ناپاک پانی لگنے سے ناپاک ہو گئی تھی، جیسے ناپاک گیند، ناپاک جوتا، ناپاک کپڑا وغیرہ تب تو اس کا نکالنا معاف ہے بس پانی نکال دیں، اگر وہ چیز خود ناپاک ہے جیسے

مردار جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک اس کے گل سڑ کر مٹی ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اس وقت تک کنواں پاک نہ ہوگا، جب یقین ہو جائے تب تمام پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

س : اگر کنوئیں سے پھٹا، پھولا جانور نکلے اور اسکے پانی سے وضو غسل بھی کرتے رہے ہوں تو نماز کب سے لوٹائی جائے؟

ج : جب سے اس جانور کو دیکھا ہے اس وقت سے ناپاک سمجھا جائے۔

تیمّم کا بیان

س : تیمّم کسے کہتے ہیں اور کن کن چیزوں سے تیمّم جائز ہے؟

ج : جب ایک میل تک پانی نہ ملے یا ملے مگر نماز کا وقت نکل جانے کا خوف ہو یا پانی موجود ہو اس کو وضو میں خرچ کر دینے سے پیاسا بیقرار ہو جائے گا یا وضو غسل کرنے سے نقصان ہوگا بیمار ہو جائے گا یا بیماری بڑھ جائیگی، غرض یہ کہ پانی پر قدرت نہ تو اس وقت حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونے کی نیت سے پاک مٹی پر یا مٹی کی بنی ہوئی چیز پر دونوں ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لیا جائے، پھر دوبارہ دونوں ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیر لیا جائے اسے تیمّم کہتے ہیں، یہی تیمّم وضو کا ہے اور یہی تیمّم غسل کا ہے اور تیمّم مٹی، ہڑتال، سرمہ، چونا، قلعی، ریت پر درست ہے، حاصل یہ ہے کہ جو نہ آگ میں پگھلے نہ نرم ہو نہ جل کر راکھ ہو اس سے تیمّم درست ہے اور جو چیزیں ایسی ہوں تو ان پر غبار ہو تب تیمّم درست ہے، جیسے پاک بستر کپڑوں پر غبار ہو تو اس پر ہاتھ زور سے مار کر تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔

س : زخم، پھوڑا، پھنسی ہو کہ پانی نقصان دیتا ہو تو کیا کرے؟

ج : اتنی جگہ پر پٹی وغیرہ نہ ہو تو تر ہاتھ پھیر لے، اگر پھایا و پٹی ہو اور کھولنے سے تکلیف ہو زخم کو پانی نقصان دے تو اسی پٹی یا پھائے پر مسح کر لیا جاوے اور اگر پٹی زخم سے زیادہ حصہ میں ہے اور پٹی کھولنے میں تکلیف یا نقصان نہیں تو پٹی کھول کر زخم یا پھائے پر مسح کیا جائے اور باقی جگہ کو دھولے، اگر مسح کرنا بھی نقصان کرے تو اتنی جگہ بلا مسح کئے ہوئے چھوڑ دے۔

س : اگر ہاتھ میں زخم ہو کہ نہ کوئی برتن پکڑا جا سکتا ہے نہ پانی استعمال کیا جا سکتا ہے تو

کیا کرے؟

ج : کسی دوسرے شخص سے مدد لے کر باقی اعضا کا وضو و غسل کرے اگر کوئی مدد کیلئے نہ ہو تو ہلکے ہلکے ہاتھوں سے تیمّم کر کے اور استنجے کیلئے ڈھیلوں سے استنجاء کر لینے پر کفایت کرے، وسوسے اور وہم میں نہ پڑے اور اگر پانی استنجے کیلئے یا نجاست جسم و کپڑا دھونے کے لائق ہو تو پانی سے استنجا اور کپڑا پاک کر لے اور وضو کیلئے تیمّم کر لیا جائے۔

حیض و نفاس کا بیان

س : حیض و نفاس کسے کہتے ہیں؟

ج : حیض اس خون کو کہتے ہیں کہ جو بالغہ عورت کو ہر مہینے آگے کے راہ سے بلا کسی مرض اور بلا کسی حمل کے کم از کم پورے تین دن اور تین راتیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات آئے اور نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بچہ جننے کے بعد آوے کم دن کی کوئی مدت نہیں اور چالیس دن سے زائد نہیں آتا، زمانہ حیض و نفاس میں نمازوں کی قضا نہیں اور روزوں کی قضا ہے اور حیض و نفاس والی عورت اور غسل کی حاجت والا مرد و عورت نہ قرآن شریف چھوئے نہ پڑھے نہ کسی کو پڑھ کر بتاوے البتہ دو دو حروف اور ایک ایک کلمہ الگ الگ ٹھہر ٹھہر کر بتاوے تو درست ہے، جیسے الحمد کہہ کر رک جائے، جب دوسرا کہہ لے تو پھر کہے للہ اسی طرح کاٹ کاٹ کر درست ہے، البتہ درود شریف، کلمہ شریف، استغفار یا الحمد شریف بطور دعا کے یا جو دعائیں قرآن شریف میں آتی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھا جاوے تو درست ہے۔

س : حیض کس عمر میں آتا ہے؟

ج : نو برس سے پہلے حیض نہیں آتا اور اکثر پچپن برس کے بعد نہیں آتا، البتہ پچپن برس کے بعد آئے تو خون سرخ یا سیاہ ہو تو حیض سمجھا جاوے گا اور اگر زرد، سبز، خاکی ہوگا تو حیض نہ سمجھا جائے گا۔

س : جوان عورت کیلئے کس رنگ کا خون حیض سمجھا جائے گا؟

ج : حیض کی مدت میں سرخ، سیاہ، زرد، خاکی، مٹیالا کسی رنگ کا ہو سب حیض ہے صرف

خالص سفید ہو تو حیض نہیں۔

س : کیا حیض تین دن تین رات سے ذرا کم بھی ہو تو حیض نہیں؟

ج : نہیں ، بلکہ پورے تین دن تین رات کا ہونا ضروری ہے مثلاً جمعہ کو سورج نکلنے کے وقت حیض آیا اور پیر کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو یہ حیض نہ کہلایا جائے گا کیونکہ تین دن تین رات کا پورا ہونا سورج نکلنے کے وقت ہوتا اور وہ اس سے کچھ قبل بند ہو گیا، لہذا حیض شمار نہ ہو گا۔

س : اگر دس دن سے زیادہ حیض آئے تو کیا حکم ہے؟

ج : اگر پہلے ہی پہلے حیض آنا شروع ہوا تب تو دس دن حیض کے ہیں، اور باقی استحاضہ ہے اور اگر پہلے حیض آچکا تھا تو اس سے پہلے مہینہ میں جتنے دن آیا تھا اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی استحاضہ ہے۔

س : اگر تین دن سے کم خون آئے اور پھر پاک رہے اور پھر خون آئے تو کیا حکم ہے؟

ج : اگر پندرہ دن پاک رہے تو پندرہ دن سے پہلے جو خون تین دن سے کم کم آیا ہو وہ حیض نہیں اور اگر پندرہ دن سے کم پاک رہے تو اس کا اعتبار نہیں بلکہ یوں سمجھا جائے کہ شروع سے آخر تک خون آتا رہا، لہذا جو عادت خون آنے کی ہو اتنی مدت تو حیض کے ہیں باقی استحاضہ ہے اور پہلے پہل ایسا ہو تو شروع سے دس دن یا پچھلے ماہ کی عادت کے دن تک حیض ہے باقی استحاضہ۔

س : کسی کی عادت مقرر نہ ہو، کسی مہنہ میں چار دن، کسی میں چھ دن، اس طرح آئے تب کیا حکم ہے؟

ج : دس دن یا دس دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو ایسی عورت کیلئے وہی دن حیض کے ہیں اور دس دن سے زائد آئے تو اس سے پچھلے ماہ جتنے دن آیا ہو اتنے دن حیض کے باقی استحاضہ ہیں۔

س : زمانہ حمل میں جو خون آئے وہ کیا حیض نہیں؟

ج : وہ حیض نہیں اور نہ وہ حیض ہے جو بچہ پیدا ہونے سے قبل خون آئے بلکہ جب تک بچہ نصف نہ ظاہر ہو جاوے اس وقت تک خون کا نکلنا حیض نہیں ہے۔

س : کسی کا حمل گر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج : اگر کوئی ایک آدھ عضو بن گیا ہو تب وہ خون نفاس ہے ورنہ نہیں البتہ تین دن تین رات آئے یا دس دن آئے تو وہ حیض ہے اور دس دن سے زیادہ ہو تو سابق عادت کے موافق حیض ہے۔

س : نماز حیض کی وجہ سے کب معاف ہے؟

ج : نماز میں آجائے یا نماز کے آخیر وقت میں آئے اور نماز بھی نہ پڑھی تھی تو نماز معاف ہوگی البتہ اس نفل یا سنت میں حیض آگیا تو قضا پڑھنا ہوگی۔

س : ایسے وقت خون بند ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہو تو کیا حکم ہے؟

ج : اگر اتنا وقت ہے کہ جلدی سے غسل کے فرائض ادا کر کے اللہ اکبر کہکر نیت باندھی گئی تب تو اس وقت کی نماز واجب ہوگی، قضا پڑھنا ہوگی اور اگر اتنا وقت نہیں ہے تو نماز معاف ہوگی قضا نہیں، مگر یہ اس وقت ہے جب خون دس دن سے کم میں بند ہو اور اگر دس دن رات پورے پورے ہو کر بند ہوا اور صرف اتنا وقت باقی ہو کہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تب بھی نماز واجب ہوگی، اگرچہ غسل کی بھی گنجائش نہ ہو۔

س : بچہ پیدا ہونے کے وقت کیا نماز معاف ہے؟

ج : عزیز من، یہ سوال بہت کام کا کیا، مستورات ایسے مواقع پر کچھ لحاظ نہیں رکھتی ہیں، سنئے اگر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تب تو نہ پڑھے اور اگر یہ اندیشہ نہیں تو جب تک نصف بچہ نہ ظاہر ہو جاوے اس وقت بھی نماز نہ چھوڑے پڑھ لے خواہ سر کے اشارے سے ہی پڑھ لے، اگر نہ پڑھے گی تو گناہ گار ہوگی۔

س : اگر دو بچے پیدا ہوں تو نفاس کب سے شمار ہوگا؟

ج : دو بچے پیدا ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچے سے شروع ہوگی۔

س : کیا حیض کے زمانے میں شوہر منتفع ہو سکتا ہے؟

ج : استغفر اللہ تعالیٰ؛ ارے میاں منتفع ہونا تو درکنار حیض کے زمانے میں ناف سے لیکر گھٹنے تک دیکھنا بھی جائز نہیں، ہاں جب دس دن رات تک حیض آئے تو بعد دس دن قبل غسل بھی منتفع ہو سکتا ہے اور اگر دس دن سے قبل خون بند ہو جائے تو بلا غسل کے یا جب تک ایک نماز کا وقت گذر نہ

جائے اس وقت تک منتفع ہونا درست نہیں۔

نماز کا بیان

اسلام کا پہلا ستون نماز ہے، اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان کیلئے سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ نماز کا قائم کرنا ہے، قرآن مجید میں تقریبا سات سو جگہ نماز کی اہمیت اور تقریبا ننانوے آیتوں میں ترغیب وتاکید مذکور ہے، نیز احادیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام میں بھی بہت ہی کثرت سے نماز کا بیان آیا ہے مثلا : میری یاد کیلئے نماز قائم کیجئے۔

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے نماز کو قائم کیجئے اور مشرک لوگوں میں سے نہ ہوئیے وغیرہ (قرآن حکیم)

نیز حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کتاب ہوگا اگر وہ ٹھیک نکلی تو آئندہ بھی کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر اس کی نمازیں خراب نکلیں تو وہ نامراد ہوگا اور خسارہ میں رہے گا، غرض یہ کہ قرآن وحدیث نماز کی اہمیت اور تاکید سے بھرے ہوئے ہیں اب ذیل کے اندر نماز کے مسائل واحکام بیان کیے جاتے ہیں، ان کو خوب غور سے پڑھیئے اور یاد رکھیئے۔

اوقات نماز

س : یہ نمازیں کون کون سے وقت پڑھی جاتی ہیں؟

ج : (۱) فجر کی نماز صبح صادق یعنی صبح کو ذرا روشنی ہونے کے بعد سے سورج نکلنے سے پہلے پہلے تک پڑھی جاتی ہے۔

(۲) ظہر کی نماز دن ڈھلنے سے دو مثل ہونے تک۔

(۳) عصر کی نماز دو مثل ہونے کے بعد سے سورج کے ڈوبنے کے پہلے تک۔

(۴) مغرب کی نماز سورج کے ڈوبنے کے بعد سے سورج ڈوبنے کی طرف سرخی کے غائب ہونے تک پڑھی جاتی ہے۔

(۵) عشاء کی نماز سورج ڈوبنے کی طرف سرخی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق ہونے سے پہلے تک پڑھی جاتی ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔

س : دو مثل کا کیا مطلب ہے؟

ج : اس کا یہ مطلب ہے کہ زوال کے وقت کسی چیز کا سایہ جتنا ہو اس کے علاوہ اس کا دوگنا سایہ جب ہو جائے اس کو دو مثل کہتے ہیں۔

س : صبح صادق کسے کہتے ہیں؟

ج : سورج نکلنے کی طرف سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے چوڑان میں ایک سفیدی پیدا ہوتی ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں۔

مستحب وقتوں کا بیان

س : کن وقتوں میں نماز پڑھنا بہتر و مستحب ہے؟

ج : بادل کے دن فجر وظہر و مغرب کی نماز ذرا دیر سے پڑھنا بہتر ہے، اور عصر کی نماز میں جلدی مستحب ہے اور سردی میں اول وقت پڑھنا مستحب ہے، عصر کی نماز معمولی تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردی ہو یا گرمی مغرب کی نماز میں جلدی مستحب ہے اور فجر کی نماز ذرا روشنی ہو جاوے اس وقت پڑھنا مستحب ہے۔

مکروہ وقتوں کا بیان

س : وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنا منع ہے؟

ج : وہ پانچ وقت ہیں۔ طلوع شمس، غروب شمس، بعد نماز فجر، بعد نماز عصر مگر نماز فجر اور نماز عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا درست ہے، اور جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے، سجدہ تلاوت درست ہے، البتہ نفل نماز ان دو وقتوں میں بھی درست نہیں، لہذا بعد نماز فجر صبح کی سنتیں نہ پڑھے

البتہ اگر جماعت ہو رہی ہو اور یہ امید ہو کہ سنتیں پڑھ کر امام کے سلام پھیرنے سے قبل جماعت میں شریک ہو جاؤنگا تو ایک طرف جماعت سے کچھ فاصلہ پر سنتیں پڑھ لی جائیں، اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آئے تو وہ نماز نہ ہوگی، قضا پڑھے اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج غروب ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔

اذان و تکبیر

س : اذان کیا چیز ہے؟

ج : جب نماز کا وقت آتا ہے تو مسلمان کو اطلاع کرنے کیلئے کچھ کلمات بلند آواز سے قبلہ رخ ہو کر کہے جاتے ہیں، اسے اذان کہتے ہیں۔

س : وہ کلمات کیا ہیں؟

ج : وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ کہتے وقت دائیں جانب اور حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ کہتے وقت بائیں جانب منہ پھیرتے ہیں، اور فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ کے بعد اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار کہتے ہیں۔

س : تکبیر کیا چیز ہے؟

ج : جب جماعت کھڑی ہوتی ہے اس وقت مسجد میں جو لوگ موجود ہوتے ہیں ان کو جماعت کی اطلاع دینے کیلئے جو کلمات کہے جاتے ہیں ان کا نام تکبیر ہے اور وہ کلمات وہی ہیں جو اذان کے ہیں، تکبیر میں "حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ" کے بعد دو بار "قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃُ" کہا جاتا ہے۔

اذان وتکبیر کے احکام

س : کیا وضو کے بغیر تکبیر، اذان کہنا درست ہے؟

ج : اذان کہنا درست ہے مگر عادت کر لینا برا ہے اور بلا وضو تکبیر کہنا مکروہ ہے، اور جنابت کی حالت میں نہ اذان کہے اور نہ تکبیر کہے مکروہ تحریمی ہے اور اذان کا دوبارہ کہنا مستحب ہے، مگر تکبیر کا اعادہ نہیں ہے، اذان ناسمجھ بچہ ومجنون ومست اور عورت دے تو معتبر نہیں، اعادہ کیا جائے۔

س : کیا اذان کا جواب دینا واجب ہے؟

ج : بعض نے واجب فرمایا ہے مگر معتمد وظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے، اور جواب کا طریقہ یہ ہے کہ جو لفظ مؤذن کہے وہی سننے والا کہے مگر " حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ و حَيَّ عَلَى الْفَلاَح " کے جواب میں " لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ " کہے اور صبح کی اذان میں " اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ " کی جواب میں " صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ " کہے، اور اذان کا جواب ساتھ ساتھ نہ دیا ہو تو اور زیادہ دیر نہ ہوئی ہو اذان کا جواب دے دے ورنہ نہیں، مگر جمعہ کے خطبہ کی اذان کا جواب نہ دیا جائے۔

س : کیا اذان میں کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ دے تو اذان کا اعادہ کیا جائے؟

ج : اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے لہذا اگر مؤخر لفظ کو پہلے کہہ دیا جائے تو اس سے پہلے لفظ کو کہکر پھر اسی مؤخر لفظ کا اعادہ کافی ہے، اذان کا لوٹانا ضروری نہیں۔

س : اذان کہتے وقت بات یا ذکر تلاوت کر سکتے ہیں؟

ج : اذان وتکبیر سننے والے کو اذان وتکبیر کے جواب میں مشغول ہونا چاہئے بات نہ کرے اور نہ ذکر وتلاوت میں مشغول ہو اگر تلاوت وذکر کر رہا ہو تو رک جائے اور جواب میں مشغول ہو جائے۔

س : آپ نے کہا ہے کہ تکبیر کا اعادہ نہیں ہے، اگر تکبیر مکبّر کہہ دے اور امام کو مصلّٰے میں

پہنچنے میں دیر ہو جائے تو کیا تب بھی اعاہ نہیں ہے؟

ج : اگر امام دنیوی کام کھانا، پینا وغیرہ میں مشغول ہو پھر مصلے پر آئے تو تکبیر کا اعادہ ہے اور اگر یونہی تھوڑی سی دیر ہوگئی یا سنتیں پڑھ رہا ہو یا صبح کی سنتیں پڑھنے لگا پھر مصلےٰ پر پہنچا تو تکبیر کا اعادہ نہیں ہے۔

س : کیا دو مسجدوں میں ایک شخص کا اذان کہنا درست ہے، اور تکبیر کس کا حق ہے؟

ج : دو مسجدوں میں ایک شخص کا اذان کہنا مکروہ ہے اور جو شخص اذان کہے تکبیر اسی کا حق ہے، ہاں وہ باہر چلا جائے یا اس کی اجازت سے دوسرا شخص کہے تو کہہ سکتا ہے، اور کئی مؤذن ایک مسجد میں ایک ساتھ اذان کہہ سکتے ہیں جائز ہے۔

س : اذان و تکبیر کس طرح کہے؟

ج : اذان مسجد کے حصے سے باہر اونچی جگہ کھڑے ہوکر بلند آواز سے دونوں کانوں میں انگلیاں دیکر قبلہ کی طرف رخ کر کے کہی جائے، مسجد کے اندر اذان مکروہ تنزیہی ہے، البتہ جمعہ کی دوسری اذان منبر کے سامنے مسجد کے اندر مکروہ نہیں، بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے پھر دوبارہ کہی جائے، اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہنا چاہئیں کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر جلد جلد کہی جائے۔

س : کیا قضا نمازوں کیلئے بھی اذان ہے؟

ج : جی ہاں: اگر سب کی کسی وجہ سے قضا ہو جائے تو اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کی جائے اور ایک اذان سب قضا نمازوں کیلئے کافی ہے اگر ایک وقت میں ادا کی جائیں، اور ہر نماز کیلئے الگ الگ تکبیر کہی جائے ہاں یہ اولیٰ ہے کہ نماز قضا میں اذان بھی علیحدہ علیحدہ کہی جائے، جہاں جمعہ کی نماز کی شرائط پائی جائیں اور وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہو تو اس جگہ ظہر کی نماز پڑھی جائے تو اذان اور تکبیر کہنا مکروہ ہے اور جمع کی پہلی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا درست نہیں۔

س : اگر اذان وقت آنے سے پہلے دے دی جائے تو کیا اعادہ کرنا چاہئے؟

ج : جی ہاں: وہ اذان صحیح نہ ہوگی، وقت آنے پر پھر کہنا چاہئے خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی، اور مکبر جس جگہ تکبیر کہنا شروع کرے اسی جگہ ختم کرے۔

س : آپ نے اذان اور تکبیر اس قدر مسائل بیان کئے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موذن قاعدہ کا آدمی اور سمجھدار ہونا چاہئے؟

ج : ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نے کیا خوب سوال فرمایا ہے واقعی یہی بات ہے کہ ہر صاحب منصب اپنے اپنے منصب اور عہدہ کے مطابق احکام و مسائل اور قانون دین حاصل کرے خواہ بادشاہ و سلاطین ہوں، یا امراء و حکام ہوں، یا امام ہو، موذن ہو، باپ ہو یا شوہر ہو وغیرہ وغیرہ لہذا موذن مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہو، موذن پرہیزگار، دیانت دار ہو، لوگوں کے حال سے خبردار ہو، جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں انکو متنبہ کرے، اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو ایذا دے گا، بلند آواز ہو، جب یہ باتیں موذن میں پائی جائینگی تو ایسے موذن کیلئے آخرت میں بڑے درجے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں لوگ حساب کتاب میں ہونگے اور یہ موذنین نور کے منبر پر خوش و خرم بیٹھے ہوں گے۔

س : اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ کیا ہے؟

ج : وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَ الصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِىْ وَ عَدْتَّه' اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ☆

قرأت وغیرہ کا بیان

س : تعوذ، تسمیہ، ثناء، سورہ فاتحہ، تشہد، درود شریف، دعائے قنوت کیا کیا ہیں، اور کوئی چھوٹی سورت بھی بیان کردی جائے۔

ج : تعوّذ یہ ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

تسمیہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ثنا یہ ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ☆

سورہ فاتحہ یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ☆ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ☆ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ☆ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ☆ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ☆ آمِیْنْ

اورتشہد یہ ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ☆

اوردرود یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ☆

اوردعا یہ ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ☆

اوردعائے قنوت یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِی عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ نَشْکُرُکَ وَ لَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ لَکَ نُصَلِّیْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ☆

اگر کوئی سورت یاد نہ ہوتو سورہ فاتحہ کے بعد یہی سورت کافی ہے۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ☆ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ☆ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ☆ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ ☆

ستر کا بیان

س : نماز میں جسم کا کتنا حصہ ڈھانکنا فرض ہے؟

ج : مرد کو ناف سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک اور عورت کو بشرطیکہ وہ لونڈی نہ ہو دونوں ہتھیلیوں اور چہرے اور دونوں قدموں کے علاوہ تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے اور لونڈی کو ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک اور پیٹھ اور پیٹ کا ڈھانکنا فرض ہے اور ان میں سے جسم کے کسی حصہ کا چوتھائی کھل جائے جیسے ران، پنڈلی، سر، پیٹ، پیٹھ، گلا، بال تو نماز نہ ہوگی، بشرطیکہ اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار یا زیادہ سبحان اللہ کہہ سکے اس سے کم دیر کھلا رہا کہ فوراً ڈھک لیا کہ نماز ہوگئی۔

س : اگر کپڑا ناپاک ہو اور پاک کرنے کیلئے پانی نہ ہو تو کیا کرے؟

ج : اگر چوتھائی یا چوتھائی سے زیادہ کپڑا پاک ہو تب تو اسی ناپاک کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا واجب ہے، اور اگر اس سے کم پاک ہو باقی سب ناپاک ہو تو چاہے اسی سے نماز پڑھے چاہے ننگے ہو کر مگر اسی سے پڑھنا بہتر ہے، اور اگر بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگا نماز پڑھے، مگر بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے، رکوع وسجدہ اشارہ سے ادا کرے۔

قبلہ کا بیان

س : قبلہ کی طرف منہ کرنا کس طرح ہے؟

ج : مکہ معظّمہ میں ایک مسجد ہے جس کو خانہ کعبہ کہتے ہیں اس کو سب سے پہلے آدمؑ نے بنایا تھا، پھر نوحؑ کے زمانے میں کئی روز تک بہت زور کی بارش ہوئی کہ تمام مکانات، پہاڑ غرق ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان پر اٹھا لیا اب تک چوتھے یا ساتویں آسمان پر اسی خانہ کعبہ کے مقابل موجود ہے، پھر اس خانہ کعبہ کو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے بنایا اس کی طرف منہ کرنے کو قبلہ کی طرف منہ کرنا کہتے ہیں۔

س : جس طرح مشرکین پتھر کی بتوں کی طرف منہ کر کے عبادت کرتے ہیں اسی طرح خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہوا پھر اِس میں اور اُس میں کیا فرق ہے؟

ج : فرق یہ ہے کہ مسلمان اس کو پوجتے نہیں بلکہ مسلمانوں کیلئے ایک جہت مقرر کرنے کیلئے وہ جانب مقرر کردی گئی ہے، اگر خدانخواستہ (خانہ کعبہ) موجود نہ رہے یا کسی کو اس کا رخ نہ

معلوم ہوا اور کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، یہاں تک کہ نماز میں خود ہی یا دوسرے کے کہنے سے ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے تو نماز ہی حالت میں ادھر گھوم جائے اور باقی نماز پڑھ کر سلام پھیر دے نماز ہوگئی، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی گھوڑی پر نفل نماز پڑھتا ہوا چلے تو جس طرف گھوڑی چلتی رہے اور یہ نماز پڑھتا رہے نماز ہو جائیگی، حالانکہ گھوڑی کا رخ خانہ کعبہ کی طرف سے پھرا ہوا ہے، بخلاف مشرکوں کے وہ بتوں کو معبود خیال کر کے پوجتے ہیں تو یہ تو بتوں کو معبود بنانا ہوا، اس میں اور اسمیں زمین آسمان کا فرق ہے۔

نماز کی نیت کا بیان

س : نیت کرنا کسے کہتے ہیں؟

ج : جس وقت کی نماز پڑھنا ہے اس وقت کا اور ان رکعت کا دل میں خیال کرنے کا نام نیت ہے اور زبان سے نام لینا مستحب ہے، مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا ہے تو یوں کہے نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف وقت ظہر کا پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے، اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کے پیچھے ہونے کے بھی نیت کرے یعنی یوں کہے کہ پیچھے اس امام کے اور فرض میں وقت کا دل میں متعین کرنا ضروری ہے یعنی یہ نیت دل میں ہو کہ فرض ظہر کے پڑھتا ہوں اگر چہ زبان سے عصر نکلا ہو، اور سنت اور نفل میں صرف نماز کی نیت کرنا کافی ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

س : نماز کیا ہے کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

ج : اللہ تعالیٰ نے مؤمن بندہ کو ایک خاص طریق سے پاک ہو کر پانچ وقتوں میں جس طرح اپنی عبادت کرنے کا طریقہ بتایا ہے اس کو نماز کہتے ہیں، طریقہ اس کے پڑھنے کا یہ کہ اول خاص طریق سے پاک ہو کر کھڑے ہو کر نیت کرتے ہیں، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں، مرد ناف کے نیچے اور عورت سینہ پر، پھر سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ پڑھتے ہیں، پھر

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پھر اَلْحَمْدُ اور کوئی سورت پڑھتے ہیں، پھر جھک جاتے ہیں جس کو رکوع کہتے ہیں، رکوع میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتے ہیں، پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ماتھا اور ناک زمین پر ٹیک دیتے ہیں جس کو سجدہ کہتے ہیں اور سجدہ میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے ہیں، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ ایک رکعت ہوگئی، اسی طرح جتنی رکعتیں پڑھنا ہوں پڑھتے ہیں مگر بعد کی رکعتوں میں ثناء اور تعوذ نہیں پڑھتے اگر صرف دو فرض رکعتیں پڑھنا ہوں تو دوسری رکعت پوری کر کے بیٹھ جاتے ہیں اس کو قعدہ کہتے ہیں، اس میں التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیر دیتے ہیں، یعنی دائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتے ہیں اور اسی طرح بائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتے ہیں اور اگر تین یا چار رکعت پڑھنا ہوں تو دوسری رکعت میں بیٹھ کر صرف تشہد پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تین رکعت والی میں تیسری رکعت میں اور چار رکعت والی میں چوتھی رکعت میں بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر دائیں اور بائیں سلام پھیر دیتے ہیں، اور فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھنا سنت ہے اور سورت نہیں پڑھتے۔

نماز میں اعضا کو کہاں کہاں رکھے

س : نماز میں اعضا کو کس وقت کہاں رکھنا چاہئے؟

ج : تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں کے دونوں لو کے مقابل اس طرح رکھو کہ انگلیاں سیدھی ہوں، ہتھیلیاں قبلہ کی جانب، پھر تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھے جائیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رہے، اور انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ کے طور پر گٹے کو پکڑ لو اور باقی تین انگلیاں کلائی پر رہیں، اور نظر سجدہ کی جگہ رہے، قرأت ختم کرنے کے بعد رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر انگلیوں کو خوب کھول کر جما کر رکھے اور سر اور پچھلا حصہ بالکل برابر رہے اور رکوع میں نگاہ قدم پر رکھے، پھر قومہ میں سیدھا کھڑا ہو کر سجدہ میں جائے، اس طرح کے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے، پھر دونوں ہاتھ سجدہ کی جگہ پر دونوں کانوں

کے مقابل رکھے دونوں کہنیوں کو پسلیوں اور رانوں سے جدا رکھے اور نہ زمین پر رکھی جائیں، نگاہ ناک پر رہے، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونی چاہئیں، سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی، پھر ناک اور پھر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہتا ہوا اٹھے اور سیدھا بیٹھ جائے، پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ کرے، پھر تکبیر کہتا ہوا اٹھے، دونوں سجدہ کے درمیان جلسہ میں رَبِّ اغفر لی کہے، پھر بقیہ نماز کو اسی طرح پوری کرے، پھر آخیر رکعت قعدہ اخیر میں گود پر نگاہ رکھے اور سلام پھیرتے وقت منفرد (تنہا نماز پڑھ رہا ہو) سلام کے اندر فرشتوں کی نیت کرے اور امام کے مقابل مقتدی دونوں جانب سلام پھیرتے وقت امام کی نیت کرے اور سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور قعدہ اور جلسہ میں انگلیاں قبلہ کی طرف اپنے حال پر چھوڑ دے نہ ملائے نہ کھولے۔

اور قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان تین انگلیوں کا فاصلہ رہے، اور جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھ جائے اور داہنا پاؤں اس طرح کھڑا کرے کہ انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور عورت عام باتوں میں مثل مرد کے ہے، مگر تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے اور سجدہ میں اپنی دونوں رانیں پیٹ سے ملا دے، اور کہنیوں کو زمین پر رکھے اور قاعدہ میں بایاں پاؤں دائیں پاؤں کی طرف نکال دے اور سرین کے بل بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں بچھا دے اور قیام کی حالت میں ہاتھ سینے پر باندھے۔

خشوع وخضوع

س : نماز میں خشوع خضوع حاصل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

ج : ہر ایک چیز کو نہایت ادب اور سکون سے ادا کرے اور خود اپنی طرف سے نماز میں کوئی دوسرا خیال نہ لائے، جو معنی نہ جانتا ہو وہ حرف کو صاف صاف ادا کرے کہ اپنے کان میں آواز محسوس ہو اور معنی جاننے والا اس کے ساتھ ساتھ معنی کا خیال رکھ کر قرأت کرے، اگر خیال بندھ جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں تو یہ سب سے بہتر ہے۔

تعدادِ رکعت

س : فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں کتنی کتنی رکعتیں پڑھی جاتی ہیں؟

ج : فجر میں پہلے دو سنت مؤکدہ پھر دو فرض پڑھے جاتے ہیں، ظہر میں پہلے چار سنت مؤکدہ پھر چار فرض پھر دو سنت مؤکدہ اور دو نفل پڑھی جاتی ہیں، نفلوں کے پڑھنے کا اختیار ہے، پڑھنے سے ثواب ہوگا اور نہ پڑھنے سے کچھ عذاب نہ ہوگا، حتی الامکان نہ چھوڑے، عصر میں چار فرض پڑھے جاتے ہیں، مغرب میں تین فرض' پہلے اور دو سنت مؤکدہ بعد کو پڑھی جاتی ہیں، پھر دو نفل بھی ہیں، عشاء میں پہلے چار سنت ہیں مگر ضروری نہیں غیر مؤکدہ ہیں، پھر چار فرض، پھر دو سنت مؤکدہ، پھر دو نفل، پھر تین وتر جو کہ واجب ہیں پھر دو نفل پڑھتے ہیں، وتر کی نماز میں التحیات کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سورۃ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہکر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور پھر دعائے قنوت پڑھتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہکر باقی باتوں کو پورا کر کے دونوں طرف سلام پھیر دیتے ہیں۔

فرائض نماز کا بیان

س : نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں؟

ج : آٹھ ہیں۔ (۱) نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۲) کھڑا ہونا (۳) کوئی سورت یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (۶) اخیر رکعت میں اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے (۷) سجدہ میں پیشانی رکھنا فرض ہے اگر مجبوری ہے تو صرف ناک رکھنا کافی ہے (۸) اپنے کسی فعل سے نماز سے باہر نکلنا۔

واجبات نماز کا بیان

س : نماز میں کتنی چیزیں واجب ہیں؟

ج : چودہ ہیں۔ (۱) پوری الحمد شریف پڑھنا (۲) سورت ملانا (۳) رکوع کے بعد کھڑا ہونا جس کو قومہ کہتے ہیں (۴) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا جس کو جلسہ کہتے ہیں (۵) ہر فرض کو ترتیب سے ادا کرنا یعنی پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا پھر سورت ملانا پھر رکوع کرنا پھر کھڑا ہونا پھر سجدہ کرنا (۶) دوسری رکعت پر بیٹھنا (۷) التحیات پڑھنا (۸) دعائے قنوت پڑھنا (۹) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا (۱۰) ہر چیز کو اطمینان ادا کرنا یعنی اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر رکوع سجدہ کرنا اور سجدہ سے

اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ کر سجدہ میں جانا، اگر جان کر پورا کھڑے ہوئے بغیر یا پورا بیٹھے بغیر سجدہ کیا تو نماز لوٹانا پڑے گی (۱۱) امام کا مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں اور فجر کی دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے پڑھنا اور ظہر اور عصر کی چار رکعتوں میں اور مغرب کی اخیر ایک رکعت میں اور عشاء کی اخیر دو رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے (۱۲) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا (۱۳) نماز وتر میں قنوت کیلئے تکبیر کہنا (۱۴) دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

سنن نماز کا بیان

س: نماز میں کتنی چیزیں سنت ہیں؟

ج: بارہ ہیں۔ (۱) کانوں تک ہاتھ اٹھانا (۲) مرد کا ناف کے نیچے اور عورتوں کا سینوں پر ہاتھ باندھنا (۳) ثنا پڑھنا (۴) الحمد سے پہلے تسمیہ پڑھنا (۵) رکوع اور سجدہ میں تسبیحات کہنا (۶) سمع اللہ لمن حمدہ اور ربّنا لک الحمد کہنا (۷) فرض کی اخیر رکعت میں الحمد پڑھنا (۸) درود شریف پڑھنا (۹) دعا پڑھنا (۱۰) دوسرا سلام کہنا (۱۱) سلام کے وقت ڈائیں بائیں منہ پھیرنا (۱۲) سجدہ میں ناک رکھنا۔

مفسدات نماز کا بیان

س: نماز کے اندر کن باتوں کے کرنے نماز نہیں ہوتی؟

ج: بارہ چیزیں ہیں۔ (۱) قصداً یا بھول کر نماز میں بولنا (۲) نماز میں آہ، اف ہائے کرنا (۳) جنت دوزخ کو بلا یاد آئے آواز سے رونا (۴) قرآن شریف میں دیکھ کر پڑھنا (۵) کسی کے سلام کا جواب دینا (۶) یا چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے پر یرحمک اللہ کہنا (۷) ذرا سی چیز کا بھی کھالینا (۸) کسی خوشی کی خبر سے الحمد للہ کہنا یا غم کی خبر سے انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون کہنا (۹) اللہ اکبر میں اللہ کی الف کو یا اکبر کی با یا اکبر کے الف کو بڑھا دینا (۱۰) اتنا مڑ جانا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مڑ جائے (۱۱) عورت یا مرد کا جوڑا باندھنا (۱۲) بچہ کا نماز میں چھاتی سے دودھ پینا،

مکروہات نماز کا بیان

س: نماز کے اندر کن باتوں کے کرنے سے نماز کا ثواب کم ہو جاتا ہے؟

ج : کپڑوں یا بدن یا زیور سے کھیلنا، کنکریوں کا ہٹانا بشرطیکہ سجدہ کیا جا سکتا ہو، انگلیاں چٹخانا، کولہے پر ہاتھ رکھنا، دائیں بائیں گردن موڑ کر دیکھنا، بلا مجبوری دونوں پاؤں کھڑے رکھ کر بیٹھنا، سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا، جاندار تصویر کا سر کے اوپر یا دائیں بائیں ہونا، تصویر دار کپڑے پہن کر نماز پڑھنا، کسی تسبیح کا یا آیت کا انگلیوں کے نشانوں پر گننا، دوسری رکعت کا پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کر دینا، کسی سورت کا مقرر کر لینا، کندھے پر رومال یا اور کوئی چیز ڈال کر دونوں کنارے لٹکائے رکھنا، صاف کپڑے ہوتے ہوئے میلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا، بہت زور کی بھوک یا پیشاب یا پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھنا، سجدہ کی جگہ کا ایک بالش سے زیادہ اونچا ہونا، نماز میں کھٹمل مارنا، ہاں اگر نماز میں سانپ بچھو آ جائے تو نماز کا توڑ دینا درست ہے، پھر سے پڑھ لے، اس طرح کوئی نقصان کی بات پیش آ جائے مثلاً ایسے نماز پڑھ رہے تھے ریل چل دی، مرغی وغیرہ پر بلّی آ گئی، کوئی جوتا لیکر چلنے لگا کسی عورت، مرد اندھے کو کنویں وغیرہ سے بچانے کیلئے نماز کو توڑ دینا درست ہے، ماں یا باپ کسی تکلیف میں پکاریں تو فرض نماز نہ توڑیں، نفل نماز توڑ دینا درست ہے، بشرطیکہ کسی اور طریق سے ان کو معلوم نہ ہو جائے، ہانڈی کا جلنا بشرطیکہ اس کی لاگت ساڑھے چار آنہ ہو۔

قضا نمازوں کا بیان

س : نماز کو اگر نماز کے وقت نہ پڑھ سکے تو تو کب پڑھے؟

ج : سورج نکلنے اور غروب ہونے اور ٹھیک دوپہر کے وقت جس کو زوال کہتے ہیں نہ پڑھے، باقی جس وقت چاہے پڑھ سکتا ہے، البتہ اگر صرف پانچ نمازیں قضا ہوئیں تو اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو یا قضا نماز بھول نہ گیا ہو تو پہلے ترتیب سے پانچوں قضا نمازیں پڑھ لینا ضروری ہے، پھر وقتیہ نماز پڑھے، اگر چھ یا چھ سے زیادہ نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو پھر جب چاہے پڑھ لے، مگر جہاں تک ہو سکے جلدی پڑھ لے موت کی کیا خبر آ جائے، اور قضا صرف فرض اور وتر کی ہے سنت کی نہیں ہے، اور اگر صرف وتر کی نماز قضا ہو گئی ہے اور اگر صبح کے فرض کیلئے وقت تنگ نہ ہو اور وتر بھی نہ بھولا ہو تو پہلے وتر پڑھ لے، اگر بلا وتر پڑھے صبح کی نماز پڑھ لی تو صبح کی نہ ہو گی اور اگر عشاء

کی نماز پڑھ کے سو رہے اور تہجد کے وقت وضو کر کے تہجد اور وتر پڑھ لے پھر یاد آیا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی تو صرف عشاء کی قضا پڑھے وتر اور تہجد نہ پڑھے، اگر نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور ادا نہ کر سکا تو ان نمازوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے، ورنہ سخت گناہ ہوگا، اور فدیہ ہر نماز کا دو سیر گندم یا اس کی قیمت یا ہر نماز کے عوض دو وقت کھانا کھلانا ہے، لہذا مع وتر چھ نمازوں کا فدیہ بارہ سیر گندم ہے خواہ اتنی گندم دیدے یا اتنے کی قیمت دیدے مگر ایک مسکین کو دو سیر گندم یا اسکی قیمت سے کم نہ دے اور نہ ایک دن میں ایک مسکین کو دو سیر سے زیادہ دے۔

س : اگر زیادہ نمازیں قضا ہوں اور ادا کرنا شروع کر دیا اور پانچ یا اس سے کم نمازیں رہ گئی ہوں تو کیا اب بھی ترتیب سے ادا کرے؟

ج : جب تک وہ نمازیں سب ادا نہ ہو جائیں اس وقت تک ترتیب ضروری نہیں ہے۔

س : اگر صاحب ترتیب کیلئے وقتی نماز کے ساتھ سب قضا نمازوں کے ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے؟

ج : جس قدر گنجائش ہو اتنی نمازیں ترتیب سے ادا کرے مثلاً عشاء کے فرض و وتر قضا ہو گئے اور فجر میں صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو وتر اور صبح کے فرض پڑھ لیے جائیں۔

س : نماز قضا عمری کیا ہے؟

ج : قضائے عمری اسے کہتے ہیں کہ جو نماز زمانہ بلوغ سے نہیں پڑھی، پھر خیال ہوا نفس کو ملامت ہوئی اور نماز پڑھنا شروع کر دی مگر پچھلی نمازیں جو چھوٹ گئی تھیں ان کا اندیشہ لگا ہوا ہے کہ کیا ہوگا! تو ان کو ادا کرنے کا نام قضائے عمری ہے، اور آسان طریقہ یہ ہے کہ بہت غور و سوچ سے معلوم کرے کہ میں نے کب سے نہیں پڑھیں، جتنے کو دل کہے کہ اتنے سال کی نہیں پڑھی بس اتنی ہی لازم ہیں اور ہر نماز کو وقتی نماز کے ساتھ پڑھ لیا کرے، اس طرح نیت کرے کہ میرے ذمہ جو اتنے سال کی نماز ہے ان میں سے پہلے سال کی صبح کی پہلی نماز پڑھتا ہوں، اسی طرح دوسرے وقت نیت کرے اگر سال، مہینہ، دن یاد ہو تو اس کا نام لینا ضروری ہے، مثلاً یوں کہے کہ فلاں فلاں مہینہ فلاں تاریخ کی صبح کی نماز پڑھتا ہوں، اگر بلا دن، تاریخ، سال متعین کیے ہوئے نماز پڑھ لی تو اگر لوٹانا آسان ہو تو لوٹا لے ورنہ خیر وہی کافی ہیں، اگر قضا نماز جماعت سے ادا کی جائے تو جہری

نماز کو جہر سے اور سرّی نماز کو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

س : اگر سب نماز قضا ادا نہیں کر سکا تھا کہ موت آ گئی تو کیا بقیہ نمازوں کا سوال اور سزا کا استحقاق ہوگا؟

ج : جب اسکی نیت سب نمازوں کے ادا کرنے کی تھی اور موت درمیان میں آ گئی جو کہ غیر اختیاری ہے تو پھر اس کی نیت کی وجہ سے سب کا ادا ہونا ہی شمار ہوگا، اور استحقاق عذاب نہ ہوگا انشاءاللہ تعالی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ.

س : کیا قضا نماز فجر اور عصر کے فرض کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں؟ سنا ہے کہ فجر وعصر کے فرض کے بعد کوئی نماز درست نہیں۔

ج : فجر وعصر کے فرض کے بعد نفل نماز پڑھنا درست نہیں، قضا نماز، سجدہ تلاوت، جنازہ کی نماز یہ سب درست ہیں۔

نماز توبہ کا بیان

س : نماز توبہ کیا چیز ہے؟

ج : نماز توبہ اسے کہتے ہیں کہ مسلمان سے اچانک اتفاقیہ یا خدانخواستہ قصداً کوئی گناہ ہو جائے تو دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے، اس طرح نیت کر کے کہ نیت کرتا ہوں دو رکعت نفل توبہ واسطے اللہ تعالی کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر، پھر جس طرح نفل پڑھے جاتے ہیں اسی طرح نفل پڑھ کر ایک تسبیح استغفار کی پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر شرمندگی کے ساتھ معافی کی درخواست کرے، خوب گڑگڑائے جب طبعیت میں سکون سا معلوم ہو بس سمجھے میری توبہ قبول ہو گئی۔

س : کیا اسطرح توبہ کرنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، چاہے حقوق اللہ، نماز، روزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کا گناہ ہو یا حقوق العباد کسی کے مال زمین وغیرہ کے مار لینے، تلف کر دینے چرانے، غصب کرنے کا گناہ ہو؟

ج : توبہ کرنے سے وہ گناہ جو حقوق اللہ میں سے ہیں اور ان کے کرنے سے روکا گیا ہے وہ تو بالکل ہی معاف ہو جاتے ہیں، سوائے توبہ کے اور کچھ کرنا نہیں ہوتا جیسے جھوٹ بولنا، غیبت

کرنا، کسی کو بدنگاہ سے دیکھنا، لوگوں کے سامنے ران، گھٹنا کھولنا، مرد کو لنگی پائجامہ ٹخنوں سے نیچے پہننا، داڑھی مونڈھنا، انگریزی بال رکھنا، عورت کا لہنگا پہننا، جہاں ساڑھی کا عام رواج نہ ہو وہاں ساڑھی باندھنا، عورت کا ٹخنے کھولنا، سر کے بال کھولنا، نامحرم کے سامنے کلائی بازو کھولنا، بے پردہ ہونا اور جو حقوق اللہ ایسے ہیں جن کے کرنے کا حکم کیا ہے اور ان کو نہ کیا جیسے نماز، روزہ وغیرہ انکے ترک پر جو گناہ ہوا وہ تو توبہ کرنے سے معاف ہو جائے گا مگر ان کو ادا کرنا پڑے گا، اور جو حقوق العباد میں سے ہیں انہیں بھی توبہ کے ساتھ یا ان کو ادا کرنا چاہئے یا معاف کرایا جائے، جیسے امانت میں خیانت کرنا، چوری کرنا، زمین وغیرہ غصب کرنا، قرض ہونا۔

س : یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں وظیفہ پڑھنے سے فلاں تسبیح پڑھنے سے اس قدر گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو پھر اس کا کیا مطلب ہے؟

ج : مہربان من، بندہ بڑے بڑے گناہ کے علاوہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں ہر وقت ملوث ہے اور نیز بندہ کی عبادت بھی کوتاہی سے خالی نہیں تو جو شخص مستحبات نوافل پڑھتا ہے کوئی تسبیح پڑھتا ہے تو اس تسبیح و نفل اور وظیفہ سے جو گناہ صغیرہ ہیں وہ تو بلا توبہ معاف ہو جاتے ہیں اور عبادت کی کوتاہی کو درگذر کر کے اس عبادت کو کامل بنا دیا جاتا ہے، مگر گناہ کبیرہ بغیر توبہ و بلا ادا کیے ہوئے اور بندوں سے بدون معاف کرائے معاف نہیں ہوتے، البتہ یہ ممکن ہے کہ بعد توبہ کوئی بہت ہی عبادت گذار اور تقوی اختیار کرنے والا ہو جائے تو اللہ تعالی اس کی طرف سے خود صاحب حق کو جنت کی نعمتیں انعامات دے کر خوش کر دے اور معاف کرا دیں۔

نفل نماز کا بیان

س : نفل نماز کون کون وقت کی ہیں؟

ج : علاوہ ان نفلوں کے جو پنجگانہ نماز میں بعض وقتوں میں پڑھی جاتی ہیں، یہ نفلیں او ہیں جن کو بزرگ لوگ اکثر پڑھتے ہیں، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، اشراق، چاشت، زوال، اوابین، تہجد، صلوٰۃ التسبیح، نفل نماز شروع کر کے توڑ دینے سے قضا کرنا ہوتا ہے اور قضا دو رکعت کی لازم ہوتی ہے۔

س : ان نمازوں کے اوقات بیان کیجئے اور طریقہ بیان فرمایئے؟

ج : تحیۃ الوضوا سے کہتے ہیں کہ وضو کے بعد دو رکعت نفل تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھی جائے۔

تحیۃ المسجد اسے کہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کے نیت سے دو رکعت پڑھی جائیں۔

اشراق اسے کہتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد اسی جگہ قرآن شریف یا کوئی ذکر وظیفہ پڑھتے ہیں اور جب سورج سوا نیزے کے مقدار اونچا ہو جائے تب دو، چار، چھ، رکعت اشراق کی نیت سے پڑھ لیں۔

چاشت اس نماز کو کہتے ہیں کہ جب سورج کچھ زیادہ اونچا ہو جائے تب چاشت کی نیت سے کم از کم دو، چار رکعت پڑھ لیں اور اگر فرصت نہ ہو تو اشراق کے ساتھ ہی چاشت پڑھ لے تب بھی چاشت کی نماز ہو جائے گی، ان نمازوں کا بڑا ثواب ہے، ایک عمرہ اور حج کا ثواب ملتا ہے۔

زوال اس نماز کو کہتے ہیں جو زوال سے کچھ قبل کم از کم دو، چار رکعت پڑھی جائے

اوابین اس نماز کو کہتے ہیں جو مغرب کی سنتوں کے بعد چھ رکعت نفل کم از کم پڑھی جاتی ہے۔

تہجد اس نماز کو کہتے ہیں جو آخر شب میں کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت پڑھی جاتی ہیں، اگر آخر شب میں نہ اٹھ سکے تو عشاء کے بعد وتر سے قبل یا بعد پڑھ لی جائیں تب بھی ثواب قریب تہجد کا ملے گا، بہ نسبت دوسرے نفلوں کے تہجد کے نفلوں کا بہت بڑا ثواب ہے اور چونکہ بعض حضرات نے تہجد کو سنت مؤکدہ کہا ہے اس لئے آخر شب میں نہ پڑھ سکیں تو عشاء کے وقت ہی کم از کم چار رکعت پڑھ لیا کریں۔

صلوٰۃ التسبیح اس نماز کو کہتے ہیں جو تمام عمر میں ایک بار یا ایک سال میں ایک بار یا ہر ہفتہ میں ایک بار پڑھی جاتی ہے جسکا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ثناء سورۃ فاتحہ اور سورۃ کے بعد پندرہ دفعہ یہ تسبیح پڑھے، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ پھر رکوع میں جائے اور رکوع کی تسبیح کہہ کر

یہی تسبیح دس دفعہ پڑھے، پھر قومہ میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہہ کر یہی تسبیح دس دفعہ پڑھے، پھر سجدہ میں تسبیح سجدہ کی پڑھکر یہی تسبیح دس دفعہ پڑھے، پھر سجدہ سے اٹھکر جلسہ میں یہی تسبیح دس دفعہ پڑھے، پھر دوسرے سجدہ میں یہی تسبیح دس دفعہ پڑھے، پھر دوسرے سجدے اٹھ کر بیٹھ جائے اور یہی تسبیح دس دفعہ پڑھے، پھر کھڑا ہو جائے یہ ایک رکعت ہوگئی، اس طرح باقی تینوں رکعتیں پڑھے کہ قیام میں یہ تسبیح پندرہ دفعہ اور باقی جگہ دس دس دفعہ پڑھے، دوسری رکعت میں یہ تسبیح دس دفعہ پڑھ کر التحیات پڑھی جائے، پھر کھڑا ہو جائے اور چوتھی رکعت میں دعا کے بعد یہ تسبیح دس دفعہ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔

س : کیا نفل نماز میں کوئی خاص سورت پڑھی جائے؟

ج : جی نہیں، جس طرح دوسری نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح نفل بھی ہیں، کسی سورت کا مقرر کرنا مکروہ ہے، بعض مشائخ نے کسی مرید کو جو خاص خاص سورتیں نفل میں بتلادی تھیں وہ ان کے لئے خاص ضرورت سے خاص وقت تک کیلئے تجویز کردی تھیں، دوسروں نے مخصوص سمجھ لیا جیسا کہ بعض مشائخ نے اپنے بعض ایسے مریدوں کو جن کو ذکر وغیرہ کی فرصت نہ ہوتی تھی یہ تجویز کردیا کہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا کرو، اب بعض پیروں نے اس کو رسم کرلیا۔

مسافر کی نماز کا بیان

س : سفر میں کتنی رکعتیں فرض ہیں؟

ج : اگر اڑتالیس میل یا چھتیس کوس کا سفر ہو تو راستہ میں چار رکعت والی فرض نماز میں دو رکعت پڑھی جائیں گی اور باقی نماز فرض اسی طرح پڑھی جائیں گی اور سنتوں میں اختیار ہے اگر وقت کی گنجائش دیکھے پڑھ لے ورنہ نہیں اور جہاں جانا تھا وہاں پر پہنچ گیا تو اگر وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو چار رکعت والے فرض دو رکعت پڑھے جائیں گے اور اگر سفر میں ظہر یا عصر کی یا عشاء کی نماز قضا ہوگئی تو چونکہ سفر میں ان وقتوں میں دو فرض پڑھے جاتے ہیں لہذا اب سفر میں یا گھر پہنچ کر دو ہی پڑھے جائیں گے اور اگر ٹھہرنے کی نیت نہ کی بلانیت برسوں ٹھہرا رہا تو قصر ہی

پڑھتا رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کی تو پوری پوری نماز پڑھے، اور اڑتالیس میل کا اعتبار اس راستہ کا ہے جس راستہ سے سفر کیا خواہ وہ دوسرے راستہ سے قریب ہو جیسے جلال آباد سے مظفر نگر بیس کوس ہے قصر نہیں مگر سہارنپور کے راستہ ریل یا پیدل سے اڑتالیس میل سے زیادہ ہے لہذا قصر ہوگا۔

س : کس وطن میں پوری نماز پڑھی جانی ضروری ہے؟

ج : وطن تین قسم کے ہوتے ہیں، وطن اصلی، وطن اقامت، وطن سفر۔ وطن اصلی وہ ہے جہاں جدی طور پر بود باش رہنا سہنا اہل وعیال ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوں یا کسی جگہ کو اس طرح مقرر کرلیا ہو اور آبائی وطن کو بالکل ترک کردیا ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وطن اصلی مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو وطن قرار فرمالیا، اسی طرح مثلاً کوئی شخص جلال آباد جو کہ اپنا آبائی وطن ہے چھوڑ کر بھوپال چلا جائے وہاں سکونت اختیار کرلے اور جلال آباد بالکل ترک کردے کہ مکان جائیداد سب فروخت کردی یا بطور آمدنی رکھی مگر سکونت ترک کردی تو اب بھوپال وطن اصلی ہوگیا۔

اور وطن اقامت وہ ہے جہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ مدت ٹھہرنے کی نیت کرے اور وہ مقام اپنے وطن اصلی سے اڑتالیس میل یا چھتیس کوس ہو۔

اور وطن سفر وہ ہے کہ جہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو اور برسوں ٹھہرا رہے، جب یہ سمجھ میں آگیا تو سنو کہ وطن اصلی کو وطن اصلی باطل کردیتا ہے یعنی پہلے وطن اصلی میں واپس آئے تو نماز قصر پڑھنا ہوگی، جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو، اور وطن اقامت وطن اصلی کو باطل نہیں کرتا یعنی اگر کسی وطن اقامت سے وطن اصلی جائے خواہ تھوڑی دیر ہی کیلئے سہی تب بھی نماز کے وقت پوری نماز لازم ہوگی، غرض کہ وطن اصلی میں داخل ہوتے ہی وطن اقامت باطل ہوجاتا ہے، اور وطن اقامت اور وطن سفر دونوں ایک دوسرے سے باطل ہوجاتا ہے، یعنی اگر کسی جگہ پندرہ دن یا زائد ٹھہرنے کی نیت کی اور وہاں سے دوسری جگہ کا سفر کیا خواہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو یا نہ ہو وہ پہلا وطن اقامت باطل ہوگا، پھر اگر وہاں واپس ہوگا تو جب تک مستقل نیت پندرہ دن کے اقامت کی نہ ہوگی قصر کرے گا اگر دو جگہ ٹھہرنے کی نیت ہوگی کہ پندرہ دن فلاں فلاں جگہ ٹھہرونگا تب بھی قصر ہوگا۔

س : کیا اقامت کی نیت کے بعد وطن اقامت سے دوسری جگہ چلا جائے پھر رات کو اسی پہلے جگہ وطن اقامت میں آجائے تو پوری نماز پڑھے؟

ج : اگر دونوں جگہ پندرہ روز گذارنے کی نیت کی ان میں سے ایک جگہ شب کو قیام کی نیت کی تو شب کے ٹھہرنے کی جگہ پوری نماز پڑھے اور اگر یک جگہ ہی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور پھر دوسری جگہ چلا گیا تو وہ اب مقیم کے حکم میں نہ رہا مسافر بن گیا۔

س : دو جگہ ٹھہرنے کی نیت کرے، ان میں سے ایک شہر ہے دوسرا اس کے تابع فناء مصر تو کیا حکم ہے؟

ج : دونوں جگہ مقیم کا حکم ہے دونوں جگہ پوری نماز پڑھے جیسے مظفر نگر اور سروٹ کہ دس دن مظفر نگر ٹھہرنے کا ارادہ اور پانچ روز سروٹ کا تو دونوں جگہ پوری نماز پڑھی جائے گی۔

س : مقتدی مسافر امام مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو کیا قصر کرے یا امام کی اتباع میں پوری نماز پڑھے؟

ج : مقتدی مسافر مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھے چاہے ابتداء سے شریک ہوا ہو یا کچھ رکعت چھوٹ جانے کے بعد شریک ہوا ہو۔

س : امام مسافر کے پیچھے مقیم مقتدی کیا پوری نماز پڑھے؟

ج : جی ہاں پوری نماز پڑھے امام مسافر کہدے کہ میں مسافر ہوں، مقتدی اپنی نماز پوری کرلیں لہذا مقتدی کھڑے ہوکر بلا فاتحہ پڑھے ہوئے اتنی دیر کھڑے ہوکر کہ جتنی دیر میں سورہ فاتحہ ختم ہوتی ہے رکوع میں چلا جائے اسی طرح دوسری رکعت میں کرے، اگر مقتدی مقیم مسبوق ہو تو اول گئی ہوئی رکعت دو ہوں یا ایک ہو قرأت کے ساتھ پڑھے پھر باقی رکعت سکوت کے ساتھ ادا کرے، مثلاً امام مسافر نے ظہر کی نماز پڑھائی دو رکعت ہو چکی قعدہ میں تھا کہ مقیم مقتدی بنا اب اس مقتدی مقیم کو چاہئے کہ اول یہ ہوگئی رکعتیں قرأت سے ادا کرے پھر باقی آخری دو رکعت خاموش رہ کر قیام کی حالت میں اور باقی ارکان رکوع وغیرہ کرتا رہے اور اس طرح چار رکعت پوری کر کے سلام پھیردے۔

س : امام مسافر پوری نماز پڑھے تو کیا حکم ہے

ج : نماز کا اعادہ چاہئے مقتدیوں کو اور مسافر قصداً چار رکعت پڑھے اور دوسری رکعت میں بیٹھ جائے تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ گار ہوگا اعادہ کر لے اور اگر بھول کر چار پڑھے اور دوسری رکعت میں بیٹھ جاوے تو سجدہ سہو کر لے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

جماعت کے احکام

س : امام کا ذکر بار بار آیا ہے کیا امام کا ہونا اور جماعت سے نماز فرض ادا کرنا ضروری ہے؟

ج : جی ہاں: نمازِ فرض شروع ہی جماعت کے ساتھ ہوئی تھی جو شخص بلا عذر شرعی جماعت ترک کردے اس کی نماز ناقص ہے، جماعت سے نماز پڑھنا قریب واجب کے ہے۔

س : وہ کون سے عذر ہیں جن سے جماعت ترک کرنا جائز ہے؟

ج : ترک جماعت کے چودہ عذر ہیں ۔(۱) بقدر ستر کپڑا نہ ہونا (۲) سخت کیچڑ ہونا (۳) سخت بارش ہونا (۴) سخت سردی کہ بیمار ہو جائے یا بیماری بڑھ جانے کا ظن غالب ہو (۵) مال چوری ہونے کا خوف ہو (۶) دشمن کا خوف (۷) قرض خواہ کے تکلیف پہنچانے کا خوف ہو (۸) سخت اندھیری ہو (۹) رات کو سخت آندھی ہو (۱۰) تیمارداری (۱۱) سخت بھوک ہونا (۱۲) زور سے پیشاب یا پاخانہ معلوم ہونا (۱۳) سفر کا ارادہ اور قافلہ یا ریل کے نکل جانے سے پریشانی (۱۴) ایسی بیماری ہو کہ چل نہ سکے۔

س : کیا دوبارہ جماعت کرنا مسجد میں درست ہے؟

ج : جس مسجد میں امام یا مؤذن مقرر نہ ہو اور نہ وہ مسجد محلّہ کی ہو، تو دوسری مرتبہ جماعت کرنا درست ہے اور جو مسجد محلّہ کی ہو اور اس میں مؤذن اور اور امام مقرر ہوں اور محلّہ کے کچھ لوگ مقررہ طور سے جماعت سے نماز پڑھنے آتے ہوں تو اسمیں دوبارہ جماعت مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

س : اِمام کیسا ہونا چاہے اور کس کی نماز کس کے پیچھے نہیں ہوتی ؟

ج : سب سے زیادہ مستحق امامت کا وہ شخص ہے جو نماز کے مسائل سے خوب واقف ہو

اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور اس قدر قرآن شریف حفظ ہو جتنا کہ مسنون طریقہ سے ہر نماز میں پڑھ سکے، پھر وہ شخص جو قرأت کے موافق پڑھتا ہے، پھر متقی، پھر زیادہ عمر والا، پھر خلیق، پھر خوبصورت، پھر شریف، پھر اچھی آواز والا، پھر وہ جو عمدہ لباس پہنتا ہو، پھر وہ جس کا سر سب سے بڑا ہو تناسب کے ساتھ ہو، پھر وہ جس میں زیادہ وصف ہوں وہ اس سے مقدم ہے جس میں اس کی نسبت سے کم وصف ہوں، کسی کے گھر نماز پڑھنا ہو تو گھر والا زیادہ مستحق ہے بشرطیکہ بالکل جاہل نہ ہو ورنہ جس کو وہ امام بنائے وہ امام ہونیکا مستحق ہے، جس مسجد میں امام مقرر ہو دوسرے کا استحقاق نہیں کہ بدون اس کی اجازت امامت کرے بعد اجازت مضائقہ نہیں، حاکم اسلام وسلطان اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو حق امامت کا نہیں، فاسق وبدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں خدا نخواستہ ایسے شخص کے علاوہ دوسرا شخص وہاں نہ ہو پھر مجبوری ہے مکروہ نہیں، یا فاسق وبدعتی قوت والے ہوں کہ ان کو الگ کرنے پر قدرت نہیں فتنہ برپا ہوگا تب بھی مکروہ نہیں مقتدیوں پر کچھ نہیں۔

غلام، گاؤں کا رہنے والا، نابینا، ولد الزنا، بالغ حسین بے داڑھی، مونچھ، بے عقل ان کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے، البتہ غلام، نابینا، ولد الزنا، گاؤں میں رہنے والے صاحب علم وفضل اور پاکی کی احتیاط رکھنے والے ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا گوارا ہو تو پھر مکروہ تنزیہی نہیں۔

امام کو زیادہ بڑی بڑی سورتیں جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدہ وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے، امام کو چاہیئے کہ مقتدیوں کی ضروریات وحاجت وبیماری وضعف وبڑھاپا وغیرہ کا خیال رکھ کر قرأت ورکوع، سجدے کرے۔

مرد کا صرف ان عورتوں کا امام بننا کہ جہاں نہ دوسرا کوئی مرد محرم ہو اور نہ اس امام کی کوئی محرم عورت ہو، مکروہ تحریمی گناہ کبیرہ ہے۔

امام کے علاوہ صرف ایک شخص اور ہو بالغ مرد یا نابالغ لڑکا ہو تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو کہ پنجہ اس مقتدی کا امام کے ایڑی کے برابر ہو، اگر درمیان نماز میں کوئی اور مقتدی آجائے تو برابر والا مقتدی پیچھے ہٹ جائے، مگر آج کل مسائل معلوم نہیں اس لیے مقتدی کو ہٹانا مناسب نہیں، بلکہ امام ہی ایک قدم کہ مقتدی سجدہ بسہولت اور بطریق سنت کرسکیں آگے بڑھ جائے، اگر مقتدی عورت ہو اور محرمہ ہو یا لڑکی نابالغہ ہو اور جماعت کریں تو اس ایک کو بھی پیچھے ہی کھڑا ہونا چاہیئے۔

اگر مختلف قسم کے لوگ جماعت میں ہوں، مرد، بالغ، نابالغ، عورت، تو پہلے مردوں کی صفیں ہوں، پھر نابالغ لڑکوں کی، پھر بالغہ عورتوں کی، پھر نابالغہ لڑکیوں کی اور صف قائم ہونے کے وقت امام صفوں کو دائیں بائیں دیکھ کر سیدھا کرنے کا حکم دے، لوگوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہے۔

اگر ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو فجر، مغرب یا عشاء کی آہستہ سے اور اسمیں کوئی دوسرا شخص آکر شریک ہو گیا تو اگر اس پہلے شخص نے امام بننے کی نیت کر لی تب تو جہاں پڑھ رہا تھا وہاں سے آگے آواز سے قرأت شروع کر دینا واجب ہے اور اگر امام بننے کی نیت نہ کی تو آواز سے پڑھنا واجب نہیں اور اس مقتدی کی نماز ہو جائے گی۔

اگر کسی ایسی جگہ نماز تنہا یا جماعت سے پڑھی جائے جہاں لوگ گذرتے ہوں تو وہ شخص یا امام اپنے سجدہ کی جگہ قریب دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے ایک ہاتھ یا اس سے لمبی ایک انگلی کے برابر موٹی کوئی چیز نصب کر لی جائے تو بہتر ہے تا کہ اس کے سامنے سے گذرنے والا گذرے تو بیچارہ گناہ گار نہ ہو، ورنہ جس طرح وہ گذرنے والا گناہ گار ہوگا اس طرح یہ نمازی بھی گنہگار ہوگا کہ ایسی جگہ کیوں کھڑا ہوا؟ سترہ کیوں نہ قائم کیا؟ ہاں کوئی لکڑی نہ ملے، نہ کوئی اوٹ کی جگہ ہو تو مجبوری ہے، مگر گذرنے والے کو چاہئے کہ دیکھکر گذرے۔

مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے، تحریمہ، رکوع، قومہ، سجدہ، وغیرہ ہاں اگر قعدہ اول میں مقتدی کی التحیات باقی ہو تو پوری کر کے کھڑا ہو، اس طرح آخری رکعت میں امام سلام پھیر دے اور مقتدیوں کی التحیات ختم نہ ہوئی ہو تو ختم کر کے سلام پھیریں۔

اگر التحیات پڑھ کر مقتدی کھڑا ہو اور امام رکوع میں چلا جائے تو قیام میں تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کی مقدار کھڑا ہو کر رکوع میں چلا جائے اور اسی طرح سب ارکان امام کے پیچھے ادا کرتا رہے خواہ امام کو کہیں جا کر پائے یہ بھی اقتداء ہی ہے، امام سے پہلے کام کرنا اقتداء کے خلاف ہے، اگر تنہا فرض پڑھ لے پھر جماعت کھڑی ہوئی تو فجر، مغرب اور عصر کی جماعت میں نہ شریک ہو، ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے تو بہتر ہے اور یہ نماز نفل نماز ہوگی، اگر کچھ رکعت فرض کی پڑھ لی ہوں، پھر جماعت کھڑی ہو تو اگر فجر کی نماز ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا تو نماز قطع

کر کے جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کر لے اور اگر مغرب کی نماز ہے تو جب تک دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا تو نماز قطع کر کے جماعت میں شریک ہو جائے ، ورنہ اپنی نماز پوری کر لے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر فرض ظہر ، عصر ، عشاء کے ہوں اور پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پوری کر کے تشہد ، درود شریف ، دعا پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر دو رکعتیں پڑھ کر تیسری بھی شروع کر دی تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو سلام پھیر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو چاروں رکعت پوری کر لے اور فجر و عصر و مغرب کی نمازیں پوری کر کے دوبارہ جماعت میں شریک نہ ہو ، ظہر و عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں نماز قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر دے ، اگر نفل نماز یا ظہر کی سنتیں یا قبل جمعہ کی سنتیں شروع کر دی ہوں اور پھر فرض ظہر یا خطبہ شروع ہو جائے تو نفل دو رکعت اور سنت پوری کر لے اگر جماعت ہو رہی ہو تو سنت شروع نہ کرے البتہ فجر کی سنتیں مسجد سے الگ یا ایسی جگہ نہ ہو تو صف سے الگ فرض ہونے کے وقت پڑھنا جائز ہیں بشرطیکہ ایک رکعت یا جماعت مل جانے کی امید ہو یا جماعت کا قعدہ مل جائے ، اگر قدر رکعت نہ ملے تب بھی جماعت کا ثواب ملے گا ، جس رکعت کا رکوع مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ۔

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

س : جماعت کے صحیح ہونے کی کیا کیا شرطیں ہیں ؟

ج : بارہ شرطیں ہیں ۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) مقتدی کا امام کی اقتداء کی نیت کرنا (۴) امام و مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا ، حقیقۃ یا حکماً حقیقۃ جیسے دونوں ایک مسجد یا ایک گھر میں کھڑے ہوں اور حکماً جیسے مقتدیوں کا مسجد کی چھت پر کھڑا ہونا یا گھر میں چھت مسجد سے ملی ہو ، درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو ، اس پر مقتدی بن کر نماز پڑھنا اور بڑی مسجد میں مقتدی کا اس طرح کھڑا ہونا کہ امام و مقتدی کے درمیان دو صفوں کی جگہ خالی رہ جائے تو یہ مکان متحد نہ سمجھا جائے گا نماز نہ ہوگی ، اس طرح پیادے کی اقتداء سوار کے پیچھے ، سوار کی اقتداء سوار کے پیچھے صحیح نہیں (۵) مقتدی و امام کی نماز کا متحد ہونا مثلاً دونوں آج ہی کے ظہر کی نماز پڑھتے ہوں یا دونوں کل ہی

کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں (۶) امام کی نماز کا صحیح ہونا (۷) مقتدی کا امام کے آگے نہ ہونا، اس طرح کے مقتدی کی ایڑی سے آگے ہو چاہے پنجے آگے ہوں یا نہ ہوں (۸) مقتدی کو امام کے انتقالات مثلاً رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ، قعدہ، کا معلوم ہونا خواہ وہ اپنے امام ومقتدی کی آواز سنکر یا امام ومقتدی کو دیکھکر (۹) مقتدی کے تمام ارکان میں سوائے قرأت کے امام کا شریک ہونا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا امام کے بعد یا امام سے پہلے ادا کرے بشرطیکہ اسی رکن کے آخر تک امام اس کا شریک ہو جائے (۱۰) مقتدی کی حالت امام سے کم یا برابر ہو مثلاً قائم کی نماز قائم اور قاعد کے پیچھے درست ہے، متوضی کی نماز متیمم کے پیچھے اور موزوں و پٹی پھائے پر مسح کرنے والے کے پیچھے درست ہے، نفل پڑھنے والے کی اقتداء فرض و واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، کفارہ کے قسم کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے، بشرطیکہ دونوں کا عذر ایک ہو، دونوں نے ایک ساتھ نذر کی تو ایک کی اقتداء دوسرے کیساتھ درست ہے، عورت و نابالغ کی اقتداء بالغ مرد کے پیچھے درست ہے، عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے، نابالغ عورت نابالغ لڑکے کی اقتداء نابالغ لڑکے کے پیچھے درست ہے، بالغ کی اقتداء نابالغ کے پیچھے درست نہیں، مرد کی اقتداء عورت کے پیچھے درست نہیں اگر چہ مرد نابالغ ہو، خنثی کی اقتداء خنثی کے پیچھے درست نہیں، بیٹھ کر پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے یا بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز درست نہیں صاحب عقل کی اقتداء مجنون، مست، بیہوش کے پیچھے درست نہیں، ظاہر غیر معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست نہیں، ایک عذر والے کی اقتداء دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں، جتنی قرأت سے نماز درست ہو جاتی ہے اس کی نماز اس کے پیچھے جس کو اتنا بھی قرآن شریف یاد نہیں درست نہیں، اُمّی کی اقتداء اُمّی کے پیچھے درست نہیں، بشرطیکہ انہیں کوئی نماز پڑھانے کی مقدار قرآن شریف یاد والا نہ ہو، امی کی نماز گونگے کے پیچھے درست نہیں، بقدر فرض جسم ڈھانپنے والے کی نماز ننگے کے پیچھے درست نہیں، رکوع وسجدہ کرنے والے کی اقتداء ان سے عاجز ہونے والے کے پیچھے درست نہیں، فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں، نذر نماز پڑھنے والے اور کفارہ کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں، جس سے حروف صاف ادا نہ ہو سکے اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والے کی اقتداء درست نہیں لیکن

اگر ایک آدھ حروف میں غلطی ہو جائے کہ صحیح نہ پڑھا گیا تو درست ہے (۱۱) امام کا منفرد رہنا ضروری نہ ہونا مثلاً مقتدی مسبوق ہے اس کے پیچھے اقتداء درست نہیں، عورت مشتہاۃ، بالغ مرد کے برابر آکر کھڑی ہو تو مرد کی نماز درست نہیں ہوگی، بشرطیکہ امام نے اس عورت کی نماز کی نیت کی ہو اور نماز مرد مقتدی اور عورت کی ایک ہی ہو اور تحریمہ میں بھی ایک ہی ہو (۱۲) امام کے کسی کا مقتدی نہ ہونا پس مقتدی مدرک اور لاحق کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔

س : امام کا مقیم و مسافر ہونا معلوم نہ ہو سکے تو کیا کرے؟

ج : امام شہر یا گاؤں میں نماز پڑھا رہا ہو اور کسی مقتدی کو اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو اور اسنے نماز مسافر کی طرح پڑھائی ہو یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور مقتدی کو امام کے متعلق سہو کا شبہ ہوا تو مقتدی چار رکعت پوری کرے اور پھر امام کی حالت کی تحقیق کرے، اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہو جائے تو نماز صحیح ہوگی اور اگر سہو کا ہونا معلوم ہوا یا کچھ تحقیق نہ کی تو نماز کا پھر پڑھنا واجب ہے، اور اگر امام جنگل میں نماز پڑھا رہا ہو اور اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو اور اس نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا تو اس صورت میں بھی نماز پوری پڑھ لے اور پھر تحقیق کرنا واجب تو نہیں، مگر اچھا ہے اور اگر نہ معلوم کرے تو نماز صحیح ہوگئی

اور اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں یا جنگل میں پڑھائے اور کسی مقتدی کو اس کے مسافر ہونے کا خیال ہو لیکن امام نے چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو بعد میں تحقیق کرنا واجب نہیں نماز ہو جائے گی، اور فجر، مغرب میں تو امام اور مقتدی سب برابر ہیں تحقیق کی ضرورت نہیں۔

مریض کی نماز کا بیان

س : اگر بیماری وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کس طرح نماز پڑھے؟

ج : بیٹھ کر پڑھے، اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر اس طرح پڑھے کہ چت

لیٹ جائے پاؤں قبلہ کی طرف کرلے اور رکوع کیلئے ذرا گردن اٹھادے اور سجدہ کیلئے رکوع سے ذرا زیادہ گردن اٹھائے غرض یہ کہ جب تک گردن سے رکوع سجدہ کرنے کا اشارہ کرسکتا ہے نماز پڑھنا فرض ہے خواہ چت لیٹ کر جیسا کہ بتایا گیا ہے اور خواہ کروٹ سے اس طرح کہ قبلہ کی طرف کروٹ کرلے کر منہ قبلہ کی طرف کرلے اور رکوع سجدہ کے لئے گردن سے اشارہ کرے اگر بیمار آدمی کا بستر نجس ہو اور بدلنے میں تکلیف ہو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے، اگر ایک دن رات سے زیادہ ایسی حالت رہی کہ سر سے اشارہ کرنے کی طاقت نہیں یا ایک دن رات سے زیادہ بیہوشی رہی تو نماز معاف ہے، اچھے ہونے پر اس کی قضا نہیں، اور اگر استنجا کپڑے یا ڈھیلے یا پانی سے نہ کرسکے اور نہ بیوی ہو کہ وہ کرا سکے تو کسی اور کو استنجا کرانا درست نہیں، بلا استنجا کئے ہوئے اپنی نماز پڑھ لے جب تک نزعی غرغرہ کی حالت نہ ہو نماز معاف نہیں، اگر کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع وسجدہ نہیں کرسکتا تو بیٹھ کر نماز پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ کھڑے ہو کر پڑھنا اور رکوع وسجدہ کیلئے اشارہ کرنا درست ہے اور اگر کچھ نماز کھڑے ہو کر پڑھی اور پھر کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے، البتہ سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کیا ہو اور پھر رکوع سجدہ کرنے کی قوت نماز میں آجاوے تو اب نماز پھر سے پڑھ لے۔

سجدہ سہو کا بیان

س : اگر نماز میں کچھ غلطی ہو جائے تو کیا کیا جاوے؟

ج : وہ چیزیں جو نماز میں فرض ہیں ان میں سے کوئی قصداً یا سہواً بالکل چھوٹ گئی تب تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر وہ چیزیں جو نماز میں واجب ہیں ان کو قصداً چھوڑ دیا تب بھی نماز پھر سے پڑھنا پڑھے گی اور اگر فرض وواجب کی ادائیگی میں تقدیم یا تاخیر ہو جائے یا فرض اور واجب کی باتوں کو چند بار کرنے یا واجب باتیں بھولے سے چھوٹ جائیں یا ایک واجب دوسرے فرض یا واجب کے بعد ادا کیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائیگا، یعنی آخری رکعت میں التحیات کے بعد سجدہ سہو کرلیا جائے یعنی ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرنے کے بعد التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا جائے نماز ہو جائے گی، اگر بھولے سے بلا سلام پھیرے سجدہ سہو کرلیا

تب بھی نماز ہو جائیگی، اگر سجدہ سہو کے بعد کوئی غلطی قابل سجدہ سہو کے ہو جائے تو پھر سجدہ سہو نہیں۔

س : اگر قبلہ سے سینہ پھر جائے بعد کو سجدہ سہو کرنا یاد آجائے تو کیا سجدہ سہو کرنا درست ہے؟

ج : اگر کوئی ایسی بات جو نماز میں کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، بعد سلام پھیرنے کے کرلی جائے تو پھر سجدہ کرنا درست نہیں، اب نئے سرے سے نماز پڑھے۔

س : اگر نماز میں شبہ ہو جائے کہ دو پڑھیں یا تین تیسری رکعت ہے یا چوتھی پہلی ہے یا دوسری تو کیا کرنا چاہئے؟

ج : جس طرف غالب گمان ہو وہی سمجھے اور اسی کے موافق نماز پوری کرلے اور اگر دونوں طرف کا خیال ہو شاید دوسری ہے یا تیسری تو کم سمجھے، مگر ہر رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھے شاید یہ تیسری چوتھی رکعت ہو اور پھر کھڑا ہو جاوے اور اس رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے پھر التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

س : اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہو اور کوئی شخص آکر نماز میں شریک ہوا تو کیا مقتدی مسبوق کی نماز ہو جائے گی؟

ج : اگر امام نے سجدہ سہو کرلیا تو مقتدی کی نماز ہو جائے گی خواہ وہ مقتدی امام کے سجدہ سہو کرنے سے قبل شریک ہو یا امام کے سجدہ سہو کرنے کے بعد شریک ہو۔

نماز پڑھنے والے کے صفات

مدرک، مسبوق، منفرد اور لاحق کے احکام

س : مدرک، مسبوق، لاحق کسے کہتے ہیں، اور منفرد کس کو کہا جاتا ہے؟

ج : مدرک وہ ہے جو امام کے ساتھ شروع سے آخر تک شریک رہے، مسبوق وہ ہے کہ

جو کچھ رکعت جانے کے بعد شریک ہو، لاحق وہ ہے جو ابتداء سے شریک تھا درمیان میں حدث پیش آیا وضو کو چلا گیا اور کوئی رکعت چلی گئی، منفرد وہ ہے جو تنہا فرض نماز پڑھے۔

س : مسبوق اپنی نماز کس طرح ادا کرے؟

ج : جو رکعت امام کیساتھ نہ ملے اس کو امام کی نماز ختم کر دینے کے بعد اس طرح ادا کرے کہ جو رکعت امام کیساتھ بھری پڑھی گئی ان کو پھر بھری اور جو خالی گئی اس کو خالی پڑھے، اگر کوئی رکعت نہیں ملی آخر میں شریک ہوا تو اب جس طرح شروع سے نماز پڑھی جاتی ہے کھڑے ہو کر اس طرح کل رکعت پڑھ لے اگر کوئی رکعت ملی ہے تو قعدہ کے اعتبار سے اس آئندہ رکعت کو دوسری رکعت سمجھے اور قرأت کے اعتبار سے پہلی سمجھے، مثلاً ایک رکعت ملی تو اس کو قعدہ کے اعتبار سے ایک رکعت ہو جانا سمجھے اور دوسری رکعت کیلئے التحیات کے واسطے قرأت کر کے بیٹھ جائے، پھر کھڑا ہو کر قرأت کرے اور اس رکعت میں نہ بیٹھے یہ تیسری ہے قعدہ کے اعتبار سے اور دوسری ہے قرأت کے اعتبار سے پھر کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے کیونکہ یہ تیسری رکعت ہے قرأت کے اعتبار سے اور چوتھی ہے قعدہ کے اعتبار سے، لہذا اب بیٹھ کر تشہد و درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے، نماز ختم ہوگئی، خلاصہ یہ ہے کہ جو رکعت امام کیساتھ بھری جائے وہ بھری پڑھے اور جو رکعت خالی جائے وہ خالی پڑھے۔

س : لاحق اپنی نماز کس طرح پڑھے؟

ج : اول تو یہ بہتر ہے کہ نماز پھر سے شروع کرے چاہے امام فارغ ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو اور اپنے کو مسبوق سمجھے اور مسبوق کی طرح نماز پڑھے ورنہ یہ بھی درست ہے کہ جب حدث ہو جائے تو وضو کرنے چلا جائے اور کسی سے کوئی بات نہ کرے؟ وضو کر کے جہاں سے گیا تھا وہاں آجائے یا جہاں موقع ہو وہاں کھڑا ہو جائے اور امام کے ساتھ نماز ادا کرے جب امام سلام پھیر دے تو یہ بھی سلام پھیر دے بشرطیکہ کوئی رکعت امام ساتھ نہ گئی ہو اور اگر کوئی رکعت چلی گئی تھی تو گئی ہوئی رکعت کھڑے ہو کر ادا کرے مگر اس میں کچھ نہ پڑھے، بس اتنی دیر اندازے سے کھڑا رہے جتنی دیر میں قرأت ہو سکتی ہے پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے بس اس طرح اپنی گئی ہوئی رکعت ادا کرے اور جو رکعت حدث سے پہلے امام کیساتھ پڑھ لی تھیں وہ ہو چکیں ان کو نہ پڑھے، یہ

ہے طریقہ لاحق کی نماز کا۔

عورتوں کی نماز

عورتوں کی نماز کی کیفیت

س : عورتیں نماز کس طرح ادا کریں؟

ج : عورتوں کیلئے بھی نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو پیچھے بیان کیا گیا ہے لیکن چند چیزوں میں مرد، عورت کی نماز میں فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔

(۲) مردوں کو قیام کے دوران ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں، اور عورتوں کو سینہ پر وہ بھی اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر بچھ جائے، مردوں کی طرح دائیں ہاتھ کی انگلیوں کا حلقہ بنانا، اور بائیں کلائی کو پکڑنا عورتوں کیلئے ضروری نہیں۔

(۳) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو پکڑنا چاہئے۔

(۴) مرد حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھے، لیکن عورتوں کو کہنیاں پہلو سے ملا کے رکھنی چاہئے۔

(۵) مردوں کو سجدہ میں پیٹ رانوں سے، اور بازو بغل سے جدا رکھنے کا حکم ہے لیکن عورتوں کو ملائے رکھنا، عورتوں کی کہنیاں بھی سجدہ کے دوران مردوں کی طرح زمین سے اٹھی ہوئی نہ ہوں بلکہ زمین پر بچھی ہوئی ہوں۔

(۶) مرد سجدہ میں اپنے دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے رکھتے ہیں مگر عورتوں کو دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر کولہوں کے بل بیٹھنا چاہئے، مردوں کیطرح یہ نہ کریں کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھیں۔

جنازہ کی نماز کا بیان

س : نماز جنازہ فرض ہے یا سنت؟

ج : مسلمان میت کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اس نماز میں رکوع، سجدہ نہیں ہوتا، چار تکبیریں ہوتی ہیں، جو چار رکعت کے قائم مقام ہیں۔

نماز جنازہ کا طریقہ

س : جنازہ کی نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

ج : اس کا یہ طریقہ ہے کہ چار تکبیروں کی نیت کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں، یعنی اس طرح نیت کرتے ہیں کہ نیت کرتا ہوں چار تکبیروں کی اس جنازہ کی نماز کیلئے، ثناء واسطے اللہ تعالیٰ اور دعا واسطے اس میت کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، پیچھے اس امام کے، اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لے اور نیت باندھ کر ثناء پڑھے، ثناء یہ ہے:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَائُکَ وَ لَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ ☆

پھر دوسری تکبیر بلا ہاتھ اٹھائے کہے اور درود شریف پڑھے درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ سَلَّمْتَ وَ بَارَکْتَ وَ رَحِمْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یا درود ابراہیمی نماز والا پڑھ لے۔

پھر تیسری تکبیر بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے کہے اور دعا پڑھے اور پھر چوتھی تکبیر بلا ہاتھ اٹھائے کہے اور سلام پھیر دے، دعا بالغ کی ایک ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو اور نابالغ لڑکے کی دعا اور ہے اور نابالغ لڑکی کی دعا اور ہے۔

مِنَّا فَتَوَفَّه‘ عَلَى الْإِيْمَانِ ☆

دعا نابالغ لڑکے کی یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً☆

دعا نابالغ لڑکی کی یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً☆

س: کیا نماز جنازہ سب بستی والوں پر فرض ہے؟

ج: نماز جنازہ سب بستی والوں پر فرض نہیں بلکہ یہ فرض کفایہ ہے اگر بعض آدمی ہی پڑھ لیں تو سب گناہ سے بچ گئے اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گناہ گار ہوتے ہیں۔

س: اگر کسی کو نماز جنازہ کی دعائیں وغیرہ یاد نہ ہو تو کیا کرے؟

ج: کھڑے ہو کر تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ نماز میں جو پڑھتے ہیں وہ پڑھ لے، اگر وہ بھی یاد نہ ہو تو تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ لے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر درود شریف نماز والا پڑھ لے اگر وہ بھی یاد نہ ہو تو تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ لے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور دعا یاد نہ ہو تو تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ لے، جنازہ کی نماز میں صرف تین چیزیں فرض ہیں، اول جنازہ کا سامنے ہونا، دوسرے قیام تیسرے چار تکبیریں۔

س: اگر میت کو بلا نماز پڑھے دفن کر دیں تو پھر کیا حکم ہے؟

ج: تین دن کے اندر اندر اس کے قبر پر جا کر نماز پڑھ لینا چاہیے، اگر کسی نے نماز نہ پڑھی تو تمام بستی والے گناہ گار ہونگے، لہذا جو طریقہ نماز جنازہ کا لکھا گیا ہے اس طرح تین چار آدمی قبر پر نماز پڑھ لیں، نہ یاد ہو تو جو دوسرا طریقہ بتا دیا گیا ہے اس طرح پڑھ لیں یا قریب کسی جاننے والے کو بلا کر پڑھوا دیں اور نماز یاد کرنا شروع کر دیں۔

س: کیا جنازہ کی نماز تیمّم کر کے پڑھ سکتے ہیں؟

ج: اگر یہ گمان غالب ہو کہ وضو کروں گا تو نماز ختم ہو جائے گی تو تیمّم کر کے پڑھ

سکتے ہیں۔

س : اگر کوئی بچہ ایسا پیدا ہو کہ نہ آواز کی، نہ سانس دیکھا تو کیا حکم ہے؟

ج : ایسے بچے کی نماز جنازہ نہیں ہے البتہ اس کا نام رکھ دیا جاوے اور پاک صاف کر کے پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

غسل دینے کا طریقہ

س : غسل دینے اور کفنانے کا کیا طریقہ ہے؟

ج : غسل دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی کو بیری کے پتے ڈال کر گرم کر لیا جائے اور میت کو پاک تختے پر لٹا دیں پھر میت کے کپڑے اتار کر ایک پاک کپڑا مرد کے ناف سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک ڈال دیں اور عورت کے سینے سے لیکر ٹخنوں تک ڈال دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑے کا ایک تھیلا سا باندھ لے اور دوسرا شخص پانی ڈالتا جائے اور غسل دینے والا موضوع استنجا کو پاک کرے اور دیکھ لے کہ نجاست تو نہیں لگی ہوئی ہے اگر ہو تو پہلے ڈھیلے سے استنجا کرائے پھر پانی سے اس کے بعد وضو کرائے اور بجائے کلی کے روئی کے پھوئے سے زبان، منہ کو صاف کر دے، سر کو خطمی یا صابن سے دھو دے پھر بائیں جانب کروٹ دلا کر سر سے پاؤں تک تین بار پانی ڈالیں اور ہاتھ سے میل وغیرہ صاف کرتے رہیں۔ (یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹا دے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے) پھر میت کو بٹھا کر ہلکے سے پیٹ سونتیں اور تھیلا ہاتھ میں باندھ کر استنجے کی جگہ دیکھیں کچھ نجاست نکلے تو ڈھیلے سے صاف کر کے پانی سے دھو دیں ورنہ پھر دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں، پھر کافور گلاب ملا ہوا سر، پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلی، دونوں کہنی، پنجے و گھٹنوں پر لگا دیا جائے اور داڑھی پر لگایا جائے اور غسل کے تختے کو اول لوبان کے دھونی دے دی جاوے تو بہتر ہے۔

کفنانے کا طریقہ

س : کفنانے کا کیا طریقہ ہے؟

ج : کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کیلئے تین کپڑے ہیں اور عورت کیلئے پانچ کپڑے

کہ مرد کیلئے تین کپڑے ہیں اور عورت کیلئے پانچ کپڑے ہیں، مرد کے تین کپڑے یہ ہیں ۔لفافہ ، چادر، کرتہ، عورت کے پانچ یہ ہیں ۔لفافہ، چادر، کرتہ، سینہ بند، سر بند، لفافہ کا طول پونے تین گز، عرض سوا گز، ڈیڑھ گز سر سے پاؤں تک مگر چار گرہ زیادہ، چادر اڑھائی گز طول و عرض مثل لفافہ سر سے پاؤں تک لفافہ سے چار گرہ کم، کرتہ اڑھائی گز یا پونے تین گز کا طول عرض ایک گز کندھے سے نصف پنڈلی تک، سینہ بند طول دو گز عرض سوا گز بغل کے نیچے سے پنڈلی تک، سر بند ڈیڑھ گز طول عرض بارہ گرہ جہاں تک آجائے، طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی پر میت کو لیجانا ہے اس پر اول لفافہ بچھا دیا جائے اس کے اوپر چادر بچھادی جائے اس کے اوپر کرتہ اس طرح کہ کرتہ کا ایک حصہ چادر پر بچھا دیا جائے اور دوسرا حصہ سمیٹ کر سرہانے رکھ دیا جائے، پھر مردہ کو اس کرتہ پر لٹا دیا جائے اور سرہانے رکھے ہوئے حصے کو سر میں سے نکال کر اس کے جسم پر ڈال دیا جائے، پھر چادر کا بایاں پلہ لوٹ کر اس پر دایاں پلہ لوٹ دیا جائے اسی طرح پھر لفافہ کو کر دیا جائے اور ایک کتر سے سرہانے و پاؤں کی جانب کو باندھ دیا جائے، سینہ بند سے عورت کی چھاتی لپیٹ دی جاویں، سر بند ، سر کے بال دو حصہ کر کے سر بند میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینہ کے رکھے جائیں۔

دفن کا طریقہ

س : دفن کا کیا طریقہ ہے؟

ج : قبر میں قبلہ رخ کروٹ سے رکھیں سر اور پاؤں کی جانب کے بند کھول دیں پھر تختے یا کچھی اینٹ سے بغلی کا منہ بند کر دیں، اگر صرف لحد ہو تو تختوں سے پاٹ دیا جائے اور کوہان نما مٹی ڈال کر قبر مکمل کر دی جائے اور اوپر کچھ پانی چھڑک دیا جائے، پھر حاضرین کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھیں بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے اس طرح کہ دس گیارہ بار یا تین بار سورہ اخلاص اور تین بار سورہ فلق ، تین بار سورۃ ناس، تین بار سورۃ الکوثر، تین بار سورۃ کافرون، تین بار الحمد شریف، تین بار درود شریف، پھر اس کا ثواب اول حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو پھر انبیاء علیھم السلام کو پھر صحابہ کرامؓ کو پھر اس میت کو بخش دیں، اور بہتر ہے کہ ایک شخص سرہانے کھڑے ہو کر سورۃ بقرۃ کی شروع الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور دوسرا شخص سورۃ بقرہ کے آخر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے فَانْصُرْنَا عَلَى

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ☆ تک پڑھ دے پھر چلے آئیں۔

دفن کے بعد کی دعا کا طریقہ

س : آپ نے فرمایا کہ قبرستان میں فاتحہ کے وقت ہاتھ نہ اٹھائے جائیں یہ نئی بات کیسی ہے، ہم ہمیشہ اپنے بڑوں کو دیکھتے چلے آئے ہیں کہ ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے رہے ہیں؟

ج : جی ہاں جس بات کا علم نہیں ہوتا اور عمل میں ایک زمانہ سے صحیح طریقہ کے خلاف دیکھنا ہوتا ہے اور پھر جاننے والا اس عمل پر روک ٹوک کرتا ہے تو وہ بات نئی ہی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ وہ بات عادت کے خلاف ہوتی ہے اور نیز چونکہ ایسی بات کو دین کی بات ہی سمجھے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے گرانی ہوتی ہے اور ترک کرنے کو دل گوارا نہیں کرتا سو عزیز من! یہ من مانی بات اور طبعی حال ہوا شرعی اور عقلی کام نہ ہوا، میں نظیر پیش کرتا ہوں غور سے سنیئے جس وقت ہمارے پیغمبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ اہل مکہ کعبۃ اللہ شریف کا طواف مرد وعورت سب مل کر کرتے ہیں اور مرد ننگے ہوتے ہیں اور عورتیں ذرا سا کپڑا مثل لنگوٹی باندھے ہوتی ہیں اور جانور قربانی کر کے اس کے خون سے بیت اللہ شریف کے دیوار پر چھاپہ مار دیتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ یہ انسانیت سے گذری ہوئی حیاء سوز حرکتیں کیسی، اول تو خود ننگا ہونا ہی کیا کچھ بدترین فعل ہے اور عورتوں کے سامنے یہ حالت تو چوپایوں کے مانند ہے اور بیت اللہ شریف جو نہایت متبرک پاک چیز ہے اس کو اپنے ہاتھ سے خون کے چھاپے مار مار کر ناپاک کرتے ہو، تو اس پر مشرکین عرب کہنے لگے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس میں کوئی عیب و برائی کی بات ہوتی تو ہمارے پہلے بزرگ بڑے بوڑھے ایسا کیوں کرتے، ہمیشہ سے اسی طرح چلا آیا ہے آپ آج نئی بات بزرگوں، باپ، دادا کے خلاف کہتے ہیں، یہ نئی بات کیسی تو ذرا غور کیجئے کہ ان اہل عرب کو عادت سابقہ باوجود خلاف عقل ہونے کے محض آبائی باپ، دادا کی رواج دی ہوئی کا کتنا خیال ہوا، بلکہ عمدہ ہونا معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کے بتانے پر بھی وہی اپنی رسمی بات پر جمے رہے اور اس کی برائی کے بجائے بھلائی، گناہ کے بجائے ثواب و نیکی نظر آنے لگی، اسی طرح آج ہمارا حال ہے کہ ہم بہت سے کام نیکی برباد گناہ لازم کے کر رہے ہیں، مگر چونکہ باپ، دادا کے رسمی، رواجی کام میں طبیعتیں عادی

ہوگئی ہیں اوران کاموں کو نیکی کا کام بھی سمجھ بیٹھے ہیں، اس لئے حضرات علماء نائبین رسول ﷺ کے بتانے سمجھانے پر بھی یہی کہہ دیتے ہیں کہ یہ نئی بات کیسی، ہمیشہ سے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے کیا آپ ہی نئی مولوی پیدا ہوئے، پہلے مولوی نہ تھے، اس کا جواب عزیزمن وہی ہے جو حضور پرنور ﷺ نے اہل عرب کو دیا تھا، یہ بات ہمیشہ سے چلی آرہی ہے، اور دین کی ثواب کی ہے تو محض اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہمیشہ سے باپ دادا سے چلی آرہی ہے اس کے لئے تو نبیوں کا ارشاد اوران پر جو کتابیں نازل ہوئی تھیں ان کا حوالہ دیکر ثابت کرو کہ یہ ننگا ہو کر طواف کرنا خون کا چھاپہ مارنا نیکی کی بات ہے، ثواب ہے دین میں داخل ہے اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اس کہنے سے کام نہیں چلتا کہ باپ، دادا سے یہ باتیں چلی آرہی ہیں، یادرکھیئے کہ ہر دینی کام کیلئے دین کی کتاب سے ثابت کرنا ہوتا ہے تو یہ طریقے دینی کتابوں سے کہیں ثابت نہیں اسی طرح فاتحہ پڑھنا بھی ہے قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر نہ پڑھنا چاہئے کہ اس میں کفار کو یہ شبہ، وہم ہوسکتا ہے کہ جس طرح ہم اپنے دیوتاؤں سے مانگتے ہیں یہ مسلمان بھی ان قبروالوں سے ہاتھ پسار کر مانگ رہے ہیں لہذا اس سے منع کردیا گیا۔

نماز جمعہ کا بیان

س : جمعہ کی نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے اور کس بستی میں کس پر پڑھنا فرض ہے؟

ج : جمعہ کی نماز کا وقت تو وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے البتہ فرق یہ ہے کہ جمعہ کی دو رکعت فرض ہیں اوراس سے پہلے چار رکعت سنت ہیں پھر چھ رکعت سنت ہیں جن میں دو سنت مؤکدہ نہیں ہیں چار رکعت مؤکدہ ہیں، ان دوسنتوں کے بعد دو رکعت نفل ہیں، اور فرض سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں نیز جمعہ کے فرض سے پہلے خطبہ پڑھنا ضروری ہے اگر بلا خطبہ کے نماز پڑھ لی گئی تو نماز نہ ہوگی اورمرد، آزاد، بالغ، عاقل، بینا، مقیم، تندرست پر جمعہ فرض ہے، شہر اور قصبہ اوراس جگہ کہ جس سے شہر کی کچھ ضروریات متعلق ہوں مثلاً دفن ہونا، فوجی چھاؤنی ہونا جس کو فناء شہر کہتے ہیں، ان تینوں جگہوں میں نماز جمعہ پڑھنے سے نماز ادا ہوتی ہے پس اگر اس جگہ جس کو لوگ گاؤں سمجھتے ہوں وہاں نماز جمعہ ادا نہیں ہوتی اگر وہاں گاؤں میں نماز جمعہ پڑھی جائے گی تو ظہر کی نماز ان کے

ذمہ باقی رہ جائیگی ، رہی یہ بات کہ جمعہ کی بھی پڑھ لیں اور پھر ظہر کی بھی پڑھ لیں جس کو بعض لوگ احتیاط الظہر کے نام سے پڑھ لیتے ہیں ، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر جمعہ کی نماز ہوگئی تو پھر احتیاط الظہر کی کیا ضرورت اور اگر نہیں ہوئی تو پڑھنے سے کیا نفع ہوا ، اگر کہا جاوے کہ نفل میں شمار ہو کر ثواب مل جائے گا سو اس کا یہ جواب ہے کہ جب اس نماز کے نفل ہو جانے کا خیال ہے تو نفل نماز میں چھ آدمیوں سے زیادہ جماعت مکروہ ہے نیز نفل نماز کیلئے اتنا اہتمام اور جب خطبہ بھی پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ جمعہ ہی کا قصد ہے اور جمعہ گاؤں میں درست نہیں ، پھر جو کام کرنا درست نہیں اس کو کرنا کس ثواب میں داخل ہوسکتا ہے ، جب جدہ اور بمبئی حتی کہ مدینہ منورہ مسجد نبوی ﷺ میں پہنچ کر حج کرنے سے حج نہیں ہوتا حالانکہ نہ کرنے سے تو کرنا اچھا ہے تو پھر گاؤں میں جمعہ نہ پڑھنے سے پڑھنا کیوں اچھا ہوگیا ، بات یہ ہے کہ جس چیز کا رواج عام سا ہو جایا کرتا ہے اس کی برائی ذہن میں آتی نہیں کوئی کیسا ہی سمجھائے بس یوں کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلے سے ہوتا آرہا ہے کیا پہلے علماء نہ تھے ، حالانکہ پہلے علماء بھی آج کے علماء کی طرح کہتے تھے مگر جس طرح اب نہیں مانتے اسی طرح پہلے بھی نہ مانا نہ چھوڑا اس لئے اب تک وہی بات ہوتی چلی آرہی ہے گو ان پہلی پرانی رسموں میں بہت کمی ہوگئی ہے ، غرض یہ کہ گاؤں میں جمعہ درست نہیں ، جنگل میں درست نہیں صرف شہر اور فناء شہر اور جس کو عرف عام میں قصبہ کہہ سکیں ان تین جگہوں میں جمعہ جائز و درست ہے اگر چہ ان جگہوں میں امام کے علاوہ تین ہی مرد بالغ ہوں ، خطبہ کے وقت سے پہلی رکعت کے سجدہ تک ، لہذا اگر سجدہ کرنے کے بعد سب مقتدی چلے جائیں صرف امام ہی رہ جائے اور وہ نماز پوری کرے تب بھی جمعہ کی نماز ہو جائے گی ، پس اگر جمعہ کی شرائط نہ پائے جانے کے باوجود نماز جمعہ پڑھی جائیگی تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔

نماز جمعہ کی شرائط

س : نماز جمعہ کیلئے کیا کیا شرطیں ہیں؟

ج : جمعہ کی نماز صحیح ہونے کیلئے کچھ شرائط ہیں ۔ جہاں کہیں وہ تمام شرائط پائی جائینگی وہاں جمعہ کی نماز درست ہوگی ، اگر کوئی ایک شرط بھی ان میں سے نہ پائی جائے تو جمعہ کی بجائے ظہر

کی نماز پڑھی جائے، یہ شرائط تعداد میں پانچ ہیں۔

اول : شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا، چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی نماز درست نہیں۔

دوم : ظہر کا وقت ہونا۔

سوم : نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا۔

چہارم : امام کے علاوہ جماعت کیلئے کم از کم تین آدمیوں کا ہونا۔

پنجم : اذن عام ہونا یعنی جس جگہ جمعہ کی نماز پڑھائی جائے اس جگہ ہر شخص کو آنے کی اجازت ہو۔

جمعہ کی نماز ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے لیکن فرض کی رکعتیں چار کے بجائے دو ہیں، جو شخص جمعہ کی نماز پڑھے گا اسے ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، نماز جمعہ کی کل رکعتیں چودہ ہیں جو اس ترتیب سے پڑھی جائینگی، اولا جمعہ کی پہلی اذان کے بعد لیکن خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھی جائینگی، پھر جماعت کے ساتھ دو رکعت فرض، پھر چار رکعت سنت پھر دو رکعت سنت ، پھر دو نفل۔

دو رکعت فرض کے بعد چار رکعت سنت سب کے نزدیک سنت مؤکدہ ہیں، بعد کی دو رکعت امام ابی یوسف کے نزدیک سنت مؤکدہ ہیں

امام اعظم کے نزدیک فرض جمعہ کے بعد صرف چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور امام ابی یوسف کے نزدیک چھ رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ (کبیری ص:۳۷۲)

نماز جمعہ سے پہلے خطبہ کا عربی زبان میں پڑھنا ضروری ہے جو خطبہ چاہیں پڑھ سکتے ہیں مگر اس میں اللہ کا ذکر ہونا ضروری ہے ہم نے سہولت کیلئے کتاب کے آخر میں ایک قبول عام خطبہ لکھ دیا ہے۔

جمعہ کے آداب

س : جمعہ کے کچھ آداب بیان کیجئے؟

ج : (۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد غسل کرنا سنت ہے اور بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

(۲) جمعہ کے دن غسل کے بعد عمدہ سے عمدہ کپڑے جو میسر ہوں پہن لیں، ممکن ہو تو خوشبو بھی لگائیں اور ناخن وغیرہ بھی کتروائیں۔

(۳) جامع مسجد میں بہت سویرے جائیں جو شخص جتنے سویرے جامع مسجد میں داخل ہوگا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔

خطبہ پڑھنے کا مسنون طریقہ

س : خطبہ پڑھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج : نماز سے پہلے امام منبر پر بیٹھے اور اس کے سامنے کھڑے ہوکر مؤذن اذان کہے، جب اذان ہو چکے تو امام نمازیوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور بلند آواز سے پہلا خطبہ پڑھے، پھر ذرا سی دیر کیلئے بیٹھے اور پھر کھڑے ہوکر دوسرا خطبہ پڑھے، جب خطبہ ختم ہو جائے تو امام منبر سے اتر کر محراب کے سامنے آئے اور مؤذن تکبیر کہے اور پھر سب کھڑے ہوکر جماعت سے نماز پڑھیں، جب امام خطبہ پڑھے تو سب لوگوں کو بالکل خاموش ہوکر خطبہ سننا چاہیے، خطبہ کے وقت بات کرنا، کسی کو ڈانٹنا یا اشارہ کرنا، نماز پڑھنا، درود شریف، تسبیح یا اور کچھ پڑھنا سب ناجائز ہے۔

خطبہ کا بیان

عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ

س : خطبہ اردو نثر یا نظم میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج : سوائے عربی کے اردو نثر یا نظم میں خطبہ پڑھنا جائز نہیں، مکروہ تحریمی ہے، سنت کے بالکل خلاف ہے، گو نفس فرض ادا ہو جائے، اس پر ہم کچھ دلیلیں لکھتے ہیں، مہربانی فرما کر خالی الذہن ہوکر سنیئے، ہٹ اور ضد خلاف سنت کام کرنے میں نہ کیجئے، خلوص کو پیش نظر رکھیئے۔

پہلی دلیل : حق تعالی نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ اس مقام پر حق تعالی نے جمعہ کے دن بعد اذان ذکر کی طرف سعی کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ذکر جمعہ میں خطبہ بھی ہے اور صلوٰۃ جمعہ بھی ہے لہذا یہ کیسے

ہوسکتا ہے کہ ایک مقام پر تو ایک لفظ سے کچھ مراد ہو اور دوسرے مقام پر اسی لفظ سے کچھ اور مراد ہو کہ یہ اسلوبِ کلام اور فنِ بدیع و بلاغت کے خلاف ہے، لہذا جب ذکر اس جگہ صلوٰۃ کی طرف بھی منسوب ہے اور خطبہ کی طرف بھی، تو جو مراد ذکر سے صلوٰۃ میں ہوگا وہی مراد خطبہ سے لیا جائے گا، پس اگر ذکر سے مراد وعظ و نصیحت ہے جو کہ اردو زبان میں ہوتا ہے اور خطبہ اس معنی کے اعتبار سے اردو میں جائز ہے تو پھر نماز بھی اردو میں جائز ہونی چاہئے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور نہ کوئی اسکو جائز کہتا ہے، لہذا خطبہ بھی اردو میں ہونے کا قائل نہیں ہونا چاہئے اور اردو میں جائز نہ رکھنا چاہئے، پس معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد وعظ و نصیحت نہیں، لہذا خطبہ جمعہ کا اردو میں پڑھنا جائز نہیں، مکروہ تحریمی ہے گو نفس فرض ادا ہو جاتا ہے۔

دوسری دلیل : ایک تذکیر ہے، دوسرا تذکر ہے، تیسرا ذکریٰ ہے اور چوتھا ذکر ہے، ہر ایک کے معنی میں فرق ہے، تذکیر کے معنی نصیحت کرنا، اور تذکّر کے معنی نصیحت قبول کرنا، ذکریٰ کے معنی نصیحت اور ذکر کے معنی لغت میں حقیقۃً یاد کے ہیں اور جو اسمائے الٰہی اور تلاوت کلام پاک و کلمہ شریف کا ورد کیا جاتا ہے اس کو بھی ذکر کہتے ہیں، اور یہ سب عربی میں ہیں، اور کلام پاک میں خطبہ کیلئے ذکر کا لفظ بولا گیا ہے، نہ تذکیر و تذکر و ذکریٰ کا، لہذا لفظ ذکر سے ثابت ہوا کہ خطبہ عربی میں درست ہوگا نہ کہ دوسری زبان اردو وغیرہ میں۔

تیسری دلیل : حضور پرنور ﷺ نے ہمیشہ خطبہ عربی میں پڑھا، صحابہ کرامؓ آپ کے زمانے میں بعد فتوحات دوسرے ملکوں میں پہنچے مگر خطبہ ہمیشہ عربی میں دیا، حالانکہ جس قدر اہتمام تبلیغ کا ان حضرات کو تھا اس کو عشر عشیر اب کسی کو نہیں نیز زمانہ صحابہ، خلفاء راشدین میں دور دور تک غیر ممالک عربی فارس وغیرہ فتوحات کرتے ہوئے پہنچے مگر خطبہ ہمیشہ عربی میں پڑھا، حالانکہ مخاطب عربی داں ہی نہ ہوتے تھے، اگر خطبہ وعظ و نصیحت کا نام ہے تو صحابہ کرام نے خطبہ حاضرین کی زبان میں کیوں نہ دیا، حالانکہ بعض صحابہ دوسرے زبان کے جاننے والے موجود تھے۔

لہذا فعلِ حضور ﷺ سے جو ہمیشگی کے ساتھ رہا عربی ہی میں خطبہ پڑھنا ثابت ہوا اور فعل صحابہ کرامؓ سے کہ جنہوں نے باوجود دوسری زبان جاننے کے دوسرے ملکوں میں بھی خطبہ

ہمیشہ عربی زبان میں پڑھا، ثابت ہوا کہ خطبہ عربی ہی میں مسنون ہے۔ عربی ہی میں پڑھنا چاہیے، دوسری زبان میں درست نہیں۔

چوتھی دلیل: امام شافعی صاحبؒ جو کہ اجلہ فقہاء میں سے ہیں ان کا تو یہ مذہب ہے کہ غیر عربی میں خطبہ پڑھنے سے جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوتی، چناچہ سید مرتضٰی زبیدی کی شرح جلد سوم صفحہ ۲۲۶ میں منقول ہے کہ هَلْ يَشْتَرِطُ كَوْنُ الْخُطْبَةِ كُلِّهَا بِالْعَرْبِيَّةِ وَ جْهَانِ: اَلصَّحِيْحُ اِشْتِرَاطُه، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِمْ مَنْ يُّحْسِنُ الْعَرْبِيَّةَ خَطَبَ بِغَيْرِهَا وَ يَجِبُ عَلَيْهِمُ التَّعَلُّمُ وَ اِلَّا عَصَوْا وَ لَاجُمْعَةَ لَهُمْ☆ یعنی صحیح بات یہ ہے کہ تمام خطبہ کا عربی زبان میں ہونا جمعہ کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے، ہاں عربی زبان میں عمدہ طریقہ سے خطبہ پڑھنے والا کوئی نہ ہو تو مجبوراً دوسری زبان میں درست ہے اور لوگوں پر عربی زبان کا سیکھنا واجب ہے، اگر عربی نہ سیکھی اور اردو وغیرہ میں خطبہ پڑھتے رہے تو سب گناہ گار ہونگے اور جمعہ کی نماز ان کی صحیح نہ ہوگی، تو اگر خطبہ عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں درست ہوتا تو امام شافعی صاحبؒ یوں نہ فرماتے کہ عربی کے علاوہ دوسری زبان میں خطبہ پڑھا گیا تو نماز نہ ہوگی، معلوم ہوا کہ ان کے یہاں عربی ہی میں ہونا شرط ہے، اگر خطبہ وعظ ہوتا تو اس قدر تشدد کا حکم کہ غیر عربی میں خطبہ ہونے سے نماز جمعہ کی صحیح ہی نہ ہوگی، کیونکر ہوتا، لہذا جمعہ میں خطبہ عربی کے علاوہ اردو وغیرہ دیگر زبان میں نہ پڑھنا چاہیے۔

پانچویں دلیل: ہر مذہب وملت میں اپنی زبان کی حفاظت اور قانونی زبان کی ترویج ورواج دینا اہم مقاصد میں سے ہے، کیونکہ اس مذہب وملت کی خصوصیت وامتیاز اور شان وشوکت وجلالت اسی زبان میں ہوتی ہے، چناچہ حکومت انگریز میں زبان انگریزی اور حکومت جرمنی میں زبان جرمنی، حکومت ترکی میں زبان ترکی اور حکومت عربی میں زبان عربی اور حکومت مرہٹہ میں زبان مرہٹی گورمکھی حکومت ہندو زبان ہندی کے رواج دینے اور دفاتر وغیرہ میں اس اپنی اپنی زبان کو قائم کرنے کو لازم قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ رعایا اور مملکت میں ہر قسم کی زبان کے افراد ہوتے ہیں، تو پھر جبکہ قانون الٰہی کی زبان عربی ہو، اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی زبان عربی ہو

اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہو تو اس زبان عربی کو رواج دینا، ترقی دینا، کیونکہ نہ ضروری ولازم نہ دیا جائے گا، اگر عموماً نہیں تو کم از کم اپنی عبادت کے موقعوں پر فعل دعا و تسبیح تکبیرات وقرأت اور خطبہ میں اس کا کیوں نہ التزام رکھا جائے، پس زبان عربی میں ہی خطبہ دینا ضروری ہوا، غیر زبان عربی میں خطبہ دینا درست نہیں، مکروہ تحریمی ہے۔

چھٹی دلیل : اگر خطبہ وعظ ہوتا تو وعظ میں طہارت شرط نہیں اور خطبہ میں طہارت شرط ہے بلا طہارت خطبہ جائز نہیں اور نہ ہی مثل اذکار کے ہے کہ جن میں طہارت شرط نہیں ہے، پس معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ جزوِ صلوٰۃ ہے، لہٰذا مثل صلوٰۃ کے طہارت کا ہونا خطبہ میں شرط ٹھہرا اور جب خطبہ ایک گونہ جز و صلوٰۃ ہے تو اس کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے، جیسا کہ علماء محققین کا ارشاد ہے کہ اَلْخُطْبَۃُ تَقُوْمُ مَقَامَ رَکْعَتَیْنِ وَ ھٰذَا لَاتَجُوْزُ اِلَّا بَعْدَ دَخُوْلِ الْوَقْتِ کہ خطبہ دو رکعت کے قائم مقام ہے، اس لئے زوال سے پہلے خطبہ درست نہیں اور زوال کے آنے کے بعد خطبہ درست ہوگا، جیسا کہ علامہ سرخسیؒ کی کتاب مبسوط میں ہے۔

س : اگر خطبہ صلوٰۃ کا جزو ہے تو پھر استقبال قبلہ کیوں نہیں، لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پڑھنا کیسا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ وعظ ہے۔

ج : چونکہ خطبہ عین صلوٰۃ نہیں بلکہ مثل شرط صلوۃ ہے لہٰذا جس طرح وضو طہارت جو کہ شرط صلوٰۃ ہے مگر اس میں استقبال قبلہ شرط نہیں، اسی طرح خطبہ جو کہ نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرط ہے اس میں بھی استقبال قبلہ شرط نہ ہوا۔

س : یہ تو خوب سمجھ میں آ گیا، مگر یہ تو فرمائیے کہ خطبہ میں کچھ باتیں احکام و مسائل وفضائل کی بھی ہوتی ہیں تو مخاطب عربی نہ جاننے والے کیونکر سمجھیں گے؟

ج : میں کہہ چکا ہوں کہ خطبہ وعظ ہے ہی نہیں، ذکر ہے، رہا محض مسائل وغیرہ کا تو وہ وقتی طور پر خطبہ میں ذکر ہوتا ہے سو خطبہ کے ترجمہ کو حاصل کر لینا کچھ مشکل نہیں، ایک وقت اپنے کاموں سے نکال کر خطبہ کا ترجمہ سیکھ لیں، اس طرح یہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبہ کا عربی میں ہونا بھی باقی رہ جائے گا، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ نماز سے قبل یا نماز کے بعد ہی خطبہ کا ترجمہ سنا دیا

جایا کرے جس کو اس جمعہ میں پڑھا گیا ہے جیسا کہ متبع سنت ایسا ہی کرتے ہیں، یہ کیا ضروری ہے کہ جو چیز مقصود نہیں اس کو مقصود بنالیا جائے اور جو مقصود ہے اس کو غیر مقصود قرار دے کر ترک سنت کیا جائے اور ارتکاب مکروہ تحریمی کا ہو، خوب سمجھ لو۔

س : ہم نے کہیں کہیں بڑے بڑے علماء کو یہ دیکھا کہ جمعہ کے آخری دوسرے خطبہ میں عباداللہ سے پہلے کچھ باتیں وقتی ضروریات کی کہتے ہیں، چار چھ منٹ اردو میں بیان فرمادیتے ہیں پھر عباداللہ سے آخیر تک خطبہ پڑھ کر ختم کردیتے ہیں کیا یہ سنت کے خلاف ہوگا؟

ج : اول تو وہ موقع ختم خطبہ کا ہے، پھر چار چھ منٹ کچھ کہنا اس کو عرف میں وعظ کوئی نہیں کہتا، مسلسل اردو میں پڑھتے رہنا یہ خلاف سنت ہے گو کہ آخر میں عربی کے کچھ کلمات پڑھ کر خطبہ کو ختم کردیا جائے بہر صورت خطبہ کا عربی میں ہی پڑھنا ضروری ہے، دوسری زبان میں پڑھنا ضروری ٹھیک نہیں، خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔

نماز تراویح کا بیان

س : تراویح کے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج : رمضان کا چاند دیکھ کر عشاء کے فرض وسنت کے بعد تراویح کی نماز شروع ہوتی ہے تراویح کی بیس رکعت ہیں خواہ دو رکعت کی نیت باندھی جائے یا چار چار کی، افضل دو دو کی نیت باندھنا ہے اور چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام لینا مستحسن ہے، خواہ خاموش بیٹھا رہے خواہ کچھ پڑھتا رہے، تروایح میں ایک مرتبہ تمام قرآن شریف ختم کرنا سنت ہے، اگر حافظ صاحب کچھ لیکر قرآن شریف سنائیں تو ہرگز نہ سنیئے بلکہ الم ترکیف سے کوئی ناظرہ خواں تراویح پڑھادے یہ بہتر ہے کچھ لیکر قرآن شریف سننے سنانے سے یہ قرآن شریف کو بیچنا ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَاتَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَناً قَلِیْلاً ☆

س : جس شخص نے عشاء کی فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں کیا اسے رمضان شریف میں وتر جماعت سے پڑھنا درست ہے اور کیا جو شخص فرض پڑھائے وہی وتر بھی پڑھائے؟

ج : عشاء کی نماز بلا جماعت پڑھے بھی وتر جماعت سے پڑھنا درست ہے بلکہ زیادہ

ثواب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص نے فرض پڑھائے ہوں وہی وتر بھی پڑھائے۔

س : اگر تراویح کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں کیا وتر جماعت سے پڑھ لینا درست ہے؟

ج : اگر تراویح کی نماز باقی رہ جائے اور وتر کی جماعت شروع ہو جائے تو وتر جماعت سے پڑھ لے بعد میں تراویح پڑھے۔

س : تراویح میں کس جگہ آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہئے؟

ج : تراویح میں کسی ایک جگہ خواہ شروع میں، خواہ درمیان میں، خواہ آخر میں ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھ لینا ضروری ہے اور یہ بسم اللہ آواز سے پڑھنا اس بسم اللہ کے علاوہ ہے جو سورۃ النمل میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے جس کو سلیمانؑ نے بلقیس کے پاس خط لکھتے وقت خط کے شروع میں بسم اللہ لکھا تھا۔

س : تراویح کی کچھ رکعت فاسد ہو جاویں تو کیا اتنا قرآن شریف جو ان رکعت میں پڑھ لیا ہے پھر ان رکعات کے لوٹانے میں پڑھا جائے؟

ج : جو رکعت تراویح کی نہیں ہوئیں ان کو لوٹانے کے وقت ان رکعت میں پڑھا ہوا قرآن شریف ان رکعت میں پھر پڑھا جائے۔

س : کیا نابالغ کے پیچھے تراویح ہو جاتی ہیں؟

ج : نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں۔

سجدہ تلاوت کا بیان

س : سجدہ تلاوت کس طرح کیا جاتا ہے اور قرآن شریف میں کل کتنے سجدے ہیں؟

ج : قرآن شریف میں کل چودہ سجدے ہیں۔ سورۃ اعراف میں، سورۃ رعد میں، سورۃ نحل میں، سورۃ اسریٰ میں، سورۃ کھیٰعص میں، سورۃ حج میں پہلا سجدہ، سورۃ فرقان میں، سورۃ نمل میں، سورۃ آلم سجدہ میں، سورۃ ص میں، سورۃ صٰفّٰت میں، سورۃ نجم میں، سورۃ اِنشَقَّتْ میں، سورۃ علق میں، طریقہ یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی نیت کر کے بلا ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلا جاوے اور سجدہ کی تسبیح کہے اور پھر اللہ اکبر کہکر کھڑا ہو جاوے بس سجدہ تلاوت ہو گیا، کھڑے

ہو کر سجدہ تلاوت کرنا افضل ہے اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

س : سجدہ تلاوت ایک جگہ کئی بار پڑھا یا کئی جگہ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

ج : سجدہ تلاوت ایک جگہ کئی بار پڑھنے سے ایک ہی سجدہ لازم ہوتا ہے اور کئی جگہ پڑھنے سے اتنے ہی سجدے لازم ہوں گے۔

س : اگر آیت سجدہ کی تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا پھر نماز شروع کردی اور اسی آیت سجدہ کی قرأت نماز میں کی تو کیا حکم ہے؟

ج : نماز میں سجدہ تلاوت کا سجدہ کر لینے سے سجدہ ادا ہو جائے گا، اب مستقل سجدہ کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

س : اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ نہ کیا گیا تو کیا بعد میں سجدہ کیا جائے؟

ج : جب نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت پر سجدہ نہ کیا تو بعد نماز سجدہ نہیں ہے، صرف توبہ ہے، البتہ آیت سجدہ کے متصل رکوع میں چلا جائے اور نیت سجدہ کی کرے تو سجدہ تلاوت ہو جائے گا اور سجدہ میں جا کر بلا نیت ہی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔

س : کوئی شخص پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرلے پھر اسی آیت سجدہ کو اسی رکعت یا دوسری رکعت میں پڑھے تو کیا دوسرا سجدہ ہوگا؟

ج : نہیں وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔

س : کوئی شخص چار رکعت کی نیت باندھے اور پہلی دو رکعت میں سے کسی ایک رکعت میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرلے پھر اسی آیت سجدہ کو آخری دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں پڑھے تو کیا دوسرا سجدہ ہوگا؟

ج : جی ہاں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا وہی سجدہ کافی نہیں ہے۔

س : کوئی شخص تاگہ پھیلانے کیلئے چکر لگاتا ہوا یا تیرنے والا یا دائیں چلانے والا یا ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جانے والا آیت سجدہ کو مکرر پڑھے تو کیا ایک ہی سجدہ ہوگا؟

ج : نہیں بلکہ اس کے لئے ہر جگہ مختلف جگہ سمجھی جائے گی اور جتنی بار ایک آیت سجدہ کی تلاوت کرے گا اتنے ہی سجدے کرنا ہوں گے۔

نماز توڑ دینے کا بیان

س : کیا کسی صورت میں نماز توڑ دینا درست ہے؟

ج : جی ہاں درست ہے اور وہ یہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے نماز توڑ دینا درست ہے، ریل چل دی اور بیوی، بچے، سامان ریل میں ہو، سانپ کا آجانا، کسی کو جوتی اٹھاتے دیکھ لینا، ہانڈی کا جلنا، ابلنا کہ جس کی لاگت دس بارہ روپیہ ہو یا ایسی ہی قیمت کی کسی چیز کا نقصان ہونا جیسے بلی مرغی پر حملہ کرنا، کسی اندھے آدمی کا کنویں کی طرف چلا جانا کہ گر جائے گا، کسی کے جسم میں کپڑوں میں آگ لگ کر جلنے لگی، ماں، باپ، دادا، نانا، نانی کسی مصیبت میں پکاریں اور دوسرا وہاں امداد کو نہ ہو سنت اور نفل میں ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں خواہ کسی تکلیف کی وجہ سے یا یوں ہی اور ان کو نماز پڑھنے کا علم نہیں تو ان اخیر کی چار صورتوں میں نیت توڑ دینا واجب ہے۔

نماز عیدین کا بیان

س : نماز عیدین کس طرح پڑھی جاتی ہے اور کیا سب پر واجب ہیں؟

ج : عید، بقر عید کی نماز بالغ، عاقل، مسلمان، قصبہ اور شہر والوں پر واجب ہے، گاؤں والوں پر واجب نہیں، طریقہ عید: بقر عید کی نماز کا یہ ہے کہ نیت کرے اس طرح کہ نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز عید الفطر کی یا عید الاضحیٰ کی چھ واجب تکبیروں کیساتھ واسطے اللہ تعالی کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ثناء پڑھے، پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے، اب امام اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر آواز سے الحمد للہ پڑھے اور سورہ ملائے، پھر رکوع، قومہ، دونوں سجدے کر کے کھڑا ہو جائے اور بسم اللہ پڑھ کر آواز سے الحمد اور سورۃ پڑھ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر بلا ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور باقی رکعت کو پورا کر دے، یہی طریقہ بقر عید کا ہے، نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگیں، پھر خطبہ پڑھا جائے، یہ خطبہ

عید بقر عید کا شرط نہیں ہے، سنت ہے، خطبہ کے بعد دعا مانگنے کا رواج خلاف اصول ہے ترک کرنا چاہئے طریق سنت یہی ہے کہ بعد نماز دعا مانگی جائے اور عیدین کی نماز بلا جماعت پڑھنا درست نہیں اور عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور بقر عید کی نماز بارہویں تاریخ تک پڑھنا درست ہے، مگر بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

س : عید کے دن کتنا صدقہ کس پر واجب ہے؟

ج : عید کی صبح صادق کے وقت جس کے پاس نصاب زکوٰۃ کے موافق یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ان دونوں کی قیمت کے برابر کوئی چیز، اپنی ضرورت سے زیادہ ہو خواہ وہ چیز مکان ہو، یا زیور ہو، یا نقد روپیہ یا لچکا وغیرہ ہے، خواہ تجارت کیلئے ہو یا نہ ہو جیسے کسی کے پاس دو مکان ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا کرایہ پر دے رکھا ہے یا خالی پڑا ہے بشرطیکہ اس مکان کے کرایہ پر اپنا گزارا نہ ہو بلکہ اپنی ضروریات سے زیادہ ہو تو اگر اس مکان کی قیمت اتنی ہو کہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا آسکتا ہے تو صدقہ فطر واجب ہوگا، گیہوں پونے دو سیر، جو ساڑھے تین سیر، بہتر یہ ہے کہ ان کی قیمت دیدے خواہ ایک فقیر کو دیدے یا چند فقیروں کو دیدے اور اسی طرح چند آدمی بھی ایک فقیر کو دیدے تب بھی درست ہے، مرد پر اپنا اور چھوٹے بچوں کا واجب ہے، بشرطیکہ ان چھوٹے بچوں کے پاس نصاب کے مقدار کے موافق مال نہ ہو اور اگر اتنا مال ہو تو ان ہی کے مال سے ادا کرے اور عورت پر خود اپنی طرف سے واجب ہے اور جو شخص عید الفطر کی صبح کو مسلمان ہو یا کوئی بچہ پیدا ہو تو اس پر بھی واجب ہے اور اس پر بھی جس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

س : کیا تیمّم سے عیدین کی نماز پڑھنا درست ہے؟

ج : اگر جماعت ختم ہونے کا خوف ہو، خواہ شروع ہی میں یا درمیان میں وضو ٹوٹ جائے تو تیمّم کر کے پڑھ سکتا ہیں۔

س : اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو کیا کرے؟

ج : اگر رکوع میں یاد آجائیں تو رکوع میں کہہ لے ورنہ نہ کہے اور کثیر مجمع ہونے کی وجہ سجدہ سہو نہ کرے۔

س : اگر مقتدی کی تکبیر چھوٹ جائیں تا کیا کرے اور اگر رکعت چھوٹ جائے تو کس طرح ادا کرے؟

ج : امام قیام میں ہو تو تکبیریں کہہ کر شریک ہو جاوے اور اگر رکوع میں ہو تو تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع میں چلا جائے اور بجائے رکوع کی تسبیح کے بلا ہاتھ اٹھائے تین تکبیر کہہ لے اور اگر ایک رکعت چلی گئی ہے تو کھڑے ہو کر پہلے قرأت کرے پھر تین تکبیریں کہہ کر چوتھی تکبیر بلا ہاتھ اٹھائے کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر دونوں رکعت نہ ملی ہوں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور جس طرح شروع سے عیدین کی نماز سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کر پڑھی جاتی ہیں اسی طرح دونوں رکعتوں کو پڑھ لیا جائے۔

س : بقرعید میں تکبیریں کب سے شروع ہوتی ہیں؟

ج : بقرعید کی تکبیریں جن کو تکبیرات تشریق کہتے ہیں نویں تاریخ کی صبح کی نماز سے واجب ہوتی ہیں اور تیرہ تاریخ کی عصر کی نماز کے بعد ختم ہو جاتی ہیں، ہر نماز فرض کے بعد مقیم جماعت سے نماز پڑھنے والے پر ایک مرتبہ آواز سے کہنا واجب ہے اس طرح کہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ اور اگر منفرد، مسافر، عورت بھی تکبیر بعد فرض کے کہہ لے تو بہتر ہے۔

نماز کسوف کا بیان

س : صلوٰۃ کسوف کیا ہے؟

ج : کسوف سورج گرہن کو کہتے ہیں، جب سورج میں گرہن ہو تو اس وقت امام دو رکعت نفل پڑھاوے اس میں قرأت آہستہ سے کرے اور قرأت طویل ہو اور بعد سلام بہت دیر تک دعا کی جاوے، یہاں تک کہ سورج روشن ہو جاوے۔

س : اگر جماعت سے نماز کسوف نہ پڑھیں تو کیا تنہا بھی نہ پڑھیں؟

ج : اگر امام نماز پڑھانے والا نہ ملے تو اپنی اپنی تنہا ہی پڑھ لیں۔

نماز خسوف کا بیان

س : صلوٰۃ خسوف کیا ہے؟

ج : خسوف کہتے ہیں چاند گرہن کو؟ جب چاند میں گرہن ہو اس وقت تنہا تنہا بلا جماعت دو رکعت گھر یا مسجد میں طویل قرأت کیساتھ جہر سے یا آہستہ پڑھیں اور بعد سلام دعا طویل کریں یہاں تک کہ چاند روشن ہونا شروع ہو جاوے، یہ خسوف کی نماز ہے۔

نماز استسقاء کا بیان

س : صلوٰۃ استسقاء کیا ہے؟

ج : جس وقت بارش رک جائے، موسم برسات میں کافی زمانہ نکل جاوے بارش بالکل نہ ہو اس وقت امام مسلمانوں کیساتھ جنگل، عید گاہ وغیرہ میں جائے وہاں دو رکعت نماز جہر سے پڑھاوے اور بعد اس کے خطبہ پڑھے اور دعا مانگے پھر جو چادر امام اوڑھے ہوئے ہو اس کو پلٹ دے اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر کردے اور اگر چادر اوڑھے ہوئے نہ ہو تو اچکن عبا کا دایاں، بائیں جانب اور بایاں، دائیں جانب کردے اور اس نماز میں کفار مشرکین شریک نہ ہوں، تین دن تک متواتر ایسا ہی کریں، بعد تین دن کے نہیں، عید گاہ یا جنگل جانے سے قبل خیرات کریں تو بہتر ہے

نماز خوف کا بیان

س : صلوٰۃ خوف کونسی نماز ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

ج : جب جہاد کیلئے نکلتے ہیں اس وقت میدان میں اگر کفار مہلت ہی نہ دیں اور برابر لڑنا پڑے تب تو نماز ملتوی کردی جاوے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں چار نمازیں نہ پڑھیں اور اگر ایسی لڑائی نہ ہو تو نماز کا وقت آنے پر میدان میں دوسری طرف جاکر نماز پڑھیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ لشکر کے دو حصے کردئے جائیں، ایک دشمن کے مقابلے میں بھیج دیا جاوے اور دوسرے لشکر کو امام پہلے فجر کی ایک رکعت پڑھاوے اور مغرب میں دو رکعت اور اگر مقیم ہوں تو اول دو رکعت پڑھاوے پھر یہ جماعت دشمن کے مقابلے میں چلی جائے اور کھڑی رہے پھر دوسری

جماعت امام کے پیچھے آجائے اور امام اس جماعت کو بقیہ نماز پڑھا کر سلام پھیر دے، پھر یہ جماعت دشمن کے مقابلے میں چلی جائے اور پہلی جماعت پھر یہاں آکر اپنی رہی ہوئی نمازیں پوری کرے یعنی اتنی دیر خاموش کھڑے رہیں جتنی دیر میں سورۃ فاتحہ ختم ہوتی ہے پھر یہ جماعت نماز پوری کر کے دشمن کے مقابلے میں چلی جاوے اور دوسری جماعت یہاں آکر مثل مسبوق قرأت کے ساتھ اپنی نماز پوری کر لے، یہ نماز خوف کہلاتی ہے۔

س : کیا نماز خوف تنہا نہ پڑھیں؟

ج : جی ہاں۔ جب جماعت سے پڑھنے میں سخت دشواری ہو کہ سخت خوف لاحق ہو کہ حملہ کر بیٹھیں تو اس وقت تنہا تنہا پیدل یا سواری پر پڑھ لیں، قبلہ رخ ہو سکیں یا نہ ہو سکیں۔ ہر طرح درست ہے۔ اگر نماز میں لڑنا تلوار چلانا شروع کر دیا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔

بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے کا بیان

کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو، اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے، ہاں البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو، اگر مقتدی کا منہ امام کے سامنے ہو تب بھی درست ہے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوگا، آگے جب ہوتا ہے کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا، ہاں مگر نماز اس صورت میں مکروہ ہوگی اس لئے کہ کسی آدمی کیطرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی چیز درمیان میں کر لی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔

شہید کا بیان

س : شہید کسے کہتے ہیں اور شہید کو غسل دینا اور اسکی نماز جنازہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

ج : جس مسلمان عاقل، بالغ کو میدان جنگ میں قتل کر دیں یا میدان جنگ میں مرا ہوا پایا جاوے اور اس پر زخم بھی ہو یا کسی مسلمان نے دھاردار آلہ سے مسلمان کو قصداً جان کر قتل کر دیا یا کفار نے بدون میدان جنگ کے مسلمان کو مار ڈالا، اگرچہ مسلمان سے کوئی ایسی بات بھی وقوع میں

آئے جو باعث قتل ہو یا مسلمان باغیوں نے مسلمان کو مار ڈالا یا ڈاکوؤں نے مسلمان کو مار ڈالا وہ شہید کہلایا جاتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا خون نہ دھویا جائے گا، نہ غسل دیا جائے گا نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں گے البتہ اس کی نماز پڑھائی جائے گی، ہاں اس کے جسم پر کپڑے زیادہ ہوں اچکن وغیرہ یا ہتھیار، زرہ، خود ہوں وہ اتار لیے جائیں گے۔

س : اگر بحالت جنابت قتل کیا جائے کیا تب بھی غسل نہیں ہے؟

ج : جنابت کی حالت میں قتل کئے جانے پر غسل دیا جائے گا اسی طرح حیض ونفاس کی حالت میں قتل ہو جانے پر غسل دیا جائیگا۔

س : اگر کوئی شہر کے اندر مرا ہوا پایا جاوے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر کوئی شہر میں محلّہ کے اندر مقتول پایا جاوے اور قاتل نہ معلوم ہو کہ کون ہے اور نہ یہ معلوم ہو سکے کہ چور، ڈاکوؤں کا یہ کام ہے تو ایسے قتل سے اہل محلّہ پر قسامت لازم آتی ہے اور اس مقتول کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھائی جائیگی۔

چاند دیکھنے کا بیان

س : رمضان شریف کے چاند ہونے کا کب اعتبار کرنا چاہیئے؟

ج : اگر بادل نہ ہوں آسمان صاف ہو تو اگر اتنے آدمی چاند دیکھنا بیان کریں کہ اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا دل قبول نہ کرے تب رمضان شریف اور عید، بقرعید کے چاند ہونے کا اعتبار کیا جائے گا اور بادل اگر ہوں تو رمضان شریف کے چاند کیلئے ایک مسلمان مرد یا عورت پرہیز گار کی گواہی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے معتبر ہے چاند کا ثبوت ہو جائے گا، اور اگر عید، بقرعید کا چاند ہے تو بادل ہونے کی حالت میں دو پرہیز گار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں گواہی دیں کہ ہم نے عید کا چاند دیکھا ہے تب عید کا چاند ثابت ہوگا اور اگر صرف عورتیں ہی گواہی دیں تو چار عورتیں بھی ہوں تب بھی قبول نہیں۔

س : اگر چاند دیکھنے کی خبر مشہور ہو تو کیا وہ معتبر ہے؟

ج : صرف مشہور ہونے کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ خود دیکھنے والے آکر گواہی نہ

اب ہم روزے کے متعلق کچھ مسائل واحکام بیان کرتے ہیں۔

س : روزہ کسے کہتے ہیں اور کس وقت کس پر فرض ہے؟

ج : صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک نیت کر کے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے، مسلمان، عاقل، بالغ پر فرض ہے، رمضان کے مہینہ میں فرض ہے۔

س : نیت کرنے کا کیا مطلب ہے؟

ج : دل میں روزہ رکھنے کا خیال کرنے کا نام نیت ہے اور زبان سے بھی کہے تو اچھا ہے اس طرح کہ کل میرا روزہ ہے اور رمضان شریف میں خواہ کیسی نیت سے روزہ رکھا جائے رمضان ہی کا روزہ مانا جائے گا خواہ قضا کا رکھے یا نذر وغیرہ کا۔

س : نیت کا وقت کب سے کب تک ہے؟

ج : رمضان شریف کے روزے اور نذر معین اور نفل کے روزے کیلئے تو صبح صادق سے دوپہر یعنی زوال کے وقت تک وقت ہے اور رات کو نیت کر لینا بھی کافی ہے اور قضا رمضان اور نذر غیر معین کا روزہ دن میں نیت کرنے سے درست نہ ہوگا، بلکہ رات کو صبح صادق سے قبل نیت کر لینا ضروری ہے۔

س : نذر معین کسے کہتے ہیں؟

ج : کسی نے یوں کہا کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو چوتھی محرم کو روزہ رکھوں گا اسے نذر معین کہتے ہیں کہ دن یا تاریخ مقرر کر دی، اگر دن یا تاریخ معین نہ کرے صرف یونہی کہہ دے کہ فلاں کام ہو گیا تو روزہ رکھوں گا اسے نذر غیر معین کہتے ہیں۔

س : نذر جس کو منت ماننا کہتے ہیں، اس کی تفصیل کیا ہے اور منت ماننا کس طرح درست ہے اور کس چیز کی؟

ج : ناجائز کاموں کی منت ماننا تو حرام ہے مثلاً یوں کہے کہ اگر چوری میں مال ہاتھ لگ گیا تو چار رکعت پڑھوں گا یا چار روزے رکھوں گا، ہاں جائز کاموں کی منت ماننا درست ہے، مثلاً یوں کہے کہ میرا بھائی آ گیا یا میں امتحان میں پاس ہو گیا، میرا بچہ اچھا ہو گیا تو دو روپیہ خیرات کروں گا آٹھ رکعت نماز پڑھوں گا، دو روزے رکھوں گا مگر منت ایسی چیز کیساتھ مانے کہ جس کے کرنے میں

دیں یا ایسے دو شخص پرہیز گار کہ جنہوں نے چاند دیکھنے والوں سے خود سنا ہو کہ ہم نے چند دیکھا ہے تب چاند کا ہونا ثابت ہوگا، اگر تار سے چاند کی خبر آئے تب بھی معتبر نہیں۔

س : کسی ایک شخص نے رمضان شریف کا چاند دیکھا اور اعتبار نہ کیا گیا تو کیا حکم ہے؟

ج : دوسرے لوگ تو روزہ نہ رکھیں لیکن یہ شخص روزہ رکھے پھر تیس روزے اس شخص کے ہو جائیں اور چاند نظر نہ آئے تو اکتیسواں روزہ رکھے اور بستی والوں کیساتھ عید کرے، اسی طرح اگر کسی شخص نے عید کا چاند دیکھا اور اعتبار نہ کیا گیا تو اس عید کا چاند دیکھنے والے کو بھی عید کرنا درست نہیں، صبح کو روزہ رکھنا لازم ہے اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے۔

روزوں کا بیان

اسلام کا دوسرا رکن روزہ ہے، حدیث شریف میں روزہ کا بڑا ثواب آیا ہے، اللہ تعالی کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے ''اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے، (ان روزوں کا مقصد یہ ہے کہ) تا کہ تم متقی بن جاؤ''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالی کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ صغیرہ بخش دیے جائیں گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ داروں کے واسطے دستر خوان چنا جائے گا وہ لوگ اس پر کھانا کھائیں گے، اور سب لوگ ابھی اپنے حساب ہی میں لگے ہونگے، اس پر وہ لوگ کہیں گے یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں، ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم روزے نہ رکھتے تھے، اور یہ لوگ نماز (تراویح) پڑھتے تھے اور تم سوتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کی منہ کی بد بو اللہ تعالی کے نزدیک مشک کی بو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔

شریعت سے ثواب کا وعدہ ثابت ہو اور جس کام کے کرنے میں شرع سے ثواب کا وعدہ نہیں اس کے کرنے کی منّت ماننا درست نہیں مثلاً کام ہو جانے پر میلاد شریف کرانے کی یا مزار پر چادر چڑھانے کی یا مسجد کا طاق بھرنے کی منت ماننا درست نہیں، اور منت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ماننا درست ہے، کسی پیر، سید، شہید، جن وغیرہ کی منت ماننا حرام ہے، شرک ہے مثلاً یوں نہ کہے کہ اے پیر صاحب، اے سید صاحب میرا بیٹا ہوا تو تمھارے مزار پر مٹھائی یا چادر چڑھاؤں گا یا کونڈا کروں گا، مولی مشکل کشا کا روزہ رکھوں گا، یہ سب شرک و ناجائز ہیں، بلکہ ایسی منت کی چیز کھانا بھی حرام ہے، عورتوں کی قبر پر جانے کی سخت ممانعت آئی ہے ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے قبر پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور منت کی ہوئی شئ کسی خاص شخص کو دینے کی نیت ہو یا کسی خاص جگہ صرف کرنے کی نیت ہو تو اس طرح کرنا ضروری نہیں بلکہ صرف اس نیت کا پورا کرنا واجب ہے، مثلاً یوں کہے کہ فلاں کام ہو گیا تو مکہ کے فقراء کو اتنا خیرات کروں گا، فلاں شخص کو اتنا دوں گا، جامع مسجد میں نفل پڑھوں گا اس سے مکہ کے فقراء یا اس شخص کو دینا یا جامع مسجد میں ہی نماز پڑھنا لازم نہ ہوگا بلکہ کسی غریب کو دیدے کسی جگہ نماز نفل پڑھ لے اور درود شریف اور کلمہ شریف و قرآن شریف پڑھنے کی منت کی تو واجب ہو جائے گی اور اگر سبحان اللہ اور لاحول پڑھنے کی منت کی تو واجب نہ ہوگی۔

س : کیا بے ہوش اور پاگل پر بھی روزہ فرض ہیں اور قضا لازم ہے؟

ج : اگر تمام رمضان بے ہوش رہے تو پورے رمضان کی قضا رکھے اور اگر کچھ رمضان میں دیوانہ پاگل رہے تو پھر اچھا ہو جائے تو اچھا ہونے کے بعد روزے رمضان میں شروع کرے اور جو روزے جنون کی حالت میں نہ رکھے تھے ان کی قضا رکھے، اگر تمام رمضان دیوانہ پاگل رہے تو پھر روزوں کی قضا نہیں اور رمضان میں جس دن اور جس رات بے ہوش رہا اس ایک دن کی قضا نہیں کیونکہ وہ دن مسلمان کے ظاہری حال کے اعتبار سے روزہ میں شمار ہوگا، باقی تمام بے ہوشی کے دنوں کی قضا واجب ہے، البتہ جس دن یا جس رات صبح کو روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھا جائے گا۔

س : رمضان شریف میں روزہ نہ رکھنا کب جائز ہے؟

ج : طبیب ، ڈاکٹر مسلمان دیندار کہہ دے کہ روزہ نقصان دے گا یا اپنے تجربہ سے معلوم ہو اور سچے دل سے سمجھ میں آوے کہ روزہ رکھنا نقصان دے گا یا بیماری بڑھنے کا ڈر ہو یا بیماری تو نہ بڑھے گی مگر دیر میں اچھا ہونیکا ڈر ہو یا حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنے یا بچہ کے نقصان کا ڈر ہو یا سفر اڑتالیس میل یعنی چھتیس کوس کا ہو یا حیض آئے یا نفاس ، تو ان صورتوں میں روزہ نہ رکھنا درست ہے پھر قضا رکھے ، حیض ونفاس میں تو روزہ جائز ہی نہیں ، البتہ جنابت کی حالت میں درست ہے مگر جلد نہا لے۔

س : روزہ رکھ کر توڑ دینا کب درست ہے؟

ج : اچانک ایسی بیماری یا پیاس ، بھوک کا لگ جانا کہ اگر کچھ نہ کھائے پیئے تو جان کے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے اور پھر قضا رکھے کفارہ نہیں ، کفارہ کے بیان آگے آتا ہے۔

نفل روزوں کا بیان

س : رمضان المبارک کے علاوہ کیا اور بھی روزے ہیں؟

ج : جی ہاں ، فرض روزے تو نہیں ہیں ، البتہ ویسے جب چاہے رکھے ، مگر عید کے دن اور بقرعید کی دسویں ، گیارہویں ، بارہویں اور تیرہویں تاریخ میں یہ پانچ روزے سال بھر میں حرام ہیں ، لہذا کوئی پورے سال بھر روزے رکھنے کی منت مانے تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے ، پھر رکھ لے اگر کسی نے ان پانچ دنوں میں نفل روزہ رکھ لیا تب بھی توڑ دے اور ان کی قضا بھی نہیں ہے ، اسی طرح رات کو نفل روزہ رکھنے کی نیت کی اور صبح صادق سے قبل ارادہ بدل دیا تو قضا واجب نہیں ، البتہ رکھ کر توڑ دیا تو قضا واجب ہے ، کفارہ نہیں ، نفل روزہ بلا اجازت شوہر کے نہ رکھے ، جبکہ شوہر گھر پر ہو۔

س : کیا شریعت سے خاص خاص دنوں میں نفل روزے رکھنا ثابت ہیں؟

ج : جی ہاں ، ثابت ہیں سنیئے ہر ماہ کی تیرہویں ، چودھویں ، پندرہویں ، پیر ، جمعرات ، محرم کی دسویں ، نویں یا گیارہویں تاریخوں کو روزے رکھنا ثابت ہیں ، صرف دسویں محرم کا روزہ

رکھنا مکروہ ہے، ایسے ہی شعبان کی پندرہویں، عید کے چھ روزے اور بقر عید کے نویں تاریخ کو بھی رکھنا ثابت ہیں اور اگر بقرعید کی یکم سے نویں تاریخ تک برابر روزے رکھے تو اور بھی بہتر ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

س : روزہ توڑنے والی چیزیں کیا کیا ہیں؟

ج : رمضان شریف میں رات سے نیت کر کے دن میں قصداً کسی ایسی چیز کو کھا پی لیا جس کو کھایا پیا جاتا ہے، یا جماع کرلیا یا کسی دوا کو بلاضرورت کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا وکفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں، اگر رمضان شریف کے مہینہ میں ایسا نہ کیا یا رمضان شریف کے مہینہ ہی میں ایسا کیا مگر رات کو نیت نہ کی تب صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔

س : کفارہ کسے کہتے ہیں؟

ج : رمضان شریف کا روزہ توڑ ڈالنے پر دو مہینہ کے برابر لگاتار روزے رکھنے کا نام کفارہ ہے۔

س : کسی شخص میں کفارے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟

ج : اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ بالغ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلادے یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو یا ایک مسکین کو ساٹھ دن تک صدقہ فطر کے مطابق کچا اناج یا اس کی قیمت دیدے، البتہ ایک ہی مسکین کو ایک دن میں سب ایک ساتھ دینا درست نہیں ہے نہ ایک مسکین کو ایک دن میں ساٹھ دفعہ کر کے دینا درست ہے اور نہ ایک مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دینا درست ہے، ہاں یہ جائز ہے کہ ایک مسکین کو اگر ساٹھ دن تک لگاتار نہ کھلا سکے تو کبھی کبھی کھلا کر ساٹھ دن پورے کردے اور یہ بھی جائز ہے کہ دوسرا شخص اس کی اجازت سے کفارہ ادا کردے، اناج وغیرہ دے کر، روزے رکھ کر نہیں، اور بے اجازت کفارہ دینا درست نہیں، نیز ایک ہی رمضان کے کئی روزے توڑ ڈالنے پر ایک ہی کفارہ ہے اور کفارہ کے روزے لگاتار رکھنے چاہئیں، اگر بیچ میں ناغہ ہوگئے تو پھر سے رکھنے پڑیں گے اگر چہ نفاس کی وجہ ناغہ ہوئے ہوں البتہ حیض کی وجہ سے جو روزے نہ رکھے گئے تب پھر سے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ بقیہ روزے

بعد حیض رکھنا شروع کردے۔

س : ایسی کونسی بات ہے جس کے ہو جانے سے یہ خیال کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کچھ کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟

ج : سرمہ لگانا، فصد لینا، سر میں تیل ڈالنا، پھول سونگھنا یا خود بخود دھواں یا غبار حلق میں چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، لہذا اگر کسی نے یہ خیال کیا کہ ان باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قصداً کچھ کھا پی لیا اس سے قضا و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں، البتہ قصداً دھواں یا گبار منہ میں لیا، یا لوبان سلگایا اور قصداً سونگھا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا آتی ہے، کفارہ نہیں۔

س : پان وغیرہ منہ میں دبا کر سو جائے اور صبح ہونے پر آنکھ کھلی روزہ رہا یا نہیں؟

ج : روزہ نہیں ہوگا؟ قضا رکھے اور پان کھا کر خوب غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا مگر تھوک میں سرخی رہی تو روزہ رہ گیا۔

س : کوئی ایسی بات بتایئے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ کب روزہ نہیں ہوتا اور کب ٹوٹ جاتا ہے اور کب صرف قضا لازم آتی ہے اور کب قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں؟

ج : اگر بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور کچھ استعمال کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اس طرح اگر بلا اندر داخل کیئے کوئی چیز استعمال کی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا جیسے سرمہ لگانا، تیل لگانا، پھول سونگھنا، خود بخود قے کا ہونا، ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں بہت زیادہ منہ بھر کر قے قصداً کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر تھوڑی سی خود ہی کرے تب بھی نہ ٹوٹے گا، ہاں اگر خود ہی لوٹالی تب ٹوٹ جائیگا اور اگر خود لوٹ جائے تب نہ ٹوٹے گا اور اسی طرح اگر منہ سے خون تھوک سے کم نکلا تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر خون تھوک کے برابر یا تھوک پر غالب آجائے تب ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر ناک، کان، مسامات یا آگے پیچھے کی راہ سے کوئی چیز رقیق کھانے پینے یا دوا یا کسی اور قسم کی چیز جیسے دھواں دھونی کا استعمال کیا یا غلطی سے کوئی چیز حلق میں چلی گئی جیسے وضو میں، کلی میں پانی چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ روزہ یاد ہو اور صرف قضاء لازم آتی ہے کفارہ نہیں، مگر کان مین پانی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تیل اور دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر منہ کے ذریعہ سے قصداً ایسی چیز کھالی یا دوا پی کہ جس کو کھایا پیا جاتا ہے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں

گے، اسی طرح جس چیز سے روزہ ٹوٹنے کا شبہ بھی نہیں اس کو کرنے سے یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کچھ کھا پی لیا قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے، نیز قصداً جماع کرلیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

س : سحری کھانے کے بعد معلوم ہوا کہ صبح ہونے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ ہو گیا یا نہیں؟

ج : اگر رات سمجھ کر سحری کھائی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہونے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے کفارہ نہیں اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ صبح ہوگئی تھی یا نہیں بلکہ شبہ رہے تو روزہ ہو جائے گا، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ قضا رکھے، اس طرح جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تو روزہ افطار نہ کرے، اصل چیز اپنے دل کی شہادت ہے، اس لئے اگر اذان بھی ہو جائے مگر خود سورج ڈوبنے میں شبہ ہے تب بھی روزہ افطار کرنا درست نہیں، جب سورج ڈوبنے کا پورا یقین ہو تب روزہ کھولے، اگر روزہ کھولنے کے بعد سورج نکل آیا تو پھر روزہ قضا رکھے کفارہ نہیں۔

س : دانتوں میں کچھ اٹکا ہوا اور منہ میں چلا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج : اگر منہ سے باہر نکال کر نگل گیا تب روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو اور اگر منہ سے باہر نہ نکالا بلکہ دانت سے نکال کر اندر ہی اندر نگل گیا تو چنے سے چھوٹا ہو تو نہیں ٹوٹا اور اگر چنے کے برابر یا چنے سے بڑا ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

س : اگر کسی میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ یا ہو مگر نہ رکھ سکا اور مر گیا تو کیا کیا جائے؟

ج : اگر کسی میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ہر روزے کے بدلے مقدار صدقہ فطر ایک مسکین یا چند مسکینوں کو اناج یا اس کی قیمت دیدے یا دو وقتیہ کھانا کھلائے اور اگر پھر طاقت روزہ رکھنے کی آگئی تو ان روزوں کی قضا واجب ہے، اگر روزے نہ رکھ سکا اور مر گیا تو اگر وصیت کر گیا ہے تو اس کے تہائی مال میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جائے، اگر تہائی مال کافی نہ ہو اور ورثہ بالغین بعد تقسیم ترکہ اپنے حصہ میں سے دیدیں تب بھی درست ہے، نابالغ کے حصہ میں سے دینا درست نہیں ہے، اور بلا وصیت بلا رضامندی ورثاء بالغین فدیہ دینا درست نہیں ہے، یہی حکم اس شخص کی زکوٰۃ کا ہے جس نے اپنی زندگی میں ادا نہ کی اور مر گیا اگر وصیت کر دی ہے تب تو اس کے

تہائی مال میں سے ادا کرے یا بالغ وارثوں نے اپنی خوشی سے اپنے مال سے ادا کردی تو ادا ہو جائے گی اور بلا وصیت وارثوں کے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ ثواب صدقہ کا پہنچے گا۔

اعتکاف کا بیان

س : اعتکاف کسے کہتے ہیں؟

ج : رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے عورت کوئی خاص جگہ اپنے گھر میں مقرر کرکے اور مرد ایسی مسجد میں کہ اس میں جماعت پنج وقتیہ ہوتی ہو، عید کا چاند نظر آنے تک روزہ کیساتھ وہاں موجود رہے، اسے اعتکاف کہتے ہیں۔

س : کیا اس جگہ سے نہ ہٹنا چاہیے؟

ج : ہاں اسی جگہ رہنا چاہیے، البتہ پیشاب یا پاخانہ اور غسل کی حاجت ہو تو غسل اور وضو کیلئے نکلنا درست ہے، اور کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو کھانے کیلئے بھی نکلنا درست ہے اور مرد کو جمعہ کی نماز کیلئے بھی نکلنا درست ہے، مگر جمعہ کی فرض یا پوری نماز سے فارغ ہو کر فوراً چلا آوے، اگر وہاں بیٹھا رہا یا راستہ میں کھڑا ہو گیا تو اعتکاف جاتا رہے گا، حتی کہ اگر اپنی مسجد سے بھول کر بھی باہر نکل گیا تب بھی اعتکاف جاتا رہتا ہے، اعتکاف میں بیوی سے ہم بستر ہونا لپٹنا، چمٹنا بھی درست نہیں عورت حیض ونفاس میں اعتکاف چھوڑ دے اور پاک ہونے کے بعد خاص اس دن کی قضا ضروری ہے اگر یہ قضا رمضان شریف ہی میں کی گئی تو رمضان ہی کا روزہ کافی ہے اور بعد رمضان قضا کی تو اس دن روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔

س : کیا اعتکاف کرنا ہر شخص کے ذمہ ہے؟

ج : نہیں بستی میں سے کسی ایک شخص نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب کے ذمّہ سے یہ فرض کفایہ ساقط ہو جائے گا اور اگر کسی نے نہ کیا تو سب اہل شہر گناہ گار ہونگے۔

زکوٰۃ کا بیان

اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے، جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتا ہو وہ اللہ

تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہی گناہ گار ہے، قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا، قرآن پاک میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہی ہیں جن میں نماز کیساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے، زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''جولوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس میں سات بالیں ہوں کہ ہر بال میں سو دانے'' اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائینگی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی داغی جائینگی اور جب ٹھنڈی ہو جائینگی پھر گرم کر لی جائینگی اسی طرح بے شمار احادیث میں زکوٰۃ نہ دیے والوں کے بڑی سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔

اب ذیل میں زکوٰۃ کے احکام ومسائل بیان کیے جاتے ہیں۔

س : زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

ج : اپنی اصل حاجت سے زائد ایک خاص مقدار شرعی مال میں سے سال کے بعد حصہ مقررہ نکالنے کا نام زکوٰۃ ہے، بشرطیکہ وہ مقدار شرعی ایک سال تک برابر یا شروع اور اخیر میں باقی رہے، اگرچہ مال وسط سال میں مقدار شرعی سے کم ہوگیا ہو، ہاں سب مال جاتا رہو تو البتہ زکوٰۃ معاف ہے۔

س : وہ کتنی مقدار ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور کتنی واجب ہوتی ہے؟

ج : ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کو نصاب کہتے ہیں، اس سے زیادہ ہو تو بھی واجب ہے اور چالیسواں حصہ واجب ہے۔

س : کیا سونے چاندی پر ہی زکوٰۃ واجب ہے اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہو اور چیز ہو اس پر واجب نہیں ہے؟

ج : سونے چاندی اور اس کے زیور اور سکے و برتن، سچا گھوٹا، ٹھپہ سب پر زکوٰۃ اجب ہے چاہے استعمال کیا جاوے یا بند رکھے رہیں، البتہ اس مقدار نصاب سے کم ہو جو بیان کی گئی ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

س : سال ختم ہونے سے پہلے سونے چاندی کی قسم سے کوئی اور چیز آجائے تو کیا اس کو اس پہلے مال کیساتھ ملا کر اس سب کی زکوٰۃ سال کے ختم پر دی جائے گی یا اس درمیان میں آئے ہوئے سونے چاندی کی زکوٰۃ کا حساب الگ کریں گے؟

ج : اس پہلے مال کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ دی جائے گی مثلاً کسی کے پاس سو روپیہ یا سونا چاندی ضرورت سے زائد رکھے تھے، سال پورا ہونے سے پہلے پچاس روپیہ یا کچھ سونا چاندی اور مل گیا تو ان پچاس روپیہ سونے چاندی کا الگ حساب نہ کریں گے بلکہ اسی روپیہ یا چاندی سونے کیساتھ ملا کر اس چاندی سونے اور اس روپیہ کا جب سال تمام ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو روپیہ اور پورے چاندی سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

س : اگر کسی کے پاس اتنا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مگر وہ قرضدار بھی ہے تو پھر زکوٰۃ کس طرح دینا واجب ہے؟

ج : قرضہ کو اس کے مال میں سے نکال کر دیکھیں اگر وہ مقدار زکوٰۃ کے نصاب کے برابر ہو تو زکوٰۃ اس بچے ہوئے مال میں واجب ہے ورنہ نہیں۔

س : اگر نہ سونے کی مقدار پوری ہو اور نہ چاندی کی، بلکہ ہر ایک نصاب سے کم ہے تب زکوٰۃ کا کیا طریقہ ہے؟

ج : ایسی صورت میں دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں، مثلاً اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں، بلکہ سونے کی زکوٰۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ دے اور چاندنی کی زکواۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ دے اور اگر اس صورت میں بھی حساب لگا کر دینا چاہے تو اس شرط سے جائز ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا بھلا ہو اس طرح قیمت لگا دے۔

س : کیا سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات لوہا، انگا وغیرہ یا مکان دھراؤ قیمتی جوڑے وغیرہ میں زکوٰۃ واجب ہے؟

ج : سونے چاندی کے علاوہ جتنا مال اسباب دیگر قسم کے دھات لگن، دیگ وغیرہ اور مکانات حتٰی کہ سچے موتی کا ہار جواہرات وغیرہ کی چیز پر زکوٰۃ نہیں، البتہ اگر سوداگری کیلئے وہ سامان ہو اور اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو سال گذرنے پر اس سامان تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سوداگری کا مال وہی کہلایا جاتا ہے جو سوداگری ہی کی نیت سے خریدا ہو لہذا اگر کسی اور نیت سے لیا پھر اس کو بیچنے کا ارادہ کیا تو مال تجارت نہ کہا جائے گا، اس لئے اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہ ہوگی۔

س : مہر جو کہ شوہر پر قرض ہوتا ہے وہ بیوی کو اصول ہوا اس پر زکوٰۃ کب سے دی جائے گی؟

ج : مہر کے اصول ہونے کے بعد اگر سال بھر تک بمقدار نصاب باقی رہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے سال تمام کے بعد اور پچھلے سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

س : اگر مالدار آدمی کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟

ج : جائز ہے بلکہ ایسا آدمی جو کہ صاحب نصاب ہے کئی سالوں کی پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے، لیکن کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑے ہوئے کی زکوٰۃ پھر دینا پڑیگی اور صاحب نصاب کو کسی جگہ سے مال ملنے کی امید ہے اور اس نے موجودہ مال نصاب اور اس ملنے والے مال دونوں کی زکوٰۃ پیشگی دیدی تو یہ بھی جائز ہے، البتہ جس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ کسی جگہ سے مال ملنے کی امید ہے اور وہ شخص مال ملنے سے پہلے زکوٰۃ دیدے تو یہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ جب مال مل جائے اور سال گذر جائے تو پھر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

س : اگر سال ختم ہونے سے پہلے تمام مال چوری ہو جائے یا خیرات کر دیوے، یا کچھ مال خیرات یا چوری ہو جائے تو کیا زکوٰۃ واجب رہیگی؟

ج : تمام مال چوری ہو جائے یا خیرات کر دیا جاوے تو زکوٰۃ معاف ہے اور اگر کچھ چوری ہو گیا یا خیرات کر دیا تو اس کے موافق زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، باقی مال میں زکوٰۃ واجب رہے گی اور اگر نہ خیرات کیا نہ چوری کیا بلکہ بعد سال تمام کسی کو ہبہ کر دیا یا کسی طرح اپنے اختیار

سے ہلاک کرڈالا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ کل مال کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

س : زکوٰۃ کیسے شخص کو دینا چاہئے اور دیتے وقت کیا نیت کرنا بھی ضروری ہے؟

ج : زکوٰۃ مسلمان غریب کو جس کے پاس نصاب کے برابر مال نہ ہو دینی چاہئے، اور زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرلینا ضروری ہے، اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو جب تک اس شخص کے پاس زکوٰۃ کی رقم موجود ہے تب بھی زکوٰۃ کی نیت کرلینا درست ہے، بلکہ زکوٰۃ کی نیت سے رقم نکال کر الگ رکھ دی اور پھر مستحق مل جانے پر بلا نیت مستحق کو وہ رقم زکوٰۃ کی دیدی تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی، اس شخص پر یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے بلکہ کسی کو انعام کے نام سے دیدی، یا قرض کیلئے کوئی غریب آیا قرض کے نام سے دیدی مگر دل میں نیت زکوٰۃ کی کرلی تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

س : کسی پر ہمارا قرض ہو اور ہم زکوٰۃ کی نیت سے اس پر چھوڑ دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

ج : اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں اگر جتنے روپیہ اس پر قرض ہیں اتنے روپیہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے دے دیئے جائیں اور پھر وہ روپے اپنے قرضہ میں اس سے لے لیے جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

س : کوئی شخص زکوٰۃ خود ادا نہ کرے بلکہ دوسرے کو زکوٰۃ کی رقم دے کہ وہ ادا کردے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

ج : آپ نے کسی کو زکواۃ کی رقم دی کہ یہ کسی مستحق کو دیدینا تو اگر اس نے بعینہ وہی روپے کسی غریب کو دیدیئے یا دوسرے اپنے پاس سے دیدئے اور آپ کے روپے اسکے پاس موجود ہیں خرچ نہیں کئے بلکہ یہ خیال کیا کہ وہ میں لے لونگا تو زکواۃ ادا ہو جائیگی چاہے وہ اپنے کسی رشتہ دار ماں باپ وغیرہ ہی کو دیدئے البتہ خود نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر یوں کہہ دیا کہ جو چاہے کرو تب خود بھی لے سکتا ہے اور اگر آپ کے دیئے ہوئے روپیہ خرچ کر ڈالے اور پھر اپنے پاس سے غریب

کو دیدئے تو زکواۃ ادا نہیں ہوئی ۔ اسی طرح اگر آپ کے روپیہ اس کے پاس موجود ہے اور دوسرے روپیہ اپنے پاس سے دیدئے اور دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ اسکے روپیہ میں لے لونگا تب بھی زکواۃ ادا نہ ہوگی ۔ اب وہ روپیہ پھر زکواۃ میں دیئے جائیں ۔

س : کوئی شخص بلا اجازت کسی کی طرف سے زکواۃ ادا کردے تو زکواۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں ؟

ج : اگر اس شخص نے اجازت دیدی کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ ادا کردینا کہ اس نے اس کی طرف سے زکوٰۃ دی تب تو ادا ہوگئی اور جتنا زکوٰۃ میں دیا ہے اب اس سے لے لیوے اور اگر تمہاری بلا اجازت زکوٰۃ تمہاری طرف سے دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی حتی کہ تم منظور بھی کرلو تب بھی درست نہیں اور نہ اس کو تم سے اس رقم کے وصول کرنے کا حق ہے ۔

س : نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں اور نوٹوں سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں ؟

ج : نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہے مگر نوٹ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی ۔

﴿ نوٹ ﴾ لیکن اس وقت اہل فتاوی کا موقف یہ ہے کہ نوٹ بذات خود مال ہے ، لہذا نوٹ سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے ۔ (عبدالواحد عفی عنہ)

س : یہ کیا بات کہ نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہے مگر نوٹ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی ؟

ج : چونکہ نوٹ خود کوئی مال نہیں بلکہ یہ ایک قسم کی رسید حوالہ ہے جو کہ قرضہ ہے اور وہ قرضہ بلا وصول کئے زکوٰۃ کی نیت سے اسی پر چھوڑ دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور زکوٰۃ میں زکوٰۃ ادا کرنے کے وقت مالک کا بنانا ضروری ہے اور نوٹ دینے کی صورت میں وہ اصل قرضہ کا مالک نہیں ہوتا لہذا اسی طرح یہاں بھی نوٹ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ، البتہ ان نوٹوں سے غلہ ، کپڑا ، جوتا استعمال کی چیز خرید کر ادا کریں تو ادا ہوجائے گی اور یا اس سے جس کو زکوٰۃ میں نوٹ دے رہے ہیں یہ کہہ دیں کہ ان نوٹوں سے اپنے استعمال کی چیز خرید لینا اور وہ خرید بھی لے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اور اگر کوئی چیز نہ خریدی اور ضائع ہوگئے یعنی استعمال میں نہ آسکے اور دینے والے کو معلوم ہوجائے تو پھر ادا کرنی ہوگی ، چونکہ قرضہ پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ، لہذا نوٹوں پر (جو کہ قرضہ ہے گورمنٹ پر) زکوٰۃ واجب ہوگی ۔

پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

س : کیا ہر قسم کی زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے اور کیا اس کا نام بھی زکوٰۃ ہے یا کچھ اور؟

ج : ہر قسم کی زمین پر واجب نہیں ہے بلکہ اس زمین پر ہے جو عشری ہو اور زمین کی پیداوار پر جو واجب ہوتا ہے اس کو عشر اور اس زمین کو عشری کہتے ہیں۔

س : زمین عشری کی ذرا تفصیل کیجئے کہ کونسی زمین کو عشری زمین کہتے ہیں؟

ج : کوئی ملک یا شہر کافروں کے قبضہ میں ہو اور وہ لوگ وہاں رہتے سہتے ہوں، پھر مسلمان وہاں چڑھ آئیں اور لڑ کر وہ ملک یا شہر فتح کرلیں اور وہاں اسلام پھیلا دیں اور اس شہر کی یا ملک کی تمام زمین مسلمان حکمرانوں نے مسلمانوں پر تقسیم کردی تو ایسی زمین کو زمین عشری کہتے ہیں یا بلا لڑے ہوئے اس شہر کے سب لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے تب بھی اس شہر کی سب زمین عشری کہلائے گی، ملک عرب کی سب زمین عشری ہے، اگر کسی کے باپ دادا سے ہی زمین عشری چلی آئی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی ہو جس کے پاس اسی طرح چلی آئی ہو تو ایسے زمین کی پیداوار سے زکوٰۃ یعنی عشر دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کھیت میں صرف بارش کے پانی سے پیداوار ہو جائے یا ندی دریا کے کنارے ترائی میں بے سینچے پیداوار ہوگئی تو اس پیداوار میں سے دسواں حصہ نکالنا چاہئے، مثلاً ایسی زمین سے سو (۱۰۰) من پیداوار ہو تو دس من اور دس سیر میں ایک سیر حصہ خیرات کردے اور اگر اس زمین کو کسی اور طرح سینچا ہے مثلاً کنوئیں کے پانی سے یا رہٹ چلا کر یا بمبو نکے پانی سے آب پاشی ادا کر کے سینچا ہے تو اس میں جو کچھ پیدا ہوا سکا بیسواں حصہ خیرات کرنا واجب ہے مثلاً سو من میں سے پانچ من دس سیر میں سے آدھ سیر۔

س : کتنی پیداوار میں دسواں یا بیسواں حصہ خیرات کرنا واجب ہے؟

ج : اس کی کوئی قید نہیں جس قدر بھی پیداوار ہو کم و زیادہ میں فرق نہیں۔

س : کیا ہر قسم کی پیداوار میں صدقہ واجب ہے؟

ج : جی ہاں، خواہ دانہ کی قسم سے ہو، جیسے گیہوں، جو، چنا، مٹر، مکا وغیرہ خواہ ترکاری کی

قسم سے ہو جیسے پالک، میتھی، لوکی وغیرہ، ترکاریاں خواہ میوہ جات کی قسم سے ہو انگور، انار، سیب وغیرہ البتہ گھر میں کوئی درخت یا ترکاری وغیرہ کی قسم سے بو یا جائے تو اس کے پھل پیداوار میں صدقہ واجب نہیں ہے۔

س : اگر کافر زمین عشری کو کسی مسلمان سے خریدے یا کوئی مسلمان اس کافر سے خریدے یا کسی اور طرح سے ہبہ وغیرہ کے ذریعہ سے وہ زمین کافر سے مسلمان کو مل جائے کیا تب بھی عشر ہی واجب ہے؟

ج : عشری زمین کو کافر مسلمان سے خریدے، یا مسلمان اس کافر سے خریدے، یا کسی اور طرح سے اس کو مل جائے تو پھر عشر واجب نہیں ہوتا۔

س : یہ عشر مالک زمین پر ہے یا پیداوار کے مالک پر؟

ج : اس میں اختلاف ہے، صحیح تو یہ ہے کہ پیداوار کے مالک کے ذمہ ہے، لہذا کھیت اگر ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تب تو کاشت پر واجب ہے، اور اگر کھیت بٹائی پر ہے تو زمیندار اور کسان دونوں کے ذمہ اپنے اپنے حصہ کا واجب ہے۔

کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اور کن کو نہیں

س : زکوٰۃ کیسے شخص کو دینا جائز ہے؟

ج : ایسے مسلمان کو جو کہ صاحب نصاب نہ ہو یعنی اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا نہ ہو، اور نہ اتنی قیمت کا سوداگری کا مال، اور نہ اتنی قیمت کا اپنی ضرورت سے زائد دوسری قسم کا مال ہو، اس کو بلا کسی عوض کے مالک بنا کر زکوٰۃ دینا درست ہے، کافر کو زکوٰۃ، صدقہ فطر، نذر، کفارہ، عشر کی رقم دینا درست نہیں باقی خیرات دینا درست ہے۔

س : ضرورت کے سامان ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ج : جو سامان اسباب اکثر کام میں آتا ہے جیسے اپنی گھر پہننے کے کپڑے، نوکر چاکر گھر کی گرہستی، پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ کے موافق پڑھنے کی کتابیں، دس، پانچ گھر کا ہونا جو کہ کرایہ پر چلتے ہیں جن کی آمدنی سے اپنی گذر ہوتی ہے، یا ایک آدھ گاؤں کہ جس کی آمدنی

سے گذر اوقات بھی نہیں ہوتی، یا ہزار، بارہ سو روپیہ موجود ہے مگر اتنے ہی یا اس سے زیادہ کا قرضہ بھی ہے یا قرضہ کم ہے مگر قرضہ ادا کر کے اتنی رقم نہیں بچتی کہ جس میں زکوٰۃ واجب ہو ان کو اسباب ضروری کہا جاتا ہے، بخلاف دیگ، لگن، شامیانے وغیرہ کہ گھر میں رکھے رہتے ہیں کبھی اتفاقی بیاہ شادی میں کام آجاتے ہیں وہ سامان ضروری میں داخل نہیں لہٰذا ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا چون روپیہ کے برابر ہو تو زکوٰۃ لینا درست نہیں۔

س : اگر ایک شخص مال دار ہے لیکن سفر میں احتیاج پیش آگئی کہ روپیہ پاس نہ رہا گھر تک کا کرایہ بھی نہ رہا کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟

ج : درست ہے۔

س : کیا زکوٰۃ کا پیسہ مسجد و کفن دفن اور مدرسین و مؤذن، اور امام کو تنخواہوں میں دینا درست ہے؟

ج : ان موقعوں میں دینا درست نہیں، حتی کہ میت کا قرضہ بھی زکوٰۃ کے پیسے سے ادا کرنا درست نہیں ہے، زکوٰۃ کیلئے یہ شرط ہے کہ ایسے غریب مسلمان کو دی جائے کہ وہ اس پیسے کا مالک بن سکے اور کسی کام کے عوض نہ دیا جائے۔

س : کیا نابالغ کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے؟

ج : اگر نابالغ کا باپ مال دار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر باپ مالدار نہ ہو تو ماں مالدار ہو تو نابالغ بچہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

س : اولاد فاطمہ اولاد حضرت علیؓ جو کہ حضرت فاطمہؓ سے ہوں اور برادر چچازاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟

ج : اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولادِ حضرت علیؓ جو کہ حضرت فاطمہؓ سے ہوں اور برادر چچازاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور نہ صدقات واجبہ، جیسے نذر، کفّارہ، عشر، صدقہ فطر، ان کے علاوہ ہر قسم کے صدقہ نفلی یونہی اللہ واسطے دینا درست ہے۔

س : کیا نوکر، ماما، دائی، خدمتگار وغیرہ کو صدقہ واجبہ کا پیسہ دینا درست ہے؟

ج : درست ہے لیکن تنخواہ میں نہ لگائے، بلا تنخواہ یونہی بطور انعام کے دیا جائے اور دل

میں زکوٰۃ دینے کی نیت کرلی جائے۔

س : ایسا قاعدہ بتاؤ کہ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ کس کو زکوٰۃ دینا درست ہے کس کو نہیں؟

ج : اپنے اصول جیسے ماں، باپ، دادا، سگر دادا وغیرہ، اسی طرح نانا، نانی، پرنانا، سگر نانا وغیرہ اور اپنی فروع یعنی اولاد در اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتی، نواسی، درنواسی، وغیرہ اور شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو اور غلام سیدوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، ان کے علاوہ سب غریب مسلمانوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے، خواہ وہ بہن، بھائی، پھوپھی، چچی، ساس، سسر، سالی، بھانجی، خالہ، سوتیلا باپ، سوتیلی ماں وغیرہ کوئی ہو۔

س : عورت کہ جس کا مہر بمقدار نصاب شوہر پر چاہئے کیا اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟

ج : اگر خاوند غریب ہو ادا نہیں کرسکتا یا امیر ہے دیتا نہیں، یا مہر معاف کر دیا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا درست ہے، اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگے گی تب دیدیگا انکار نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔

س : جن کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اگر غلطی سے ان کو زکوٰۃ دیدی جائے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

ج : اگر وہ شخص کافر نہ ہو تو ادا ہو جائے گی، مثلاً کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ سید ہے، یا مالدار ہے، یا اندھیرے میں کسی کو زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں ہے، یا باپ، یا لڑکی، یا ایسا رشتہ دار نکلا کہ جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، مگر ان کو جب معلوم ہو جائے کہ یہ پیسہ زکوٰۃ کا ہے اور میں زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہوں تو واپس کردے، اگر وہ شخص کافر نکلے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اس سے لے لے اگر وہ نہ دے تو پھر کسی مستحق کو ادا کرے۔

س : کوئی آدمی ہے اور اس کا غریب یا مالدار اور سید وغیرہ ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو کیا اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟

ج : ایسے شبہ کی حالت میں پیسہ نہ دینا چاہئے، اگر بلا تحقیق دیدیا تو دل اگر اس کے غریب ہونے کی طرف زیادہ جائے تب تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، پھر سے دوبارہ نہ دے اور اگر دل یہ کہے

کہ یہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی پھر ادا کی جائے۔

س : سب سے زیادہ زکوٰۃ کے کون لوگ مستحق ہیں؟

ج : سب سے زیادہ اپنے رشتہ دار ہیں مگر ان سے یہ ظاہر نہ کرو کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے تا کہ ان کو عار نہ آئے، برا نہ مانے،، ان کے بعد دوسرے لوگ ہیں اور مدارس دینیہ ہیں، کیونکہ مدارس دینیہ میں صدقات، زکوٰۃ، فطر، چرم قربانی وغیرہ کی رقم دینے کا بہت ثواب ہے، اول غریب ہونے کا، دوسرے مسافر ہونے کا، سوم مہمان رسول اللہ ﷺ ہونے کا، چہارم طالب علم ہونے کا جہاں تک ہو سکے ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں نہ پہنچے یہ مکروہ ہے، اپنی ہی بستی کے مدارس غرباء پر تقسیم کی جائے، ہاں دوسرے شہر کے لوگ زیادہ محتاج ہوں یا اپنے رشتہ دار دوسری جگہ رہتے ہوں تو بھیجنا درست ہے، مکروہ نہیں۔

صدقہ فطر کا بیان

س : صدقہ فطر کسے کہتے ہیں؟

ج : رمضان شریف کے بعد عید کے دن عید کی نماز سے پہلے جو ایک خاص مقدار میں ہر شخص صاحب نصاب غریب کو خیرات کرتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔

س : صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

ج : ہر مسلمان مالدار، بالغ و نابالغ، مرد و عورت پر صدقہ فطر واجب ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

س : مالدار ہونے سے کیا مطلب ہے؟

ج : مالدار ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جتنی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہے اتنا مال ہو اپنی ضرورت اور قرضہ سے زائد بچا ہوا ہو، یا اتنی قیمت کا مال و اسباب ہو، رہنے کے علاوہ دوسرا مکان موجود ہو خواہ وہ مال و اسباب سوداگری کا ہو یا نہ ہو، اس پر سال گذر چکا ہو یا نہ گذر چکا ہو بلکہ عید کے دن صبح صادق سے پہلے ہی اتنا مال مل جائے میراث یا ہبہ وغیرہ میں تب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

س : صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

ج : عید کے دن صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، اگر کوئی صبح صادق سے پہلے مرگیا اس پر واجب نہیں، اسی طرح جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوگیا یا صبح صادق کے بعد کوئی کافر مسلمان ہوگیا تو ان پر صدقہ فطر واجب نہیں۔

س : صدقہ فطر کس وقت ادا کرنا چاہئے؟

ج : مستحب اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کریں تاکہ بیچارے غریب لوگ بھی اس کے ذریعہ سے اپنے گھر میں کھانے پکانے کا سامان کرلیں اور اپنے بچوں کو خوش کرسکیں اور اگر بعد عید یا رمضان شریف میں ادا کردیں تب بھی ادا ہوجائے گا، اگر عید سے پہلے ادا نہ کیا ہو تو یہ نہیں کہ معاف ہوگیا بلکہ کسی دن ادا کرنا ضروری ہے۔

س : صدقہ فطر اپنی ہی طرف سے واجب ہے یا دوسرے کی طرف سے بھی مثلاً ماں، باپ، اولاد، بیوی کی طرف سے بھی؟

ج : صرف اپنی ہی طرف سے واجب ہے، ماں، باپ، میاں، بیوی کی طرف سے واجب نہیں، البتہ مرد پر نابالغ اولاد کا بھی واجب ہے لیکن اگر وہ نابالغ اولاد مالدار ہے تو پھر ماں، باپ کے ذمہ نہیں، بلکہ ان کی مال میں سے دیدیوے، اور بالغ اولاد کی طرف سے واجب نہیں، اگر کسی کا لڑکا مجنون ہو تو اس کی اجازت سے دیدے اگر بچہ عید کے دن صبح صادق کے بعد پیدا ہو تو اس کی طرف سے فطرہ واجب نہیں۔

س : صدقہ فطر کس قدر واجب ہے؟

ج : گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ستو پونے دو سیر ہے، مگر احتیاطاً دو سیر دیدیا جائے اور جو اور جو کا آٹا یا ستو اس کا دگنا دیا جائے اور چنے اور جوار دی جائے تو اس قدر دی جائے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا جو کے برابر ہوجائے جو کہ بیان کی گئی ہے اور سب سے اچھا یہ ہے کہ اس وقت جو نرخ گیہوں کا یا جو کا ہو اس بھاؤ سے اتنے وزن گیہوں یا جو کی قیمت دیجائے۔

س : صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دیا جائے یا تھوڑا تھوڑا کئی فقیروں کو دیا جائے؟

ج : سب طرح جائز ہے خواہ ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی آدمی کو دیا جائے، یا

چند فقیروں کو یا کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک فقیر کو دیا جائے یا چند فقیروں کا دیا جائے، لیکن چند آدمیوں کا صدقہ فطر ملا کر اتنا فقیر کو نہ دیا جائے کہ وہ زکوٰۃ کے نصاب کی مقدار پہنچ جائے کیونکہ اتنا دینا مکروہ ہے۔

قربانی کا بیان

قربانی کا بہت بڑا ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قربانی کے دونوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے"۔

تو خوب خوش دل کھول کر قربانی کیا کرو، اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ "قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے" بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گنے جاسکے، اگر اللہ تعالیٰ نے امیر اور مالدار بنایا ہے تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے وہاں ان رشتہ داروں کیلئے بھی کرے جو انتقال کر گئے ہیں جیسے ماں، باپ وغیرہ کہ ان کے روح کو بھی اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے اور حضور ﷺ کی طرف سے، آپ کی بیویوں کی طرف سے اور اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے بھی کردے، اور نہیں تو کم از کم اپنی طرف سے قربانی ضرور کرے، کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا اور گناہ الگ رہا۔

قربانی کے احکام

س : قربانی کس پر فرض ہے؟

ج : جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی فرض ہے، اس کے کرنے میں بہت بڑا ثواب ہے، اسلئے مسافر شرعی اور جس پر فرض بھی نہ ہو اگر وہ بھی قربانی کرے تو بیحد ثواب پاوے، ہاں اگر مسافر قربانی کے دنوں میں سے کسی دن اپنے گھر لوٹ آیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ

جس پر قربانی فرض ہوتی ہے تو تیسرے دن قربانی کرنا ہوگی۔

س : قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

ج : بقرعید دسویں تاریخ کو نماز کے بعد سے لیکر بارہویں تاریخ تک سورج غروب ہونے سے پہلے بھی کرلینا درست ہے، اسی طرح اگر شہر اور قصبہ کے رہنے والے شخص نے اپنی قربانی کا جانور گاؤں میں بھیج دیا تھا تو اب اس کی قربانی نماز سے پہلے کرنا درست ہے، بعد ذبح گوشت منگوالے اور کھائے۔

س : کیا قربانی اپنے ہاتھ سے کرنے، اور کیا ذبح کے وقت کسی دعا کا پڑھنا ضروری ہے؟

ج : نہ اپنے ہاتھ سے کرنا ضروری اور نہ کسی دعا کا پڑھنا ضروری ہے، ہاں اگر خود ذبح کرنا آتا ہو اور دعا یاد ہو تو خود ذبح کرنا اور دعا پڑھ لینا اچھا ہے صرف دل میں قربانی کا یہ خیال کرلینا کافی ہے کہ میں قربانی کرتا ہوں البتہ ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا ضروری ہے اگر قصداً یہ نہ پڑھے جب کہ یاد بھی ہو تو قربانی درست نہ ہوگی، ہاں ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا بھول گیا تو قربانی صحیح ہے۔

س : ذبح کی وقت کی دعا کیا ہے؟

ج : یہ دعا ہے: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ ☆

س : قربانی اپنی ہی طرف سے فرض ہے یا بیوی بچوں کی طرف سے؟

ج : قربانی صرف اپنی ہی طرف سے فرض ہے، نہ بیوی کی طرف سے نہ اولاد کی طرف سے بلکہ نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی قربانی اس کی طرف سے فرض نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ

اسکے مال میں سے اگر کرے گا تو نفل ہو گی، مگر اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے ورنہ گناہ گار اور اتنے مال کا ضامن ہو گا۔

س : جس پر قربانی واجب نہیں اگر اس نے جانور قربانی کا خرید لیا تو کیا قربانی اس پر واجب ہو جائے گی؟

ج : جی ہاں! اب واجب ہو جائے گی، اگر وہ جانور گم ہو گیا تو اب دوسرا جانور خریدنا واجب نہیں اگر خرید لیا تو قربانی واجب ہو جائے گی پھر اگر پہلا بھی مل گیا تو دونوں کی قربانی واجب ہو جائیگی، البتہ اگر وہ امیر ہے تو صرف ایک کی واجب ہو گی، لہٰذا اگر امیر آدمی کا جانور گم ہو گیا یا مر گیا یا کوئی عیب ایسا پیدا ہو گیا کہ قربانی درست نہیں ہوتی تو امیر آدمی کو دوسرا جانور خریدنا واجب ہے۔

س : یہ عجیب بات ہے کہ غریب جتنے جانور قربانی کی نیت سے خریدے تو اتنی ہی واجب ہونگی اور امیر پر ایک ہی واجب ہو گی، اس کی کیا وجہ ہے؟

ج : اس تعجب پر مجھے تعجب ہے کہ یہ تعجب ہی کیوں ہوا، سیدھی بات ہے کہ غریب پر من جانب اللہ واجب نہ تھی اس نے قربانی کی نیت کر کے اپنے اوپر خود واجب کر لی، پھر دوسری خریدی قربانی کی نیت سے وہ بھی واجب ہو گی، جیسے نفل نماز کی نیت باندھنے سے واجب ہو جاتی ہے فاسد کرنے سے پھر ادا کرنا لازم ہوتی ہے، بخلاف اس شخص کے جس پر پہلے ہی سے واجب ہے لہٰذا اس پر وہ ایک ہی واجب رہے گی اور یہ کرم خداوندی کس قدر ہے کہ امیر کے ذمہ گم ہو جانے پر دوسرا خریدنا لازم اور غریب کو دوسرا خریدنا لازم نہیں اس نے خود ہی دوسری خرید کر لازم کر لی پھر تعجب کی کیا بات ہے، شریعت میں کہیں تنگی نہیں جو کچھ تنگی معلوم ہوتی ہے یہ اپنے جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔

س : قربانی کرنے کیلئے کسی نے جانور خریدا، اور خریدنے کے وقت شریک کرنے نہ کرنے کی کچھ نیت نہ تھی اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس جانور میں شریک کر لیا تو کیا قربانی درست ہو جائے گی؟

ج : اگر خریدتے وقت شریک کرنے کی نیت ہو تب تو شریک کرنا درست ہے خواہ

شریک کرنے والا غریب ہو یا امیر، اور اگر خریدتے وقت شریک کرنے کی نیت نہ تھی بلکہ پورا جانور خود ہی کرنے کا ارادہ تھا تو اگر وہ غریب ہے کہ جس پر قربانی واجب نہ تھی اسے تو شریک کرنا درست نہیں اور اگر وہ امیر ہے کہ جس پر قربانی واجب ہے اسے دوسرے کو شریک کرلینا درست ہے مگر بہتر نہیں۔

س : قربانی کن کن جانوروں کی کرنا درست ہے؟

ج : بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھنسا، اونٹ، اونٹنی، ان جانوروں کی قربانی کرنا درست ہے، اور جانوروں کی درست نہیں۔

س : کیا ان سب جانوروں میں ایک ہی حصہ درست ہوتا ہے یا کئی شخص بھی شریک ہوسکتے ہیں؟

ج : اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا میں سات حصے تک درست ہیں، اگر سات آدمی اپنا اپنا حصہ لیکران جانوروں یعنی گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ میں شریک ہوجائیں تو درست ہے مگر سب کی نیت قربانی کی ہو گوشت کھانے کی نیت نہ ہو اور نہ کسی کا حصہ پورے ایک حصہ سے کم ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو یا آٹھ حصے ہوجائیں اور یا نیت کسی ایک کی گوشت کانے کی ہو تو پھر کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتواں حصہ کم ہے۔

س : قربانی کے جانور کی عمر کیا ہونی چاہئے؟

ج : اونٹ پانچ برس کا، بکری، بکرا سال بھر کا، گائے، بھینس دو برس کی، البتہ دنبہ، بھیڑ اتنا فربہ ہو کہ ایک سال کے بھیڑ، دنبوں میں چھوڑ دیں تو سال بھر کا معلوم ہو تو ایسے بھیڑ، دنبہ چھ ماہ کے عمر کی بھی قربانی درست ہے، مگر بکرا، بکری پورے ایک سال کے ہی ہوں، اس سے بالکل کم نہ ہوں خواہ کیسے ہی فربہ ہوں۔

س : قربانی کے جانور میں اگر کسی جگہ عیب ہو تو کیا اس کی قربانی درست ہے؟

ج : جو جانور راندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا زائد روشنی جاتی رہی ہو یا جس کے کان بالکل نہ ہوں پیدائش ہی سے یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زائد یا دوم تہائی یا تہائی سے زائد

کٹ گئی، یا جس کے بالکل دانت نہ ہوں یا زائد گر گئے ہوں، یا جس کے سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں گودا نظر آتا ہے یا اتنا لنگڑا کہ تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں زمین پر رکھا ہی نہیں جاتا یا رکھا جاتا ہے مگر چل نہیں سکتا، یا اتنا دبلا ہے کہ ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں، ہاں اگر ایسا لنگڑا ہو کہ چلتے وقت لنگ والا پاؤں زمین پر رکھ کر چلتا ہو اور صرف کچھ کمزور ہو بالکل بے گودا نہ ہو، یا دانت زیادہ موجود ہوں تھوڑے گر گئے ہوں یا پیدائشی کان چھوٹے چھوٹے ہوں یا پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں، یا تھے تو مگر ٹوٹ گئے ہوں، البتہ بالکل جڑ سے نہیں ٹوٹے تو ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے، اسی طرح خصی بکرے، مینڈھے کی قربانی بھی جائز ہے بلکہ خصی کی اولیٰ ہے۔

س : قربانی کا جانور خریدنے کے بعد ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جس سے قربانی درست نہیں تو کیا اس کی قربانی درست ہے؟

ج : اگر وہ شخص امیر ہے کہ جس پر قربانی واجب ہے تب تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، اگر وہ غریب ہے کہ جس پر قربانی واجب نہ تھی تو اسے درست ہے کہ اسی کی قربانی کردے، دوسرے جانور کو خرید کر قربانی کرنا لازم نہیں۔

س : قربانی کے جانور کے سات حصے لئے گئے کیا ان کو وزن سے تقسیم کیا جائے یا اٹکل سے بھی درست ہے؟

ج : اگر تقسیم نہ کریں بلکہ یکجائی احباب فقراء کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھلانا چاہیں تو درست ہے، اور اگر شریک اس میں سے حصہ کرنا چاہیں تو پھر اٹکل سے تقسیم کرنا درست نہیں ہے سب کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کرنا چاہئے، اگر کسی طرف زائد ہو جائے گا تو سود کا گناہ ہوگا، اور جس طرف زائد ہو گیا ہو اس کا کھانا بھی درست نہیں، البتہ ایک طرف سری پائے یا کھال ملالی تو اگر اس طرف گوشت کم ہو تو درست ہے ہاں جس طرف گوشت زیادہ ہو اس طرف سری پائے ملائے تو یہ بھی سود ہوا اور گناہ ہوگا۔

س : قربانی کا گوشت کیا کرنا چاہئے؟

ج : قربانی کا گوشت خود کھائے، اپنے رشتہ داروں کو دیوے، اور فقراء محتاجوں کو

خیرات کرے، اور اگر سب خود ہی کھالیا جائے تو یہ بھی درست ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لئے، ایک رشتہ داروں میں بھیجنے کیلئے، ایک فقیراء غریبوں کیلئے، جن کے یہاں قربانی نہ ہو ان کے یہاں بھیجنا زیادہ مناسب ہے، اور گوشت یا چربی یا چھچھڑے قصائی کی مزدوری میں نہ دے، بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

س : قربانی کے کھال کا کیا جائے؟

ج : اگر کھال کو بلا بیچے ہوئے یونہی اپنے کام میں لائے جیسے چڑس، چھلنی، مشک، ڈول، جائے نماز بنوالی تو درست ہے، مگر جب بیچ دی تو پھر اس کے دام خیرات کرنا لازم ہے کسی غریب کو دیدیں، مسجد یا کفن یا کنویں وغیرہ کسی ایسی جگہ خرچ کرنا درست نہیں ہے، نہ کسی کی مزدوری اور تنخواہ میں دینا درست ہے، ہاں مدرسوں میں دے دی جائے اور اہل مدارس قاعدے کے موافق تملیک کرلیں، تب جس جگہ صرف کریں درست ہے یا طلباء پر کھانے کپڑے وغیرہ میں صرف کریں، رسی، جھول قربانی کے جانور کے جو ساتھ آتی ہے سب خیرات کردینا چاہیئے۔

س : اگر کسی نے اپنے کام ہوجانے پر قربانی کرنے کی نیت کی، تو کیا کام پورا ہوجانے پر اس کا پورا کرنا واجب ہے؟

ج : جو شخص قربانی کرنے کی منت مانے اور کام پورا ہوجائے تو اس قربانی کا کرنا واجب ہوجائے گا، خواہ وہ مالدار ہو یا نہ ہو، اور منت کی قربانی کا سب گوشت خیرات کرنا واجب ہے نہ خود کھائے نہ امیروں کو دے، جتنا خود کھائے گا یا امیروں کو دے گا تو اتنا پھر خیرات کرنا ہوگا، دوسری بات یہ ہے کہ قربانی ہی کے دنوں میں کرے ہاں اگر ذبح کرنا مراد ہو تو جب چاہے ذبح کردے قربانی کے دنوں میں ذبح کرنے کی قید نہیں ہوگی۔

س : مردے کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج : اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کیلئے قربانی کی جائے تو درست ہے اور اس کے گوشت کا خود کھانا یا تقسیم کرنا بھی سب درست ہے، مثل اپنی قربانی کے لیکن اگر کوئی وصیت کرکے مرا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کردی جائے اور اسکی وصیت کی بناء پر اس کے مال میں سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت خیرات کردینا واجب ہے، اور

اگر وصیت کی بناء پر قربانی کی مگر اپنے روپیہ سے کی تو پھر خیرات کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کا حکم مثل اپنے قربانی کے ہے ہاں ثواب میت کو ملے گا۔

س : اگر کسی کی طرف سے اس کی بلا اجازت قربانی کر دی جائے تو کیا درست ہے؟

ج : بلا اجازت قربانی کا کرنا درست نہیں یہ قربانی درست نہ ہوگی اور اگر کسی جانور میں کسی کا حصہ بلا اجازت لے لیا تو اور حصہ داروں کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

س : اگر کوئی جانور گابھن نکل آئے تو کیا کیا جائے؟

ج : قربانی اس کی درست ہے اور اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دیں یہ نہیں کہ دوسرے سال قربانی کریں، لیکن بجائے اس گابھن کے اور دوسری لے لیں تو اچھا ہے مگر اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ جو جانور دوسرا لیا جائے وہ اگر قیمت میں اس سے کم ہو تو یقیناً اتنے دام خیرات کرنے ہونگے، مثلاً پہلا دس روپیہ کا تھا دوسرا آٹھ روپیہ کا تو دو روپیہ خیرات کرنا ہونگے اور اگر بدلنے والا غریب ہے تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی گائے دیدے پھر دوسری لے لے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا بلکہ پہلے دوسری لے لی تو اب دونوں کی قربانی اس پر واجب ہو جائے گی اور اگر وہ امیر ہو کہ جس پر قربانی واجب تھی تو خواہ پہلے اپنی دیکر دوسری لے خواہ دوسری لے کر اپنی دے ہر طرح اس پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہے۔

عقیقہ کا بیان

س : عقیقہ کسے کہتے ہیں؟

ج : عقیقہ اسے کہتے ہیں کہ جسکے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو اور ساتویں دن یا جب توفیق ہو جائے تو کوئی بکرا، بکری، دنبہ، مینڈھا ذبح کر دیا جائے اور اس بچے کا نام رکھ دیا جائے، عقیقہ کرنے سے سب الا بلا دور ہو جاتی ہے اور اللہ کے حکم سے آفتوں سے دور رہتا ہے۔

س : کیا لڑکا لڑکی کیلئے ایک ایک بکرا، بکری ہے، اور ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکے تو پھر کب کرے؟

ج : لڑکے کے واسطے دو بھیڑ یا دو بکری، اور لڑکی کیلئے ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے اور

اگر حصہ لیا جائے تو لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لیوے اگر ساتویں دن نہ کر سکے تو ساتویں دن ہو جانے کا خیال کرنا بہتر ہے اور وہ اسطرح ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے مثلاً بدھ کو پیدا ہو تو عقیقہ منگل کو کر دے۔

س : کیا دو بکرے، بکری یا مینڈھا لڑکے کے واسطے کرنا لازم ہے؟

ج : نہیں، وسعت ہو تو دو کر دے نہیں تو ایک کر دے، اور ایک کے بھی وسعت نہ ہو تو قرض لیکر نہ کرنا چاہیے، جب وسعت ہو کر دے نہیں تو نہ کرے۔

س : کیا بچہ کے سر پر استرا رکھنا اور اسی وقت جانور کا ذبح کرنا ضروری ہے؟

ج : توبہ، توبہ یہ فضول رسم ہے، ہر طرح جائز ہے چاہے پہلے ذبح کرے بعد کو سر منڈاوے، یا پہلے سر منڈاوے بعد کو ذبح کرے بلکہ اچھا تو یہ ہے کہ ذبح سے پہلے سر منڈا جائے۔

س : عقیقہ کس جانور کا درست ہے؟

ج : جس جانور کی قربانی درست ہے اسی کا عقیقہ بھی درست ہے اور جس جانور کی قربانی درست نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں۔

س : عقیقہ کا گوشت کیا کرنا چاہیۓ؟

ج : عقیقہ کا گوشت چاہے سب کچا تقسیم کر دیے چاہے پکا کر تقسیم کر دے، چاہے پلاؤ وغیرہ پکا کر کھلائے، دعوت کر دے چاہے خود پکا کر کھائے اور کچھ اعزاء رشتہ داروں وغریبوں میں تقسیم کر دے سب درست ہے، اور ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ دادا، دادی، نانا، نانی کو نہ کھانا چاہیۓ غلط ہے، البتہ اس طرح مستحب ہے کہ ایک ران دائی کو اور سر نائی کو اور ایک حصہ سے تہائی گوشت کچا یا پکا خیرات کر دے اور دو تہائی یعنی دو حصے غریبوں میں تقسیم کر دے، یا ان دو حصوں میں سے چاہے تو خود بھی کھائے اور بہتر ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑی نہ جائیں اور یہ باتیں ضروری نہیں ہیں لہذا اگر ران دائی کو اور سری نائی کو نہ دیں تو نہ کچھ گناہ ہے اور نہ نائی اور دائی کو برا ماننا چاہیۓ، اور کسی کو ان باتوں کے ترک پر طعن نہ کرنا چاہیۓ کیونکہ مستحب کام کے ترک پر کسی کو برا کہنا، طعن کرنا یہ گناہ ہے کیونکہ طعن اور برا سمجھنا تو واجب کے ترک پر ہوتا ہے اور جب ترک مستحب پر طعن کیا تو مستحب کو واجب سمجھنا لازم آیا اور

مستحب کو واجب سمجھنا یہ گناہ ہے، اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ میلاد شریف کرنا ایک مستحب امر ہے، اس کے تارک کو طعن کرنا ہرگز درست نہیں، اگر کرے گا تو اس نے مستحب کو واجب سمجھا اور یہ خود گناہ ہے اور اگر میلاد شریف میں وہ باتیں جو آج کل کی جاتیں ہیں کہ مل کر آواز ملا کر پڑھتے اور گاتے ہیں اور روایات غلط بھی ہوتی ہیں اور عورتوں کی مجلس میں ایسا کرنا تو اور زیادہ برا ہے، تب تو مستحب بھی نہیں رہتا اور اگر کہیں قیام میں حضور اکرم ﷺ روحی فداہ کے تشریف آوری کا عقیدہ ہو تب تو عقیدہ کے فساد سے معصیت ہوتی ہے اور بجائے ثواب کے گناہ ہوتا ہے، قرآن، حدیث وفقہ کی کسی کتاب سے ثابت نہیں، اگر کسی بزرگ کا فعل ہو تو وہ حجت نہیں کیونکہ اگر کشف سے ان کو اس وقت معلوم ہوا ہو تو وہ ان کا ذوق ہے کسی پر حجت نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کو ہمارے محبوب احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی ﷺ حیات شریف میں پسند نہ فرماتے تھے بعد وفات کے کیسے پسند فرمائیں گے اور جو چیز آپ پسند نہ فرماتے ہوں ہم غلاموں کے ذمہ یہی ہے کہ اس کو ہرگز نہ کریں، اگر چہ محبت میں اس کے کرنے کو جی چاہتا ہو، مگر آپ کا اتباع مقدم ہے اور اصل ہے، ورنہ تو اپنے جی چاہی بات کرنا اور حکم کا اتباع نہ کرنا اتباع نفس ہے، نہ اتباع رسول ﷺ یہ عجیب چیز ہے کہ محبت کا دعویٰ اور کام خلاف محبت، حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوتے تھے کہ آپ تشریف لاتے تھے تو ہم کھڑے ہو جاتے تھے تو آپ کو گرانی ہوتی تھی، پیشانی پر شکن پڑھ جاتے تھے آخر کار ہم نے کھڑا ہونا چھوڑ دیا اگر چہ دل چاہتا تھا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ☆ یعنی کہہ دیجئے اے رسول اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھیں گے، حضور ﷺ کی خدمت میں جب ہمارے اعمال پیر و جمعہ کو پیش ہوتے ہوں گے تو ان میں ہمارے یہ عمل بھی آپ کی مرضی کے خلاف پیش ہوتے ہونگے تو کیا کچھ آپ کو گرانی نہ ہوتی ہوگی، آپ کی گرانی تو منظور مگر اس کو ترک کرنا منظور نہیں ایسی محبت کس کام کی کہ محبّ سے محبوب کو تکلیف ہو، علاوہ ازیں یہ تو مشاہدہ ہے کہ میلاد شریف پڑھنے والے جھوم جھوم کر بیان کرتے ہیں، نعت وسلام اور بہت ہی محبت کا اظہار کرتے ہیں، ان کی صورت دیکھئے تو بالکل خلاف محبوب، کہ محبوب کی داڑھی تھی ان کی داڑھی ہی نہیں، محبوب تو نماز پڑھتے تھے اور حکم بھی فرمایا مگر یہ نماز ہی نہیں پڑھتے، جب فرائض میں یہ کوتاہی ہے تو دیگر

عبادات تہجد دیگر نوافل روزے وغیرہ کی کمی کا کیا ٹھکانا، نہ درود شریف کی کثرت، نہ کلمہ شریف کی، نہ استغفار کا ذکر، پس محبت کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کا غلط ہونا ان کے افعال سے ثابت ہے کہ یہ افعال محبوب کے مرضی کے خلاف ہیں، بلکہ محض ایک رسم ہوگئی ہے جس کا ترک کرنا نہایت ضروری ہے۔

حج کا بیان

اسلام کا چوتھا ستون حج ہے، جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذران سے کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے، حج کی بڑی فضیلت آئی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں'' اور جس پر حج فرض ہو اور پھر وہ نہ کرے، اور نہ وصیت ہی کر جائے تو اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، خدا کو اسکی کچھ پروا نہیں۔

اب ہم ذیل میں حج کے احکام و مسائل بیان کرتے ہیں۔

س : حج کرنا کس پر فرض ہے؟

ج : جس شخص عاقل، بالغ، بینا مسلمان کے پاس اپنے ضرورت سے زائد اتنا خرچ ہو کہ مکہ معظمہ سواری پر درمیانی طریقہ سے کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے اور گھر پر اپنی بیوی اور نابالغ اولاد کیلئے لوٹنے تک کھانے پینے کا سامان چھوڑ جائے، راستہ میں امن و امان ہو تب حج فرض ہوتا ہے، نابالغ اور بالغ اندھے پر اور غلام پر حج فرض نہیں ہے۔

س : کیا حج کرنے میں دیر کرنا درست ہے گناہ تو نہ ہوگا؟

ج : جب حج جس پر فرض ہو گیا فوراً اسی سال حج کرنا فرض ہے بلا عذر دیر لگانا درست نہیں اگر موت سے قبل کر لیا تو ادا ہو گیا کیونکہ ادا کرنا تو فرض ہے البتہ دیر کرنے کا گناہ ہوگا اور اس کا کفارہ توبہ ہے۔

س : وہ عذر کیا ہیں جن سے حج کرنے میں دیر کرنا درست ہے؟

ج : بیماری، راستہ امن وامان والا نہ ہونا، کسی دشمن کا اندیشہ ہونا، اور عورت کیلئے عدت میں ہونا اور محرم کا ساتھ نہ ہونا، البتہ مکہ معظّمہ سے اڑتالیس میل سے کم پر رہتی ہو تو بلا محرم بھی جا سکتی ہے، پھر دیر لگانا درست نہیں۔

س : کیا حج عمر میں ایک بار فرض ہے یا کئی بار؟

ج : صرف ایک بار فرض ہے باقی نفل اور ان کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔

س : اگر نابالغ ہونے کے زمانے مین حج کرلیا تو کیا بالغ ہونے کے بعد فرض نہ ہوگا؟

ج : نابالغ ہونے کے زمانے میں حج کیا وہ ثواب نفل کا ملے گا فرض حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

س : کیا نابالغ کیساتھ سفر کرنا درست ہے؟

ج : نابالغ کیساتھ بھی جانا درست نہیں، بلکہ بالغ محرم فاسق، فاجر کہ ماں، بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں اس کے ساتھ بھی سفر درست نہیں، ہاں جب اطمینان کا محرم مل جائے تب عورت کو حج کیلئے جانا لازم ہو جائے گا، اگر شوہر روکے تب بھی اس کہنا نہ مانے شوہر کو روکنا درست نہیں ہے اور جو شخص ساتھ جائے اس کا سارا خرچہ اسی عورت کے ذمہ ہے۔

س : جو محرم شخص کے ساتھ جانے والا اس عورت کو نہ ملے تو کیا اس کے ذمہ سے حج چھوٹ گیا؟

ج : اگر مرتے وقت تک کوئی ایسا محرم نہ ملے یا کسی کو کسی وجہ سے جانا نہ ہو سکا تو مرتے وقت وصیت کر جانا لازم ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا لہٰذا مر جانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال سے جو کہ قرض وکفن دفن کے بعد جو کچھ بچے اس میں سے تہائی مال میں سے حج کرانا واجب ہے، اگر تہائی مال کافی نہ ہو تو بلا سبب وارثوں کے رضامندی کے دوسرے کے مال سے لیکر حج کرانا درست نہیں، اسی طرح نابالغ کے حصے میں سے بھی لینا درست نہیں اگر چہ وہ اجازت بھی دیدے، یہی روزہ داروں کی قضا کی وصیت کا حکم ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی یہی حکم ہے اس کو حج بدل کہتے ہیں کیونکہ یہ شخص اس مستحق کے بدلے حج کو گیا۔

س : حج بدل کیلئے کیسا آدمی ہونا چاہئے؟

ج : مستحب یہ ہے کہ یہ شخص پہلے حج کر چکا ہو اور جسکی طرف سے حج کرایا جارہا ہے اسی کے وطن سے حج شروع کرے البتہ وہ روپے اس کے شہر سے کافی نہ ہوں تو جس جگہ سے کافی ہوجائیں وہاں سے کسی کو تجویز کرلیا جائے، مثلاً جدہ سے ان روپوں میں حج ممکن ہے تو جدہ سے کسی کو تجویز کرلیا جائے، کسی حاجی کو وہ روپے دیدیئے جائیں کہ وہ جدہ سے تجویز کرے۔

س : کیا بغیر وصیت کے حج کرانا درست ہے؟

ج : بلاوصیت اس کے مال میں سے تو درست نہیں ہے البتہ دیگر بالغ ورثاء میراث میں سے بخوشی اجازت دیدیں تو جائز ہے، انشاء اللہ تعالیٰ فرض ادا ہوجائے گا، مگر نابالغ کی اجازت کا اعتبار نہیں۔

س : اگر حج کو جانے والے کے پاس مکہ معظّمہ کا خرچ ہے مدینہ طیبہ کا نہیں ہے تب بھی حج فرض ہے؟

ج : جی ہاں تب بھی فرض ہے یہ خیال لوگوں کا غلط ہے کہ مدینہ طیبہ جانے کا خرچ پاس نہ ہو تو حج فرض نہیں البتہ وہاں کا بھی خرچ پاس ہو تو مدینہ طیبہ جاکر روضہ مبارک کی زیارت کرنا بے حد ثواب رکھتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ مَنْ وَّجَدَ سَعَةً وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ ☆ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی، غیر مقلدوں کا یہ کہنا ہے کہ مدینہ طیبہ نہ جانا چاہئے، یہ غلط ہے اور حدیث شریف میں وَ لَا تَشُدُّوْا الرِّحَالَ اِلَّا ثَلٰثَةَ مَسَاجِدَ ☆ کو دلیل میں لانا درست نہیں، اس حدیث شریف میں تو صرف یہ بتلایا گیا ہے کہ سوائے تین مسجدوں کے اور مسجد کسی مسجد کیلئے سفر کرنا درست نہیں اور وہ تین مساجد یہ ہیں (۱) بیت المقدس (۲) بیت اللہ (۳) مسجد نبوی اور اگر یہ حدیث اپنے عموم پر ہے تو غیر مقلدوں کو چاہئے کہ کہیں کا سفر نہ کریں بلکہ اس کے اندر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم فرمائی ہے کہ لوگ دوسری مسجدوں کی طرف زیادہ ثواب سمجھ کر سفر کرتے ہیں یہ درست نہیں مسجد مسجد سب برابر ہیں تین مسجدوں میں زیادہ ثواب ہے خانہ کعبہ میں ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ رکعت کے برابر اور بیت

المقدس میں پچیس ہزار کے برابر اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار کے برابر، باقی سب یکساں ہیں کہ جس طرح لوگ سفر آخری جمعہ رمضان المبارک میں آگرہ دہلی چل دیتے ہیں یہ درست نہیں۔

س : کیا عورت احرام کی حالت میں منہ وغیرہ ڈھانک سکتی ہے؟

ج : احرام کی حالت میں منہ ڈھانکنا اس طرح کہ منہ کو کپڑا لگے درست نہیں، اس طرح ڈھانکے کہ چہرے سے کپڑا الگ رہے اس کیلئے مکہ معظّمہ میں ایک جالی دار پنکھا بکتا ہے اس کو چہرے پر باندھ لیا جائے اور آنکھوں کے سامنے خالی رہے برقعہ اس پر پڑا رہے یہ درست ہے۔

س : احرام کسے ہتے ہیں؟

ج : ہر ہر ملک والوں کیلئے ایک ایک جگہ مقرر ہے وہاں پہنچ کر غسل کر کے ایک نیا یا دھلا ہوا تہ بند اور ایک چادر پہن لیتے ہیں اور دو رکعت پڑھ لیتے ہیں اور یہ پڑھتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ☆ پھر تکبیر پڑھتے ہیں اس کو حرام باندھنا کہتے ہیں احرام کے بعد چونکہ بہت سی باتیں جیسے شکار جماع وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں اس لئے اس کا نام احرام ہے اور احرام باندھنے والے کو محرم کہتے ہیں، نئے کپڑے کا احرام افضل ہے۔

س : تلبیہ کیا ہے؟

ج : تلبیہ یہ ہے، لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ط لَاشَرِیْکَ لَکَ☆

س : وہ مقامات کیا ہیں جہاں احرام باندھتے ہیں؟

ج : مدینہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ، عراق والوں کیلئے ذات عرق، شام والوں کیلئے جحفہ، بغداد والوں کیلئے قرن، یمن والوں کیلئے یَلَمْلَم، ہندوستان و پاکستان والوں کیلئے یَلَمْلَم ہے، اگر ان جگہوں کے پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لیں یہ بھی درست ہے اور ان کے بعد میں بھی باندھ لیں تو یہ ناجائز تو نہیں مگر ایسا کریں گے تو ان کے ذمہ دم ہے یعنی ایک بکری خرید کر ذبح کرے۔

تنبیہ: چونکہ حج کے مسائل بدون حج کئے ہوئے سمجھ میں نہیں آتے اور نہ یاد رہ سکتے ہیں اور معلم لوگ وہاں بتاتے ہیں اس لئے زیادہ لکھنا ضروری نہ سمجھا، عمرے کا طریقہ بھی وہاں معلوم ہو جاتا ہے، البتہ آسانی کیلئے مختصر بات کل چیزیں جو حج میں حرام باندھنے سے لیکر حج سے

فارغ ہونے تک کی جاتی ہیں اس کو سہل سہل لفظوں میں ہم لکھ دیتے ہیں اس کو خیال میں رکھیں بس کافی ہے غور سے پڑھیے جب میقات پر پہنچے تو وضو یا غسل کریں اور احرام باندھیں یعنی تہبند باندھیں اور چادر اوڑھ لیں دو نفل پڑھ لیں اور نیت کرلیں اس طرح اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ☆ اے اللہ میں ارادہ حج کا کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور میری جانب سے قبول فرمالیجئے، اور تلبیہ پڑھیں اس طرح لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ط لَاشَرِیْکَ لَکَ ☆ اور تلبیہ کے وقت حج کی نیت کرلی جائے، اب اس طرح کر لینے سے احرام بندھ گیا اور یہ شخص محرم ہوگیا اور احرام باندھ لینے کے بعد تلبیہ ہر نماز کے بعد پڑھتا رہے اور جب کہیں اوپر کی طرف چڑھنا یا کہیں نیچے کی طرف اترنا ہو تو تلبیہ پڑھے سواروں سے جہاں کہیں ملاقات ہو تلبیہ پڑھے صبح صادق کو تلبیہ پڑھے جب کہ مکہ معظّمہ میں داخل ہو تو پہلے مسجد حرام میں جائے اور اللہ اکبر پڑھے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پھر حجر اسود کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور حجر اسود کو بوسہ دے اس طرح کہ اپنے دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھے اور منہ سے اس کو چومے اور چومنے میں آواز نہ ہو اگر اژدھام کی وجہ سے لوگوں کو ایذا ہو چوم نہ سکے تو کسی شئی کو مثل بید وغیرہ کے اس کو چھوادے اور اس شئی کو بوسہ دے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کی طرف ہاتھ کو کر کے ہاتھ چوم لے اس طرح کہ ہاتھ کندھوں کے مقابل کر کے ہتھیلی حجر اسود کی طرف کر کے اشارہ کرے اس کی طرف اور ہتھیلی چوم لے پھر طواف کرے حطیم کے پیچھے سے خانہ کعبہ کی دروازہ کے متصل سے اپنی دائیں جانب سے سات چکر پہلے تین چکروں میں رمل کرے یعنی ذرا تیزی سے کندھوں کو ہلاتا ہوا چلے اور جب حجر اسود کے مقام پہنچے تو حجر اسود کو بوسہ دے اگر ممکن ہو اور طواف حجر اسود پر ختم ہوتا ہے پھر دو رکعت پڑھے مقام ابراہیم میں یا جہاں کہیں مسجد حرام میں پڑھنا آسان ہو، یہ طواف قدوم کہلایا جاتا ہے اور یہ سنت ہے، پھر صفا کی طرف جائے اور اس پر کھڑا ہو کر منہ خانہ کعبہ کی طرف کر کے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے درود شریف پڑھے دعا مانگے اپنی ضرورت کی، پھر مروہ کی طرف تیزی کیساتھ جائے اور مروہ پر پہنچ کر اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کیا تھا، یعنی تکبیر، تہلیل، درود شریف اور دعا اس طرح سات چکر صفا اور مروہ کے درمیان لگائے، مروہ پر چکر ساتواں ختم

ہو جائے گا، اسی کو سعی بین الصفا والمروہ کہتے ہیں اس کے بعد مکہ معظّمہ میں احرام کیساتھ رہے اور جب جی چاہے اور آسانی سمجھے طواف خانہ کعبہ کا کرلیا کرے، پھر ساتویں ذی الحجہ کو امام خطبہ سنائے گا جس کے اندر احکام حج کا بیان ہوگا اور آٹھویں ذوالحجہ کو منیٰ میں جائیں گے رات کو وہاں رہیں گے، نویں ذوالحجہ کو بعد نماز فجر عرفات میں جائینگے، عرفات پہنچ کر خطبہ سنایا جائے گا پھر بعد زوال ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیروں کیساتھ پڑھ جائے گی اور دونوں تکبیروں کے درمیان کوئی سنت ونفل نہ پڑھے جائے گی اور یہ دونوں نمازیں جمع کرنا اس وقت ہیں کہ جماعت سے ہوں اور امام محرم ہو پھر ادائے صلوٰۃ کیلئے میدان عرفات میں ٹھہرا رہے، عرفات کل کا کل موقف ہے، سوائے بطن عرنہ کے (نام پہاڑی) اور جبل رحمت کے قریب کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر رہے موقف میں اور جب تک موقف میں رہے تحمید وتکبیر وتہلیل وتلبیہ اور درود شریف اور دعا اپنی حاجت کی یہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد پڑھتا رہے، پھر بعد غروب شمس نویں ذی الحجہ کو مزدلفہ کو جائیں اور جبل قزح کے قریب اتر جائیں، دسویں ذوالحجہ کو مغرب وعشاء کی نماز امام ایک اذان اور ایک اقامت سے لوگوں کو پڑھائے اور راستہ میں مغرب کی نماز جائز نہیں مزدلفہ میں فجر کی نماز بہت سویرے غلس میں پڑھیں اور ٹھہرے رہیں اور زمانہ قیام میں تکبیر وتہلیل اور درود شریف وتلبیہ پڑھتے رہیں اور اپنی حاجت کی دعائیں مانگتے رہیں اور مقام مزدلفہ میں سوائے بطن محسر کے جہاں چاہیں ٹھہرے رہیں، پھر دسویں ہی کو مزدلفہ سے سات کنکریاں کھجور کی گٹھلی کے برابر یا چنے یا لوبئے کے دانے کے برابر ہمراہ لیکر طلوع شمس سے قبل منیٰ کو روانہ ہو جائیں، وہاں پہنچ کر جمرہ عقبہ پر رمی جمار کریں سات کنکریوں سے اس طرح کہ انگلیوں کے پوروں پر رکھ کر پھینک دیں اور جب پہلی کنکر مارنا چاہیں تلبیہ پڑھنا چھوڑ دیں پھر ذبح کریں پھر سر منڈوائیں یا ترشوائیں مگر منڈوانا بہتر ہے اور عورتیں ذرا سے بال چوٹی کے تراشوادیں اب سوائے عورتوں کے اور سب باتیں حلال ہو جائیں گی پھر مکہ معظّمہ جائے چاہے دسویں کو چاہے گیارہویں یا بارہویں کو جائے ان تینوں دنوں میں سے کسی دن مکہ معظّمہ روانہ ہو جائیں مگر اول دن افضل ہے پھر مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف کرے، سات چکر بلا رمل اور بلا سعی بشرطیکہ پہلے طواف زیارۃ میں رمل وسعی کر چکا ہو اور اگر پہلے طواف میں رمل وسعی نہ کی ہو تو اب اس طواف میں رمل وسعی کرے، اس طواف کو طواف رکن کہتے ہیں، اس طواف کے بعد عورتیں

بھی حلال ہو جائیں گی، یہ طواف رکن ایام نحر کے اندر کیا جائے بلا عذر بعد میں کرنے سے مکروہ تحریمی ہے اور دم لازم ہوگا، پھر مکہ معظّمہ سے منیٰ جائیں اور تین رمی جمار کریں جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، جمرہ اخیرہ یہ رمی جمار زوال کے بعد ہے، ابتدا رمی جمار کی مسجد خیف کے پاس سے کرے پھر جمرہ وسطیٰ کے پھر جمرہ عقبہ کے، یہ رمی ہر مرتبہ سات کنکریاں ہیں اور ہر رمی کیساتھ تکبیر کہی جائے اور تھوڑی دیر توقف کرے کہ اس توقف میں تحمید و تہلیل، تکبیر، درود شریف و دعا تضرع ہو، پھر اس توقف کے بعد دوسری بار رمی ہے پھر توقف کرے، تحمید و تہلیل و تکبیر و درود شریف، دعا تضرع کیساتھ پھر تیسری بار رمی کرے اور اب توقف نہ کرے، اور اگر دوسرے، تیسرے دن ٹھہرنا ہو جائے تو اسی طرح دوسرے دن اور تیسرے دن کرے اور اگر چوتھے دن ٹھہرے تو بعد طلوع شمس اور قبل از زوال اسی طرح رمی کرے یہ رمی پیدل اور سوار ہر طرح جائز ہے، پیدل بہتر ہے، پھر منیٰ سے مکہ معظّمہ کو روانہ ہو، جگہ محصب میں قدرے ٹھہر کر یہ حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف صدر کرے یہ طواف واجب ہے حنفیہ کے نزدیک البتہ اہل مکہ پر واجب نہیں، اس طواف کو طواف وداع بھی کہا جاتا ہے، بعد اس طواف صدر کے دو رکعت نفل پڑھ لیں لیکن اس طواف میں سعی اور رمل نہیں ہے پھر آپ زمزم پئیں اور پھر اپنے چہرے اور سینہ کو ملتزم یعنی باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان سے چمٹ کر روئے اور پردہ کو پکڑے اور دیوار مبارک خانہ کعبہ سے اپنے رخسار کو خوب ملے اور خوب گڑگڑا کے دعا مانگے، بس یہ تمام افعال شروع سے اخیر تک حج کے ختم ہو گئے۔

☆☆☆

خطبہ جمعہ
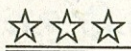
(پہلا خطبہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلِیِّ الذَّاتِ عَظِیْمِ الصِّفَاتِ سَمِیِّ السِّمَاتِ کَبِیْرِ الشَّانِ جَلِیْلِ الْقَدْرِ رَفِیْعِ الذِّکْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِیِّ الْبُرْهَانِ، فَخِیْمِ الْاِسْمِ عَزِیْزِ الْعِلْمِ وَسِیْعِ الْحِلْمِ کَثِیْرِ الْغُفْرَانِ، جَمِیْلِ الثَّنَاءِ جَزِیْلِ الْعَطَاءِ مُجِیْبِ الدُّعَاءِ عَمِیْمِ الْاِحْسَانِ، سَرِیْعِ الْحِسَابِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ اَلِیْمِ الْعَذَابِ عَزِیْزِ السُّلْطَانِ، وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ فِی الْخَلْقِ وَ الْاَمْرِ، وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَ الْاَحْمَرِ، اَلْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَ رَفْعِ الذِّکْرِ، وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ.

اَمَّا بَعْدُ فَیَا اَیُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ اُسُّ الطَّاعَاتِ، وَ اتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰی مِلَاکُ الْحَسَنَاتِ، وَ عَلَیْکُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِیْ اِلَی الْاِطَاعَةِ، وَ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ اهْتَدٰی، وَ اِیَّاکُمْ وَ الْبِدْعَةَ فَاِنَّ

اَلْبِدْعَةَ تَهْدِیْ اِلَی الْمَعْصِیَةِ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰی، وَ عَلَیْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یُنْجِیْ وَ الْكِذْبَ یُهْلِكُ، وَ عَلَیْكُمْ بِالْاِحْسَانِ ، فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ، وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ، فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ، وَ لَاتُحِبُّوْا الدُّنْیَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ، اَلَا وَ اِنَّ نَفْساً لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَ تَوَكَّلُوْا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ فَادْعُوْهُ فَاِنَّ رَبَّكُمْ مُجِیْبُ الدَّاعِیْنَ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ، اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ، بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ، وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ☆ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَ لَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ، فَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ☆

خطبہ عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُنْعِمِ الْمُحْسِنِ الدَّیَّانِ ، ذِیْ الْفَضْلِ وَ الْجُوْدِ وَ الْاِحْسَانِ ، ذِیْ الْکَرَمِ وَ الْمَغْفِرَۃِ وَ الْاِمْتِنَانِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ، وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ حِیْنَ شَاعَ الْکُفْرُ فِی الْبُلْدَانِ ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ مَالَمَعَ الْقَمْرَانِ وَ تَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ.

اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ فِیْہِ عَوَآئِدُ الْاِحْسَانِ ، وَ رَجَآءُ نَیْلِ الدَّرَجَاتِ وَ الْعَفْوِ وَالْغُفْرَانِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ . وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَ ھٰذَا عِیْدُنَا ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ . وَ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰٓئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلآ ئِکَتِیْ مَا جَزَآءُ اَجِیْرٍ وَّ فّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآءُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرُہٗ قَالَ مَلآئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَ اِمَآئِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ اِلَی الدُّعَاءِ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ وَ کَرَمِیْ وَ عُلُوِّیْ وَ ارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَ بَدَّلْتُ سَیِّئَاتِکُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّھُمْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ . وَ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ . وَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُکَبِّرُ بَیْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَۃِ یُکْثِرُ التَّکْبِیْرُ فِیْ خُطْبَۃِ الْعِیْدَیْنِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ . اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ، وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ☆

خُطْبَۃُ عِیْدِ الْاَضْحٰی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ . اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ

مَنسَكاً لِّيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ، وَعَلَّمَ التَّوْحِيْدَ وَ اَمَرَ بِالْاِسْلَامِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ .

وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ الَّذِىْ هَدَانَا اِلٰى دَارِالسَّلَامِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ . صَلَّى اللّٰهُ وَ عَلٰىٓ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِاِقَامَةِ الْاَحْكَامِ وَ بَذَلُوْا اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَا لَهُمْ مِنْ كِرَامٍ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ .

اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ شَرَعَ لَكُمْ فِيْهِ مَعَ اَعْمَالٍ اُخَرَ ذَبْحَ الْاُضْحِيَّةِ بِالْاِخْلَاصِ وَ صِدْقِ النِّيَةِ وَ بَيَّنَ نَبِيُّهٗ وَ صَفِيُّهٗ ، صلی اللہ علیہ وسلم وَ جُوْبَهَا وَ فَضَائِلَهَا وَ دَوَّنَ عُلَمَآءُ اُمَّتِهٖ مَنْ سُنَّتِهٖ فِىْ كُتُبِ الْفِقْهِ مَسَائِلَهَا ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ . فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ

مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَ اِنَّه‘ لَيَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلَافِهَا وَ اِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ.

قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِىُّ، قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ.

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِّاَنْ يُّضَحِّىَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ.

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنہ اَلْاَضَاحِىُّ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى، وَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ تعالٰی عنہ مِثْلُه‘ وَ هٰذَا بَعْضٌ مِّنَ الْفَضَائِلِ وَ تَعَلَّمُوْا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمَسَائِلَ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِیْمِ ، لَنْ یَّنَالَ اللّٰهُ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَاءُ هَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ؕ کَذَالِکَ سَخَّرَهَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ☆

خُطْبَۂ اسْتِسْقَاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ کِتَابِهٖ وَ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا ، لِنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّ نُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَا اَنْعَامًا وَ اَنَاسِیَّ کَثِیْرًا ، وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهُ الَّذِیْ کَانَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ وَصَلُوْا مِنَ الدِّیْنِ اِلٰی کُنْهِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً ، اَمَّا بَعْدُ فَیَا اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ اِنَّکُمْ شَکَوْتُمْ جَدْبَ دِیَارِکُمْ وَ اسْتِیْخَارِ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْکُمْ وَ قَدْ اَمَرَکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَ وَعَدَکُمْ اَنْ یَّسْتَجِبَ لَکُمْ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ ، اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَ

اجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَ بَلَاغاً اِلٰى حِيْنٍ ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُّغِيْثاً مُّرِيْئاً مُّرِيْعاً نَّافِعاً غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ ، اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَ بَهِيْمَتَكَ وَ انْشُرْ رَحْمَتَكَ وَ اَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُّغِيْثاً مُّرِيْعاً غَدَقاً مُجَلْجِلاً عَامًّا طَبَقاً سَحًّا دَآئِماً ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْعِبَادِ وَ الْبِلَادِ وَ الْبَهَائِمِ وَ الْخَلْقِ مِنَ اللَّاْوَآءِ وَ الْجُهْدِ وَ الضَّنْكِ مَالَا نَشْكُوْهُ اِلَّا اِلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَ اَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ وَ اسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ ، اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْجُهْدَ وَ الْجُوْعَ وَ الْعُرٰى وَ اكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ مَا لَا يَكْشِفُهُ غَيْرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّاراً ، فَارْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَاراً فَجَعَلَ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَ الْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ وَ ظَهْرَ الرِّدَآءِ لِبَطْنِهٖ وَ بَطْنَهٗ لِظَهْرِهٖ ، وَ اَخَذَ فِى الدُّعَآءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ النَّاسِ كَذٰلِكَ ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَ هُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ ☆

خُطْبَۂ نِکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ، يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَ نِسَاءً وَّ اتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَائَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ، يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ، وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْمًا ☆

وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَيْسَ مِنِّیْ ، صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشَّاكِرِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

دوسرا خطبہ

(ہر خطبہ کیلئے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ، وَ نَسْتَعِیْنُہ، وَ نَسْتَغْفِرُہ، وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ، وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہ، وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ، لَاشَرِیْکَ لَہ، وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہ، وَ رَسُوْلُہ، ، اَرْسَلَہ، بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْراً بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہ، فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہ، لَایَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہ، وَ لَایَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہ، یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرَ وَ اَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانَ وَ اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ، وَ حَمْزَۃُ اَسَدُ اللّٰہِ وَ اَسَدُ رَسُوْلِہٖ ، اَللّٰھُمَ

اَغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَ وَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً لَّاتُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْٓ اَصْحَابِیْ لَاتَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْٓ اَحَبَّهُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْٓ اَبْغَضَهُمْ وَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ وَ السُّلْطَانُ (اَلْمُسْلِمُ) ظِلُّ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اَهَانَهٗ اللّٰهُ .

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ، فَاذْکُرُوْا اللّٰهَ یَذْکُرْکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَهَمُّ وَ اَکْبَرُ ☆

دُعاءِ عقیقہ

اَللّٰهُمَ هٰذِهٖ عَقِیْقَةُ فُلَانٍ (اس جگہ بچہ کا نام لیں) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَ لَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَ جِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ (اور اگر لڑکی ہے تو بِدَمِهَا ، بِلَحْمِهَا ، بِعَظْمِهَا ، بِجِلْدِهَا بِشَعْرِهَا کہے) اِنِّیْ وَ جَّهْتُ وَ جْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، لَاشَرِیْکَ لَهٗ

بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ

پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کرعقیقہ کا جانور ذبح کرے۔

اظہار تشکر

پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلبہ وطالبات کی طرف سے مسلسل اصرار تھا کہ اس کتاب کو اغلاط کی تصحیح اور عبارت کی خامیاں دور کر کے شائع کی جائے۔تا کہ پڑھنے ، پڑھانے میں سہولت ہو۔ الحمد للہ اپنے کرم فرماؤں کی دعاؤں سے یہ کام احسن طریقہ سے ہوگیا ہے۔ اغلاط کی تصحیح اور عبارت کی خامیاں امکانی حد تک دور کرنے کی کوشش کی گئی اور بعض مسائل کی ادھوری عبارت کو بین القوسین مع حوالہ مکمل کردی گئی۔ اور بعض مسائل کا حکم اُس زمانہ کے لحاظ سے درست تھا لیکن اب اھل فتاوٰی کا یہ موقف نہ رہا اسکی طرف بھی نشاندہی کی گئی اور ساتھ ساتھ واحدی کتب خانہ نے اپنے شبعۂ کمپیوٹر سے اعلیٰ خط کے ساتھ کتابت کا اور عربی عبارات میں اعراب (زیر، زبر) لگانے کا اور معیاری طباعت کا اھتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے استدعا ہے کہ ہمارے اکابر کی کاوشوں کو مزید بہتر انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اوران کے فیوض کو آگے پہچانے کیلئے ہمیں ذریعہ کے طور استعمال فرمادیں۔ امین ثم امین۔ راقم الحروف ۔ عبدالواحد۔ ۱۴ شوال ۲۵ ھ

تـــــــــمـــــــــت

بـــــــــالـــــــــخيـــــــــر

خوشخبری

ریاض الصالحین کی جدید کمپیوٹر کمپوزنگ طباعت

ذیل کی خصوصیات کے ساتھ

ریاض الصالحین کے اس ایڈیشن کو مکمل بنانے کے لئے تین محققین نے مندرجہ ذیل علمی کاوشین کی ہیں۔

۱۔اس نسخہ کو دو ۲ قدیم صحیح ترین قلمی نسخوں سے مقابلہ کر کے درست کیا گیا ہے۔

۲۔اس کی تمام احادیث کی تخریج وتحقیق کی گئی ہے، جن کتابوں سے حدیثیں لی گئی ہیں ان کا حوالہ دیا گیا ہے، اور ان کے ذریعہ سے احادیث کی تصحیح کی گئی ہے۔

۳۔ جو احادیث صحیحین کے سوا دوسری کتب احادیث سے ماخوذ تھیں ان کی تحقیق وتخریج مشہور عالمِ حدیث استاذ شعیب الارنوؤط نے کی ہے اور ان کی صحت وضعف کے بارے میں کلام کیا ہے۔جن چند احادیث کی اسناد میں ضعف پایا جاتا تھا ان کے شواہد دیگر روایات سے پیش کئے ہیں تا کہ وہ قوی اور قابل احتجاج بن سکیں۔

۴۔ بعض اجنبی اور مشکل الفاظ کی تشریح امام نووی سے رہ گئی تھی۔ ایسے الفاظ کی شرح کردی گئی ہے، اور جن احادیث کے معنی میں باہم تعارض پائے جانے کا وہم ہوسکتا تھا ان کو محدثین کی مستند کتابوں کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔

۵۔تمام احادیث کے مسلسل نمبر دیئے گئے ہیں۔

۶۔ ہر آیت قرآنی کا حوالہ متن میں دے دیا گیا ہے۔

۷۔کمپیوٹر کے ذریعہ کمپوزنگ کی وجہ سے اس نئے ایڈیشن میں خوبصورتی اور نفاست پیدا ہوگئی ہے۔

ان تمام کوششوں کے نتیجہ میں یہ معیاری ایڈیشن وجود میں آیا ہے جو بفضلہ تعالےٰ کئی خوبیوں سے آراستہ ہے۔امید ہے کہ حدیث شریف کے شائقین اب اس کتاب سے بہتر طور پر مستفید ومستفیض ہوسکیں گے۔

واللّٰہ الموفق وھو خیر عونٍ ورفیق

ناشر

واحدی کتب خانہ

۳۶ جی لانڈھی کراچی نمبر ۳

فون نمبر: 5044075